خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کا کردار: سیرتِ صحابیاتؓ کی روشنی میں تحقیق و تجزیہ

(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علومِ اسلامیہ)

مقالہ نگار

نگہت نواز

ایم فل سکالر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

رجسٹریشن نمبر:15-MPhil/IS/S22

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

سیشن:2024

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کا کردار: سیرتِ صحابیاتؓ کی روشنی میں تحقیق و تجزیہ

تحقیقی مقالہ نگار

نگہت نواز

رجسٹریشن نمبر: 15-MPhil/IS/S22

ایم فل سکالر علوم اسلامیہ

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

نگران تحقیقی مقالہ

ڈاکٹر منزہ سلطانہ

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز

سیشن 2022-2024

© نگہت نواز

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval Form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے۔ وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائینسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

بعنوان: خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کا کردار: سیرت صحابیاتؓ کی روشنی میں تحقیق و تجزیہ

The Role of Women in the formation and construction of the Family: Research and analysis in the light of the biography of the Companions

نام ڈگری: ماسٹر آف فلاسفی علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: نگہت نواز

رجسٹریشن نمبر: 15-Mphil/IS/S22

ڈاکٹر منزہ سلطانہ
(نگران مقالہ) ______________ نگران مقالہ کا دستخط

ڈاکٹر ریاض احمد سعید
(صدر، شعبہ علوم اسلامی فکر و ثقافت) ______________ دستخط صدر شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شاد
(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ______________ دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

تاریخ ______________

حلف نامہ

(Candidate Declaration Form)

میں <u>نگہت نواز</u> ولد <u>محمد نواز</u>

رجسٹریشن نمبر <u>15-Mphil/IS/S22</u>

طالب علم، ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ

مقالہ بعنوان: **<u>خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کا کردار: سیرت صحابیاتؓ کی روشنی میں تحقیق و تجزیہ</u>**

<u>The Role of Women in the formation and construction of the family: Research and analysis in the light of the biography of the Companions</u>

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، نیز **<u>ڈاکٹر منزہ سلطانہ</u>** کی نگرانی میں مکمل کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کرایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

مقالہ نگار: **<u>نگہت نواز</u>**

دستخط مقالہ نگار: ____________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

Abstract

Women are an important part of the formation and construction of the family because the family grows from the husband and wife and children, so their good care and good training are very important. The role of women is very important. The role of women in the formation and construction of the family. It has always been important because the woman plays an important role in the formation and construction of the family, so the position of the woman is fundamental in the construction of the family. And it is a very responsible job.

In today's age, as the requirements of time have changed and the world has become a global village, the effects of social media have increased in children and families, so the purpose of my research is to find a solution to these problems with the help of the biography of the Sahabiat (سیرتِ صحابیات) so that a woman can be fulfilling all the responsibilities in a good way, he can play his role in the formation and construction of the family in a good way.

Apart from this, the purpose of my research how was the role of woman in the formation of the family religiously, educationally, economically, sociologically, and politically? And it needs to be refined in the light of the biography (سیرتِ صحابیات) of the companions so that the family can be formed and built in a good way. And is also need to highlight the positive and negative aspects of the role of women in the formation and construction of the family and analyse these aspects. And how a woman can benefit from the biography (سیرتِ صحابیات) of the Companions to better fulfill her role in building a family.

Keywords: Formation of family, construction of family, role of women, Seerah Sahabiat. سیرتِ صحابیات).

ملخص

خواتین خاندان کی تشکیل اور تعمیر کا ایک اہم حصہ ہیں کیونکہ خاندان شوہر، بیوی اور بچوں سے تشکیل پاتا ہے، اس لیے ان کی اچھی دیکھ بھال اور بہترین تربیت نہایت ضروری ہے۔ خواتین کا کردار خاندان کی تشکیل اور تعمیر میں ہمیشہ سے اہم رہا ہے، کیونکہ عورت اس عمل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور یہ ایک نہایت ذمہ دارانہ کام ہے۔

آج کے دور میں، جب وقت کی ضروریات بدل گئی ہیں اور دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے، بچوں اور خاندان پر سوشل میڈیا کے اثرات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ میری تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ ان مسائل کا حل صحابیاتؓ کی سیرت کی روشنی میں تلاش کیا جائے، تاکہ عورت اپنی تمام ذمہ داریاں بہترین انداز میں ادا کر سکے اور خاندان کی تشکیل و تعمیر میں مؤثر کردار ادا کر سکے۔

اس کے علاوہ، میری تحقیق کا مقصد یہ جاننا بھی ہے کہ خاندان کی تشکیل میں عورت کا کردار مذہبی، تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے کیسا رہا ہے، اور کس طرح صحابیاتؓ کی سیرت کی روشنی میں اس کردار کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے، تاکہ خاندان کو بہتر طریقے سے تشکیل اور تعمیر کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ عورت کے کردار کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو اجاگر کرنا اور ان کا تجزیہ کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ عورت کس طرح صحابیاتؓ کی سیرت سے رہنمائی لے کر خاندان کی تعمیر میں اپنا کردار زیادہ بہتر انداز میں ادا کر سکتی ہے۔

کلیدی الفاظ: خاندان کی تشکیل، خاندان کی تعمیر، عورت کا کردار، سیرتِ صحابیاتؓ۔

فہرستِ عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	مقالہ کی منظوری کا فارم(Thesis Acceptance form)	iv
2	حلف نامہ-(Declaration)	v
3	مخلص مقالہ(Abstract)	vi
4	فہرست عنوابات (Table of content)	vii
5	اظہارِ تشکر(Acknowledgement)	ix
6	انتساب(Dedication)	x
7	مقدمہ(Prefrace)**باب اول: موضوع تحقیق سے متعلق بنیادی مبحث**	1
8	فصل اول	1
9	موضوع تحقیقکا تعارف(Introduction to the Study)	1
10	ضرورت واہمیت(Significance of the Study))	6
11	دراساتِسابقہ کا جائزہ(Review of Literature)	7
12	فصل دوم	14
13	جواز تحقیق(Rationale of The Study)	15
14	بیان مسئلہ(Statement of the Problem	15
15	مقاصد تحقیق(Objective of The Study)	16
17	سوالات تحقیق((Research Questions	16
18	منہج تحقیق((Research Methodology	17
20	**باب دوم: تشکیل وتعمیر خاندان کامفہوم اور تعارف**	18
21	فصل اول: تشکیل وتعمیر خاندان تعارف	20
22	مبحث اول: خاندان کے معنٰی ومفہوم	16

25	مبحث دوم: تعمیرِ خاندان میں عورت کی حیثیت	23
34	فصل دوم: تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کا کردار	24
35	مبحث اول: تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کی اہمیت	25
40	مبحث دوم: تعمیر خاندان میں عورت کی ذمہ داریاں	26
43	**باب سوم: خاندان کی تعمیر و ترقی میں خواتین کا کردار**	27
44	فصل اول: مبحث اول: مذہبی پہلو، تعلیمی پہلو، اخلاقی پہلو، معاشرتی پہلو، معاشی پہلو اور سیاسی پہلو	28
59	مبحث دوم: خواتین کا بچوں کی تعلیم و تربیت میں کردار	29
65	فصل دوم: عصر حاضر میں بچوں کی اچھی پرورش میں حائل کمزور اور منفی پہلو	30
65	مبحث اول: بچوں کی پرورش میں خواتین کے حائل منفی و کمزور پہلو کی وجوہات	31
70	مبحث دوم: بچوں کی پرورش میں خواتین کے مثبت رویے کی ضرورت و اہمیت	32
80	مبحث سوم: اولاد کی تعلیم و تربیت سے متعلق احکامِ الٰہی	33
87	**باب چہارم: تشکیل و تعمیر خاندان اور سیرت صحابیات سے استفادہ**	34
87	فصل اول: ازواجِ مطہرات اور سیرتِ صحابیاتؓ	35
88	مبحث اول: ازواج مطہراتؓ اور سیرتِ صحابیاتؓ کی سیرت کی افادیت	36
108	مبحث دوم: سیرت و کردار ازواج مطہراتؓ اور سیرت و کردار صحابیات	37
127	فصل دوم: خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرتِ صحابیات سے استفادہ کی صورتیں	38
128	مبحث اول: سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں قرآنی آیات اور احادیث ﷺ کی روشنی میں	39
138	مبحث دوم: خاندان کی تشکیل و تعمیر میں ازواجِ مطہراتؓ اور سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں	40
146	مبحث سوم: خاندان کی تعمر و ترقی میں حائل متعدد مسائل اور سیرتِ صحابیاتؓ سے ان کا ممکنہ حل	41

42	خلاصہ بحث	157
43	نتائج البحث	158
44	فہرست فہارس	159
45	سفارشات	160
46	فہرست قرآنی آیات	1
47	فہرست احادیث	2
48	فہرست اعلام	3
49	فہرست اصلاحات	4
50	فہرست مصادر ومراجع	5

اظہارِ تشکر (Acknowledgements)

سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتی ہوں۔ جس نے مجھ ناچیز بندہ کو تحقیق جیسے اہم کام کے لیے قلم اٹھانے کی توفیق بخشی اور بھرپور طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مجھے صلاحیت عطا کی اور ہزاروں درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور ان کی آل اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر جن کی محبت اور تکریم مسلمانوں کے لیے دین کی بنیاد ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر منزہ سلطانہ صاحبہ کی بے حد ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے انتخاب موضوع سے لے کر مقالے کی تکمیل تک اپنے تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی شفقت سے رہنمائی فرمائی اس تحقیقی کام کو میں نے انہیں کے زیر نگرانی میں سرا نجام دیا تحقیقی اصول انھی سے سیکھے، اور اپنے تحقیقی مقالے کو پائہ تکمیل تک پہنچایا۔

اس کے ساتھ میں اپنے تمام اساتذہ کرام کی بے حد شکر گزار ہوں جن جن سے میں نے ایم فل کے دوران مختلف مضامین پڑھے ان میں ڈاکٹر نور حیات، ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری، ڈاکٹر امجد حیات،، ڈاکٹر ریاض احمد سعید، اورڈاکٹر منزہ سلطانہ شامل ہیں ان تمام اساتذہ نے جن خوش اسلوبی سے ہمیں سکھایا اور علم کے مواقع فراہم کیے وہ بے مثال ہیں اور اس کے ساتھ میں مشکور ہوں ڈاکٹر مستفیض علوی صاحب سابق صدر شعبہ جنھوں نے اس موضوع کے انتخاب کے حوالے سے میری خصوصی رہنمائی فرمائی اس کے ساتھ میں ڈیپارٹمنٹ کے دیگر اساتذہ کرام کی بے حد شکر گزار ہوں جنھوں نے دوران تحقیق میری رہنمائی اور مدد کی۔

میں ممنون ہوں اپنے والدین مکرمین اور اپنے بہن بھائیوں کا جنھوں نے میری حوصلہ افزائی بڑھائی اور خصوصی طور پر میرے والد اوروالدہ محترمہ کا جنھوں نے ہمیشہ اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھا اور ہر معاملے میں مجھے بڑھ چڑھ کر حوصلہ دیا۔ جنھوں نے اپنی دعاؤں نیک تمناؤں کے ساتھ ساتھ گھر کی ذمہ داریوں کو اپنے کاندھے پر لے کر مجھے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا اور ہر تعاون اور حوصلہ افزائی سے نوازا۔ میں ان تمام لائبریریوں کے عملہ کے تعاون کی ممنون ہوں جنھوں نے دوران تحقیق ہر طرح کا تعاون کیا بالخصوص نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگجز اسلام اباد اور پبلک لائبریری اسلام اباد کی انتظامیہ کی جنھوں نے کتب تک رسائی میں میری مدد کی، سب میرے شکر کے مستحق ہیں۔

اس کے علاوہ میں اپنے مہربان و شفیق دوستوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے قدم قدم پر مفید مشوروں اور بے لوث تعاون سے مستفیض کیا اور آخر میں ہر اس شخص کے لیے دعا گو ہوں، جنھوں نے اس تحقیقی کام کو سہل بنانے میں میری معاونت کی اللہ پاک ان کے ہر کام میں آسانی پیدا فرمائے۔ آمین ثم آمین

انتساب

(Dedication)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ میں اپنی اس حقیر کاوش کو رسول اللہ ﷺ کے بعد ان تمام ہستیوں کے نام کرتی ہوں۔ جنہوں نے انسانیت تک اسلام کو عملی صورت میں پہنچانے میں اہم کردا ادا کیا۔ جن کی کاوش سے انسانوں کی زندگیاں بدلیں اور انہوں نے راہ ہدایت پائی۔ اور اپنے والدین کے نام جن کے دعاؤں اور محنتوں نے اس ناکارہ کو کارآمد بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

باب اول

موضوع تحقیق سے متعلق بنیادی مباحث

فصل اول: موضوع تحقیق کا تعارف، ضرورت واہمیت اور دراسات سابقہ کا جائزہ

فصل دوم: جوازِ تحقیق، سوالات اور مقاصدِ تحقیق

فصل اول

موضوع تحقیق کا تعارف، ضرورت واہمیت اور دراسات سابقہ کا جائزہ

(مقدمہ)

موضوع کا تعارف(Introduction to the Topic)

خاندان سے مراد ہے جب دو افراد یا بہت سے افراد مل کر ایک خاندان کو تشکیل دیتے ہیں۔ خاندان میں میاں بیوی، ماں باپ، بہن بھائی، اور انسان کے دوسرے قریبی اور خونی رشتے شامل ہیں۔ یہ عمل عموماً نکاح کے ذریعے ہوتا ہے، جہاں دو زندگیاں مل کر ایک خاندان بناتے ہیں اس عمل کو عادتاً سماجی، قانونی اور دینی روایات کے تحت پیروی کیا جاتا ہے۔

خواتین کا سب سے اہم کردار مادریت ہوتا ہے۔ وہ بچوں کی پرورش اور نگہداشت کرتی ہیں، ان کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں اور ان کے تعلیمی، تناظری اور روحانی ترقی کے لیے کھڑی ہوتی ہیں۔

عورت خاندان میں مختلف حیثیت سے اپنا کردار مختلف طریقوں سے ادا کرتی رہی ہے۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں، جس میں اس کے کردار بیوی، ماں، بہن، بیٹی اور استاد وغیرہ ہیں۔ عورت خاندان کی تشکیل و تعمیر دونوں میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔

(1 تشکیلِ خاندان میں کردار (2 تعمیر خاندان میں کردار

تشکیل خاندان میں عورت بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ تشکیل خاندان میں پہلا ادارہ نکاح ہے یعنی جب عورت رشتہ ازواج میں منسلک ہوتی ہے تو وہی سے تشکیل خاندان کا آغاز ہو جاتا ہے کیوں کہ نسل انسانی کی بقا اور تربیت کیلیے ازواج کا ایک دوسرے کے ساتھ روح منسلک ہونا ضروری ہے۔ یعنی دو روحیں یہ ارادہ رکھتی ہیں کہ انکو مستقبل میں انسانیت کی تعمیر کے لئے اکٹھے ہونا ہے۔ جب مرد عورت ازدواجی زندگی میں بندھتے ہیں یہی سے خاندان کی تشکیل میں عورت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

تعمیر خاندان سے مراد وہ عمل ہے جب خاندان کے افراد اپنے تعلقات کو مزید مضبوط اور مستحکم بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عمل خاندان کے افراد کے درمیان محبت، احترام، تعاون اور صبر کو بڑھانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ تعمیر خاندان میں افراد اپنے مثبت تعلقات کو بڑھاتے ہیں، اختلافات کو حل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی خوشی اور ترقی کیلئے کام کرتے ہیں۔ تشکیل خاندان اور تعمیر خاندان دو مرتبہ جڑے ہوئے مفہوم ہیں، جب تشکیل خاندان کے بعد تعمیر خاندان کا عمل شروع ہوتا ہے۔

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں عورت کا کردار ناگزیر اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ عورتیں نہ صرف خاندان کی بنیاد ہوتی ہیں بلکہ وہ اس کی مضبوطی اور استحکام کی بھی ضامن ہوتی ہیں۔ درج ذیل اہم نکات سے خاندان کے اندر عورت کی اہمیت کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔ یہ واضح ہو گا کہ خاندان کی تشکیل و تعمیر میں عورت کی ضرورت و اہمیت بے حد اہم ہے۔ ان کے بغیر ایک مضبوط اور متوازن خاندان کی تشکیل و تعمیر کرنا ناممکن ہے۔

1. ماں کی حیثیت: عورت کا ایک اہم روپ ماں کا ہے، چوں کہ بچوں کی پہلی درس گاہ ماں کی گود ہوتی ہے لہذا عورتیں بچوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ بچوں کو اخلاقی، مزہبی، معاشرتی اور ثقافتی اقدار سکھاتی ہیں، جو ان کی شخصیت کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

2. معاشرتی کردار: عورتیں خاندان کے اندر اور باہر دونوں جگہ معاشرتی روابط قائم کرتی ہیں۔ وہ خاندان کے افراد کے درمیان محبت، اتفاق اور ہم آہنگی پیدا کرتی ہیں، جو کہ ایک صحت مند خاندان کی تشکیل و تعمیر کے لیے ضروری ہے۔

3. اقتصادی شراکت: آج کے دور میں عورتیں محنت کش بھی ہیں اور وہ خاندان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی آمدنی خاندان کی مالی حالت کو مستحکم کرنے میں مدد کرتی ہے۔

4. تعلیم اور ترقی: عورتوں کی تعلیم خاندان کی ترقی کے لیے اہم ہے۔ تعلیم یافتہ عورتیں نہ صرف اپنے خاندان کی بہتری کے لیے کام کرتی ہیں بلکہ وہ معاشرے میں بھی مثبت تبدیلیاں لاتی ہیں۔

5. صحت کی دیکھ بھال: عورتیں خاندان کے صحت کی دیکھ بھال میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ بچوں اور بزرگوں کی صحت کا خیال رکھتی ہیں، جو کہ ایک صحت مند خاندان کے لیے ضروری ہے۔

بظاہر تعمیر خاندان میں عورت کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یعنی اس خاندان کی تعلیم و تربیت کا نظام، گھر و مسکن کی دیکھ بھال اولاد کی اچھی پرورش اچھے اخلاق خاوند کی تابداری اور معاشی و معاشرتی اقدار وغیرہ ان سب پہلو فرمانبرداری کرنا اور خاندان اور دیگر سسرالی رشتوں کی اچھی دیکھ بھال کو اجاگر کرنے سے ہی خاندان کی تعمیر ہوتی ہے۔

خاندان کی تعمیر و ترقی میں خواتین کا کردار:

خاندان کی تعمیر و ترقی میں خواتین اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان میں سے خواتین کے کردار کے اہم پہلو درج ذیل ہیں۔

1۔ مذہبی پہلو

2۔ تعلیمی پہلو

3۔ اخلاقی پہلو

4۔ معاشرتی پہلو

5۔ معاشی پہلو

6۔ سیاسی پہلو

1۔ مذہبی پہلو:

عورت مذہبی لحاظ سے خاندان کی تعمیر میں اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہے، اولاد اور خاندان کی تعلیم و تربیت کے لئے عورت پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ۔ اگرچہ اس کے لئے عورت کو کوئی خاص ذمہ داری نہیں دی گئی۔ مرد و عورت میں کوئی تفریق نہیں ہے، خاندان کی تشکیل و تعمیر میں مرد عورت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

اس پر قرآنِ حکیم شاہد ہے۔

"اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں"۔(التوبہ،71:9)

مذکورہ آیت کی رو سے مرد کے ساتھ ساتھ دین کی ترویج و اقامت میں عورت کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

اگرچہ خاندان کی تعمیر میں عورت ایک اہم اکائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ ایک کہاوت ہے، کہ اگر مرد دین دار ہو تو دین گھر تک پہنچتا ہے اور اگر عورت دین دار ہو تو دین نسلوں تک پہنچ جاتا ہے۔

2۔ تعلیمی پہلو:

عورت بچوں کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے اور یہاں پر بھی عورت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور کسی بھی خاندان کی تعمیر میں تعلیم ایک اہم پہلو ہے اور عورت اس میں اپنا کردار مختلف طریقوں سے ادا کر رہی ہے۔ عورتیں خاندان کی تعلیمی ترقی کو بڑھانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ اپنی تعلیم کو مستحکم کرتی ہیں اور اپنے بچوں کی تعلیمی ضروریات کو بھی پورا کرتی ہیں۔

3۔ اخلاقی پہلو:

عورت کا اخلاقی لحاظ سے خاندان کی تعمیر میں اہم کردار ہے۔ بچوں کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، ان کے طبعی رجحانات کو صحیح سر انجام دینا اور انہیں ذہنی، جسمانی، عملی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانا کہ وہ اللہ کے شکر گذار بندے بن کر رہیں۔

4۔ معاشرتی پہلو

عورتیں اپنے خاندان کے علاوہ معاشرتی سماجی میدانوں میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ مختلف سماجی اداروں، غیر سرکاری تنظیموں اور خیراتی کاموں میں شرکت کرتی ہیں جو سماجی ترقی اور انصاف کو بڑھانے کا مقصد رکھتے ہیں۔ معاشرے میں عورت کا کردار اور حقوق، عورت کو ایک بلند مرتبہ انسان کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، عورت اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایسی مخلوق کے طور پر جو بلند انسانوں

کی پرورش کرکے معاشرے کی فلاح وبہبود اور سعادت وکامرانی کی راہ ہموار کرتی ہے، عورت خاندان کی فلاح وبہبود اور سعادت و کامرانی کی راہ ہموار کرتی ہے، عورت کو خاندان اور کنبے کے بنیادی عنصر وجودی کی حیثیت سے دیکھا جاتاہے، ویسے کنبہ تومرد اور عورت دونوں سے مل کے تشکیل پاتاہے اور دونوں ہی اس کے معرض وجود میں آنے اور بقاء میں بنیادی کردار کے حامل ہیں لیکن گھر کی فضاکی طمانیت اور آشیانے کاچین وسکون عورت اور اس کے زنانہ مزاج پر موقوف ہے۔

5۔معاشی پہلو:

عورتیں خاندان کی اقتصادی حیثیت کو بڑھانے میں بھی کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ محنتی کام کرتی ہیں، مزید ترقی کے لئے تجارتی، کاروباری اور مالی فیصلوں میں شرکت کرتی ہیں اور خاندان کے لئے آمدنی کو بڑھاتی ہیں۔عورتیں خاندانی تناظر کو مضبوط بنانے میں مدد کرتی ہیں۔ وہ افراد کو جوڑتی ہیں، اختلافات کو حل کرتی ہیں اور خاندان کے اجتماعی، معاشی تعلقاتاور روحانی تعلقات کو بڑھاتی ہیں۔

6۔سیاسی پہلو:

اسلام میں عورت کا کردار صرف خاندان یا معاشرے تک ہی محدود نہیں بلکہ اہلیت کی بنیاد پر عورت کو سیاسی اور ریاستی سطح پر بھی کردار دیا گیاہے۔ قرآنِ حکیم میں مسلم معاشرے میں ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہوئے مردو خواتین دونوں کو برابر اہمیت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت بجالاتے ہیں، ان ہی لوگوں پر اللہ عنقریب رحم فرمائے گا، بے شک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ عورتوں کا کردار تعمیرِ خاندان میں بہت اہم ہوتا ہے۔ وہ خاندان کو مضبوط، متحد اور ترقی پسند بنانے میں اہم حصہ ہوتی ہیں۔خواتین اپنے خاندان کا حصہ ہونے کے علاوہ، برادریوں کی فلاح وبہبود میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ مختلف گروہوں کا حصہ بن کر دنیا کو بہتر بنانے کے لیے خیرات کے کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔ خواتین کے مخصوص حقوق اور کردار انہیں خاندان اور معاشرے میں اہمیت فراہم کرتے ہیں۔ خدا کی خاص تخلیق کے طور پر، خواتین بچوں کی پرورش کے ذریعے خاندانوں اور برادریوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ خاندانوں کو مضبوط اور خوشحال بنانے کے لیے مرد اور عورت دونوں کی موجودگی ضروری ہے، اور عورت کے سیاسی پہلو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

ضرورت واہمیت(Signification of the Study)

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں عورت ایک اہم حصہ ہے۔ چوں کہ خاندان میاں بیوی، ماں باپ،، بہن بھائی اور بچوں سے پروان چڑھتا ہے۔ تشکیل خاندان میں عورت کی حیثیت بنیادی ہے۔ اور عورت کی زندگی میں اس کا آغاز عائلی ازدواجی زندگی سے ہوتا ہے۔ ایک خاندان مختلف افراد کا مجموعہ ہوتا ہے اور ان افراد میں عورت کی حیثیت مصنف ہے۔ چوں کہ عورت کے ذمے خاوند، اولاد اور دیگر رشتوں کی اچھی تربیت ہے لہذا یہ ایک انتہائی ذمہ داری کا کام ہے اور عصر حاضر میں بچوں کی پرورش اس طرح نہیں ہو رہی۔ یعنی بچوں کی اچھی پرورش، مذہبی مسائل اور دیگر معاشی و معاشرتی امور پر سیرت صحابیات سے مدد لے کر ان مسائل کا حل نکالنا ضروری ہے۔ صحابیات کی سیرت عورتوں کے لئے بہترین مثال ہیں۔ جس کی مدد سے دور حاضر میں خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کو جو مسائل درپیش ہیں انکا حل سیرت صحابیات سے حاصل کیا جاسکے۔

عورتیں نہ صرف نسل کی پرورش کرتی ہیں بلکہ وہ اس نسل کی تربیت کے دوران ان کے اندر محبت، ہمدردی اور تعاون کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہیں۔ ایک عورت کی موجودگی سے خاندان میں سکون اور خوشی کی فضا قائم ہوتی ہے۔ وہ بچوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، ان کی اخلاقی اور معاشرتی تربیت کرتی ہیں، اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی رہنمائی کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ، عورتیں خاندان کے مالی معاملات میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، چاہے وہ گھریلو کام کاج ہوں یا باہر کام کر کے آمدنی کمانا۔ اس طرح، عورتیں خاندان کی بنیاد کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، اور ان کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ خاندان کی تعمیر میں عورت کی ذمہ داریاں اور ان کی اہمیت کئی طریقوں سے واضح ہوتی ہے۔ عورتیں گھر کے اندر بچوں کی تربیت، تعلیم اور اخلاقی اقدار کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، جو کہ ایک کامیاب نسل کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان کی شفقت اور محبت بچوں کی ذہنی اور جذباتی نشوونما کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ، عورتیں گھر کے مالی معاملات، صحت کی دیکھ بھال اور روزمرہ کی ضروریات کا خیال رکھتی ہیں، جس سے خاندان کی معاشی استحکام میں مدد ملتی ہے۔ عورتوں کی موجودگی سے خاندان میں ایک مثبت ماحول پیدا ہوتا ہے، جہاں محبت اور تعاون کی فضاء قائم ہوتی ہے۔ اس طرح، عورت کی ذمہ داریاں اور ان کی اہمیت خاندان کی بنیاد کو مضبوط بنانے اور اس کی ترقی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

خاندان کی تعمیر میں عورت کی حیثیت بہت نمایاں ہے۔ عورتیں نہ صرف بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت دے کر ان کی پرورش کرتی ہیں بلکہ وہ خاندان کی معاشرتی، ثقافتی اور اخلاقی بنیادوں کو بھی مضبوط کرتی ہیں۔ ایک عورت کی محبت، شفقت اور سمجھ بوجھ خاندان

کے افراد کے درمیان محبت اور ہم آہنگی پیدا کرتی ہے، جس سے ایک خوشگوار ماحول تشکیل پاتا ہے۔ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں، ان کی اخلاقی اقدار کو سنوارتی ہیں اور انہیں معاشرتی زندگی کے لیے تیار کرتی ہیں۔ مزید برآں، عورتیں گھر کے انتظام اور مالی معاملات میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں، جس سے خاندان کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے۔ ان کی موجودگی اور کردار خاندان کی مضبوطی اور استحکام کے لیے ناگزیر ہیں۔ موجودہ دور میں خواتین کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جن کا حل تلاش کرنا انتہائی اہم ہے تاکہ خواتین خاندان کی تعمیر احسن طریقے سے کر سکیں۔

اس موضوع پر اس لئے بھی کام کرنے کی ضرورت ہے کہ دور حاضر میں چوں کہ وقت کے تقاضے بدل چکے ہیں، دنیا گلوبل ویلج بن گئی ہے اور سوشل میڈیا کے اثرات بچوں اور خاندان پر بڑھ گئے ہیں جس کے لئے ضروری ہے کہ ایک اچھے خاندان کی تعمیر اور ترقی کیلئے ضروری ہے کہ جانچا جاسکے کہ وہ کونسی ذمہ داریاں ہیں جن کو پورا کر کے عورت خاندان کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کر سکتی ہے۔ یعنی وہ تمام چیزیں جو ہماری خواتین کے لئے ایک چیلنج کے طور پر سامنے آرہی ہیں چوں کہ خاندان کی تشکیل میں عورت ایک بنیادی اکائی ہے، اور اس کا ایک اہم کردار ہے۔ اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ سمجھ آسکے کہ عورت کو کس طرح اپنا کردار نبھانا ہے تاکہ وہ خاندان میں اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کر سکے اس کے لیے سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

اس موضوع پر کام کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں خاندان کا کردار وہ نہیں رہا کہ وہ بچوں کو اچھا شہری بنائیں لہٰذا انہیں اچھا شہری بنانے کے لئے ان تمام نکات پر کام کرنے کی ضرورت ہے جو تشکیل خاندان اور تعمیر خاندان سے وابستہ ہوں چوں کہ خاندان کی تشکیل و تعمیر خواتین سے جڑی ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کو کون سی سیرت سے استفادہ کرنا چاہیئے کہ جس سے بچوں کی اور خاندان کی اچھے طریقے سے تشکیل اور تعمیر ہو سکے۔

دراسہ سابقہ کا جائزہ (Literature Review)

اس موضوع پر جو سابقہ تحقیقی کام کیا گیا ہے اسکی تفصیل کچھ یوں ہیں۔

1۔خواتین کا کردار

1۔ اس موضوع سے متعلق کتاب "معاشرہ میں خواتین کا مقام اور متوقع کردار"۔ہے۔اس کتاب میں مصنف نے اسلامی معاشرے میں خواتین کے مقام، حقوق اور ذمہ داریوں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ شیخ القرضاوی نے خواتین کی معاشرتی، معاشی اور سیاسی زندگی میں شرکت کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر پیش کیا ہے، جس میں ان کی عزت وو قار اور حقوق کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے۔ مصنف نے خواتین کی تعلیم، کام کرنے کے حقوق اور معاشرتی سرگرمیوں میں ان کی شمولیت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو واضح کیا ہے، تاکہ خواتین معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔[1]

2۔موضوع سے متعلق تحقیقی مقالہ "بحیثیت بیوی عورت کا کردار، سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں،"ہے۔حافظ نعیم سیف اللہ اس کے مقالہ نگار ہیں یہ پی۔ایچ۔ڈی سطح کا ہے۔اس مقالہ نگار نے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں عورت کا کردار بحیثیت بیوی بیان کیا ہے کہ بطور بیوی ایک عورت کے کیا حقوق و فرائض ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر وہ ایک اچھی بیوی بن سکتی ہے۔[2]

3۔اس حوالے سے ایک اور مقالہ "مقالہ نگار بشریٰ قریشی مقالہ،"پاکستان کی تحریک میں خواتین کا کردار: پنجاب مسلم خواتین کا مطالعہ، ہے۔یہ مقالہ پی۔ایچ۔ڈی کا ہے، بشریٰ قریشی ہے۔یہ مقالہ پاکستان کی آزادی کی تحریک میں پنجاب کی مسلم خواتین کے کردار پر روشنی ڈالتا ہے۔ مقالے میں خواتین کی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے جو انہوں نے پاکستان کے قیام کے لیے انجام دیں .اس مقالے میں، حافظ نعیم سیف الدین نے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں عورت کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کیا ہے۔ اس میں بیوی کی حیثیت سے عورت کے کردار، حقوق، اور ذمہ داریوں پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ مصنف نے اسلامی تعلیمات اور سیرت نبوی ﷺ سے رہنمائی لیتے ہوئے عورت کے مقام اور اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ مقالے میں عورت کے کردار کو معاشرے میں ایک مثبت اور فعال عنصر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ میں مزید یہ واضح کیا گیا ہے کہ پنجاب کی مسلم خواتین کا مطالعہ "تحریک پاکستان میں خواتین کی شمولیت کی اہمیت کو

---

[1] الشیخ یوسف القرضاوی، عربی سے ترجمہ 'مولانا الیاس نعمانی'، "معاشرہ میں خواتین کا مقام اور متوقع کردار"، ہدایت پبلشر اینڈ ڈسٹری بیوٹرس، 2007

[2] مقالہ نگار حافظ محمد نعیم سیف السلام، مقالہ پی۔ایچ۔ڈی "بحیثیت بیوی عورت کا کردار، سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں،"یونیورسٹی آف لاہور 13 جولائی 2023،

اجاگر کرتا ہے۔ یہ ان خواتین کے کردار کو اجاگر کرتا ہے جنہوں نے پاکستان کی آزادی کے لیے جدوجہد میں حصہ لیا۔ مقالہ ان خواتین کی جانب سے کی جانے والی مختلف سرگرمیوں، جیسے کہ سیاسی اجتماعات میں شرکت، تحریکوں میں شمولیت، اور عوامی شعور بیدار کرنے میں ان کے کردار پر روشنی ڈالتا ہے۔ یہ مقالہ پنجاب کی مسلم خواتین کی تحریک آزادی میں شراکت کی ایک جامع تصویر پیش کرتا ہے۔[1]

4۔اس سلسلے میں ایک اور اہم مقالہ "استحکام خاندان میں عورت کا کردار: شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ "ہے۔ یہ پی ۔ایچ۔ڈی کا مقالہ ہے،اس کی مقالہ نگار ناہید شاہ نقوی ہیں۔اس تجزیاتی مطالعہ میں شریعت اسلامیہ کی روشنی میں عورت کے کردار کو خاندان کے استحکام کے تناظر میں پرکھا گیا ہے، جس میں خواتین کے حقوق اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئ ی ہے۔اس مقالے میں خاندان کے استحکام میں عورت کے کردار کا جائزہ لیا گیاہے، جو کہ اسلامی شریعت کی روشنی میں کیا گیاہے۔نا ہید شاہ نقوی نے اس مقالے میں عورت کے خاندان میں مختلف کرداروں، جیسے بیوی، ماں اور بہن کے طور پر، ان کے فرائض اور ذم ہ داریوں کا تجزیہ کیاہے۔اس میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خاندان کے استحکام میں عورت کے کردار کی اہمیت پر زور دیا گیاہے۔[2]

5۔ایک اور کتاب "استحکامِ خاندان میں زوجین کا کردار" ہے ۔اس کتاب میں مصنفہ نے خاندانی نظام کی اہمیت اور اس کے استحکام میں میاں بیوی کے کردار پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس کے علاوہ مصنفہ نے خاندان کی تشکیل، زوجین کی ذمہ داریوں، اور خاندانی استحکام کے لیے ضروری عوامل پر تفصیلی بحث کی ہے۔[3]

6۔موضوع سے متعلق ایک اور مقالہ "اسلامی خاندانی قانون میں خواتین کی قانونی صلاحیت کا مطالعہ "۔یہ پی۔ایچ۔ڈی سطح کا مقالہ ہے،اس کی مقالہ نگار فرحانہ محمود ہیں۔اس پی ایچ ڈی مقالے میں اسلامی قانون میں خواتین کی قانونی صلاحیت کے نظریے کا جائزہ لیا گیا ہے، خاص طور پر اسلامی خاندانی قانون کے تناظر میں۔ مقالہ خواتین کی شادی اور طلاق کے م

---

[1] مقالہ نگار بشریٰ قریشی مقالہ، "پاکستان کی تحریک میں خواتین کا کردار: پنجاب مسلم خواتین کا مطالعہ،" نمل یونیورسٹی اسلام آباد 2021،

[2] مقالہ نگار "ناہید شاہ نقوی، مقالہ پی۔ایچ۔ڈی، "استحکام خاندان میں عورت کا کردار: شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ"، جامعہ سندھ جامشورہ، سن 2020

[3] مصنفہ سیدہ سعدیہ، کتاب "استحکامِ خاندان میں زوجین کا کردار"، پنجنڈ ڈاٹ کام 2017،

عاملات میں قانونی صلاحیت پر توجہ مرکوز کرتا ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق اور ذمہ داریو ں کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔[1]

7۔موضوع سے متعلق آرٹیکل "معاشرے کی تشکیل میں تنظیم خاندان کی اہمیت اور مرد وعورت کا دائرہ کار اسلامی تناظر میں " ہے۔اس آرٹیکل میں مصنف نے معاشرے کی تشکیل میں خاندان کی اہمیت اور مرد وعورت دونوں کا دائرہ کار بتایا گیاہے۔ایک علمی وفکری کاوش ہے جو اسلامی معاشرت کے بنیادی ادارے خاندان کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔یہ کتاب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیتی ہے کہ ایک متوازن، پرامن اور اخلاقی معاشرے کی بنیاد مضبوط خاندانی نظام پر ہی رکھی جاسکتی ہے۔اس آرٹیکل میں واضح کیا گیاہے کہ خاندان صرف سماجی اکائی نہیں بلکہ اسلامی معاشرت کا پہلا اور بنیادی ادارہ ہے جس کی درست تنظیم معاشرے کے استحکام کی ضامن ہے۔مصنف نے مرد اور عورت کے فرائض و حقوق کو متوازن انداز میں بیان کیاہے،اس تصور کے ساتھ کہ دونوں ایک دوسرے کے شریکِ کار ہیں نہ کہ حریف۔کتاب میں اسلامی معاشرت کی بنیاد، اس کے اصول، اور موجودہ چیلنجز کا تقابلی مطالعہ بھی شامل ہے۔[2]

8۔ایک اور مقالہ "پاکستان کی معاشی ترقی میں خواتین کا کردار: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ، ہے۔یہ مقالہ پی۔ایچ۔ڈی اسکالر سعید اختر کا تحقیق کردہ ہے۔اس مقالہ میں خواتین کا معاشی کردار بتایا گیاہے جو اسلام کے ابتدائی ادوار میں معزز خواتین نے ادا کیا اور اب موجودہ حالات میں پاکستان کی معاشی ترقی میں خواتین کیسے اپنا کردار ادا کرسکتیں ہیں۔یہ تحقیقی مقالہ پاکستان کی معیشت میں خواتین کے کردار کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جامع جائزہ پیش کرتا ہے۔مقالہ نگار نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خواتین نہ صرف خاندانی اور سماجی سطح پر بلکہ قومی معیشت کی ترقی میں بھی کلیدی کردار ادا کرسکتی ہیں، بشرطیکہ انہیں اسلامی حدود وضوابط کے دائرے میں مواقع دیے جائیں۔اس مقالے میں قرآن وسنت کی روشنی میں خواتین کے معاشی حقوق، کام کرنے کی اجازت، اور عزت ووقار کے تحفظ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات اور موجودہ قوانین کا موازنہ کرکے خواتین کو باعزت روزگار فراہم کرنے کے لیے عملی سفارشات پیش کی گئی ہیں۔مقالے میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیاہے کہ اگر خواتی

---

[1] مقالہ نگار فرحانہ محمود، پی۔ایچ،ڈی، مقالہ "اسلامی خاندانی قانون میں خواتین کی قانونی صلاحیت کا مطالعہ، "نمل یونیورسٹی اسلام آباد2020،

[2]۔مصنف ڈاکٹر فرید الدین طارق(اسسٹنٹ پروفیسر، "معاشرے کی تشکیل میں تنظیم خاندان کی اہمیت اور مرد وعورت کا دائرہ کار اسلامی تناظر میں"، ڈیپاٹمنٹ اف علوم اسلامیہ(یونیورسٹی آف جمہو آزاد کشمیر مظفر آباد، سن جنوری2022

ن کو اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشی میدان میں کردار ادا کرنے دیا جائے تو یہ پاکستان کی اقتصادی ترقی میں اہم محرک بن سکتی ہیں ۔[1]

9۔ایک اور آرٹیکل "انسانیت کی تعمیر میں عورت کا کردار" ہے ۔یہ مضمون معاشرے میں عورت کے مثبت، فعال اور تعمیری کردار کو اجاگر کرتا ہے، اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ عورت محض ایک صنف نہیں بلکہ انسانی تہذیب و اخلاق کی معمار ہے۔ مصنفہ نے عورت کی مختلف حیثیتوں میں خدمات اور کردار پر روشنی ڈالی ہے، خصوصاً اس کے اخلاقی، جذباتی، اور تربیتی اثرات پر۔ مضمون میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اسلام نے عورت کو عزت، حقوق اور مقام عطا کیا ہے، اور معاشرے کی بہتری میں اس کے کردار کو سراہا ہے۔ مصنفہ نے عورت کو ایک ایسی شخصیت قرار دیا ہے جو نسلوں کی اخلاقی و فکری تربیت کا ذریعہ بنتی ہے، یوں انسانی سماج کی بنیاد مضبوط کرتی ہے۔اس کے علاوہ اس آرٹیکل میں جدید معاشرے میں عورت کو درپیش مسائل اور اس کے کردار کو محدود کرنے والے عوامل کا ذکر بھی کیا گیا ہے، اور ان کے حل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے ۔[2]

10۔اس کتاب "اردو ناولوں میں عورتوں کی سماجی حیثیت" ہے۔مصنف نے اس کتاب میں سماج میں عورتوں کے رتبے اور مقام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔کتاب میں ہندوستان میں جدید دور کی ابتدا پر بات ہوئی ہے، اسکے علاوہ مختلف مذاہب میں عورت کا مقام، انیسویں صدی میں ہندوستان میں سماجی حیثیت، آزادی نسواں کی تحریک، اردو ناول میں عورت کی سماجی حیثیت کے علاوہ دیگر موضوعات جیسے تعلیم، پردہ، بیوہ کے مسائل، طوائف کا مسئلہ، تعدد ازدواج وغیرہ پر محققانہ بحث ہوئی ہے۔

2۔خواتین کا کردار: شرعی احکام

1۔پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ "اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار"۔ مقالہ نگار حافظ حسین ازہر نے اس مقالے میں اسلامی معاشرت میں خاندان کی اہمیت، نکاح و طلاق کے قوانین، زوجین کے حقوق و فرائض، اولاد اور والدین کے حقوق، اور عزیز و اقارب کے حقوق پر تفصیلی بحث کی ہے۔یہ تحقیقی مقالہ اسلامی معاشرتی نظام میں خاندان کے کردار کو بنیاد بنا کر اجتماعی نظم و استحکام کا جائزہ پیش کرتا ہے۔مقالہ نگار نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک مضبوط خاندانی ڈھانچہ اسلامی اجتماعیت کے قیام اور بقا کے لیے نہایت ضروری ہے۔مصنف نے خاندان کو اسلامی معاشرت کی پہلی اور بنیادی اکائی قرار

---

[1] مقالہ نگار سعید اختر، مقالہ "پی۔ایچ۔ڈی "پاکستان کی معاشی ترقی میں خواتین کا کردار: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ، یونیورسٹی آف لاہور 2020،

[2] مصنفہ نگہت ہاشمی، آرٹیکل "انسانیت کی تعمیر میں عورت کا کردار" روزنامہ جنگ 17، اپریل 2019

دیتے ہوئے اس کے معاشرتی، اخلاقی اور تربیتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ مقالہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ اجتماعی نظم، باہمی تعاون، اور اخلاقی اقدار کی ترویج کا آغاز خاندانی سطح سے ہوتا ہے۔ مقالہ نگار نے جدید دور میں خاندان کو درپیش خطرات اور ان کے اسلامی حل پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے[1]۔

2۔ موضوع سے متعلق ایک اہم اور بنیادی کتاب "طبقات ابن سعد"، ہے۔ اسلامی تاریخ کی ایک اہم کتاب ہے جو صحابہ کرامؓ، تابعین اور دیگر اہم شخصیات کی سوانح حیات پر مشتمل ۔ ابتدائی جلدوں میں نبی کریم ﷺ کی سیرت، غزوات، اخلاق اور معمولات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ صحابہ کرامؓ کو مختلف طبقات (درجات) میں تقسیم کر کے ان کی زندگی، خدمات، اور روایات کو ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔ بعد کی جلدوں میں تابعین اور تبع تابعین کے حالات، علمی مقام اور روایات کا تذکرہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں صحابیاتؓ کی زندگی، ان کے گھریلو اور سماجی کردار پر بھی تفصیلی مواد موجود ہے۔ طبقات ابن سعد "میں صحابیاتؓ نبی کریم ﷺ کی خواتین صحابیہؓ کے حالاتِ زندگی پر بھی مفصل اور تحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ اس کتاب کی ایک نمایاں اور اہم خصوصیت ہے کہ اس میں نہ صرف مرد صحابہؓ بلکہ خواتین صحابیاتؓ کا بھی الگ "باب (طبقہ) قائم کیا گیا ہے۔ امام ابن سعد نے صحابیاتؓ کے لیے "الطبقة من النساء من المهاجرات والأنصاريات) "مہاجر اور انصاری خواتین کا طبقہ کے عنوان سے ایک علیحدہ باب قائم کیا ہے۔ صحابیاتؓ کی علمی خدمات، احادیث کی روایت، فتاویٰ، اور دوسرے صحابہ و تابعین سے ان کے علمی تعلق کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

3۔ اس اور مقالہ ""مثالی خاندان کا تصور قرآن و حدیث کی روشنی میں تجزیاتی جائزہ"۔ یہ پی۔ ایچ۔ ڈی سطح کا مقالہ ہے۔ اس کے مقالہ نگار محمد لقمان خان ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں "مثالی خاندان " کے تصور کو واضح کرتا ہے، اور یہ دکھاتا ہے کہ قرآن و سنت میں خاندان کو کن اصولوں، اقدار اور اخلاقی ضابطوں کے تحت منظم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم نے خاندان کی تشکیل اور تعمیر میں محبت، سکون، رحمت، عدل اور مشاورت کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور ارشادات کی روشنی میں شوہر، بیوی، والدین اور اولاد کے تعلقات کا واضح خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اسلام میں

---

[1] پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ"۔ مقالہ نگار حافظ حسین ازہر، پی۔ ایچ۔ ڈی، مقالہ "اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار،" کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی 2012،

مرد و عورت کی خاندانی ذمہ داریوں اور باہمی احترام پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔اس مقالے میں قرآن مجید کے احکامات کے مطابق ایک اچھے خاندان کا تصور کیسے ممکن ہے اسکا تجزیہ کیا گیا ہے۔[1]

4۔اس تحقیقی موضوع کے متعلق ایک اور آرٹیکل "خاندان کے نظام اور استحکام میں عورت کا کردار" ہے۔اس آرٹیکل میں عورت کی شخصیت اور کردار کو خاندان کی اخلاقی اقدار کا آئینہ دار قرار دیا گیا ہے اور خاندان کی تشکیل وتعمیر میں اس کے بنیادی کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔یہ مضمون عورت کے اُس مثبت، تعمیری اور ناگزیر کردار کو اُجاگر کرتا ہے جو وہ خاندانی نظام کے قیام، بقااور استحکام میں ادا کرتی ہے۔محترمہ سعدیہ محمود نے اس موضوع کو سماجی، اخلاقی اور مذہبی پہلوؤں سے مختصر مگر مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔عورت کے کردار کو قرآن وسنت کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے، جس میں اس کی عزت، اہمیت اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔مصنفہ نے واضح کیا ہے کہ عورت کی اخلاقی وفکری تربیت نہ صرف خاندان بلکہ پورے معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہے۔موجودہ دور میں خاندانی نظام کو درپیش چیلنجز جیسے طلاق، بے راہ روی، اور خاندانی بے سکونی جیسے مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، اور ان کا حل عورت کی تربیت وشعور میں بتایا گیا ہے[2]۔

5۔ایک اور مقالہ "خاندان کی تشکیل قرآن وحدیث کے حوالے سے تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ"۔یہ پی۔ایچ۔ڈی اسکالر ایم ایل یار خان کا تحریر کردہ ہے۔مقالہ نگار نے اس میں قرآن کریم میں خاندان کی تشکیل کے بنیادی عناصر جیسے نکاح، مودّت، رحمت، اور مشاورت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال سے خاندانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہوئی ہے اور میاں بیوی کے حقوق، والدین واولاد کے تعلقات کا گہرا تجزیہ کیا گیا ہے۔اس مقالے کی خاص بات اس کا تنقیدی اور تجزیاتی انداز ہے، جس میں موجودہ خاندانی مسائل کو اسلامی حل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔مقالہ نگار نے واضح کیا ہے کہ خاندان اسلامی معاشرے کی پہلی اکائی ہے، اور اس کی مضبوطی معاشرتی ترقی واستحکام کی ضمانت ہے۔اس کے علاوہ اس مقالے میں خاندان کی تشکیل کیسے ممکن ہے اس کا تجزیاتی مطالعہ قرآن واحادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے[3]۔

---

[1] مقالہ نگار محمد لقمان خان، پی۔ایچ۔ڈی "مثالی خاندان کا تصور قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی جائزہ، ناشر کلیہ اسلامیہ، جامعہ کراچی، 2010

[2] محترمہ سعدیہ محمود، آرٹیکل، "خاندان کے نظام اور استحکام میں عورت کا کردار"، روزنامہ انقلاب، سن اشاعت 26، مئی 2021

[3] مقالہ نگار ایم ایل یار خان، پی۔ایچ۔ڈی۔خاندان کی تشکیل قرآن وحدیث کے حوالے سے تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ، ادارہ کراچی یونیورسٹی، 2007

6۔ایک اور کتاب "احکام القرآن "۔یہ کتاب امام جصاص کی مشہور فقہی تفسیر ہے، جس میں انہوں نے قرآن مجید کی آیات سے استخراج کردہ احکام پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اس کتاب میں عورت کے خاندانی حقوق، نکاح، طلاق، وراثت اور دیگر فقہی مسائل پر گہرائی سے روشنی ڈالی گئی ہے[1]۔

7۔ایک اورایم۔فل کا مقالہ،"پاکستانی خواتین کے معاشی مسائل کا حل، صحابیاتؓ کی معاشی سرگرمیوں کے تناظر میں" ۔اس کے مقالہ نگار عاطف محمود ہیں۔یہ مقالہ پاکستان میں موجودہ دور کی خواتین کو درپیش معاشی چیلنجز کا جائزہ لیتے ہوئے صحابیاتؓ کی معاشی سرگرمیوں کو ایک رول ماڈل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ مقالہ نگارنے اسلامی تاریخ سے رہنمائی لیتے ہوئے یہ دکھایا ہے کہ خواتین، شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے، کیسے معاشی میدان میں مثبت اور مؤثر کردار ادا کرسکتی ہیں۔۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت زینبؓ، اور دیگر صحابیاتؓ کی تجارت، محنت، اور کفالتِ خاندان جیسے عملی کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ کیاہے۔اس کے علاوہ موجودہ پاکستانی خواتین کے مسائیل جیسے روزگار میں عدم مساوات، سماجی دباؤ، مواقع کی کمی، اور معاشرتی رکاوٹوں کی نشاندہی شامل ہیں۔ صحابیاتؓ کے طرزِ عمل کو موجودہ حالات پر منطبق کرکے اسلامی اور عملی حل تجویز کیے گئے ہیں۔یہ مقالہ واضح کرتا ہے کہ معاشی سرگرمیوں میں شرکت عورت کا حق بھی ہے اور معاشرتی ضرورت بھی، بشرطیکہ وہ اسلامی اقدار کے مطابق ہو[2]۔

1مصنف امام ابو بکر بکر جصاص، کتاب"احکام القرآن، "دار الکتب العلمیہ بیروت، سنِ تصنیف(چوتھی صدی ہجری) تقریباً10 ویں صدی عیسوی

2مقالہ نگار عاطف محمود، ایم فل مقالہ،"پاکستانی خواتین کے معاشی مسائل کا حل، صحابیاتؓ کی معاشی سرگرمیوں کے تناظر میں، "ادارہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگیو یجز اسلام آباد2019،

فصل دوم

جوازِ تحقیق سوالات اور مقاصدِ تحقیق

جوازِ تحقیق(Rationale of the Study)

خاندان کی تشکیل اور تعمیر میں خواتین کا کردار ہمیشہ سے اہم رہا ہے۔ لیکن عصر حاضر میں چوں کہ وقت کے تقاضے بدل چکے ہیں، دنیا گلوبل ویلج بن گئی ہے اور سوشل میڈیا کے اثرات بچوں اور خاندان پر بڑھ گئے ہیں جس کے لئے ضروری ہے کہ ایک اچھے خاندان کی تعمیر اور ترقی کیلئے جانچا جاسکے کہ وہ کونسی ذمہ داریاں ہیں جنکو پورا کر کے عورت خاندان کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کر سکتی ہے۔ اس موضوعِ تحقیق کو منتخب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام چیزیں جو ہماری خواتین کے لئے ایک چیلنج کے طور پر سامنے آرہے ہیں ان کا حل سیرت صحابیات سے نکالا جاسکے۔ اس موضوع کو منتخب کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ یہ سمجھا جاسکے کہ عورت کو کس طرح اپنا کردار نبھانا ہے تاکہ وہ خاندان میں اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کر سکے اس کے لیے سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ عورت صحیح معنوں میں اپنا کردار ادا کر سکے اور خاندان کی تشکیل و تعمیر میں اپنا رول احسن طریقے سے سرانجام دے سکے۔ اس کے علاوہ تشکیل و تعمیرِ خاندان میں عورت کا مثبت و منفی کردار کو اُجاگر کرنا اور انکا تجزیہ کرنا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

بیان مسئلہ(Statement of the Problem)

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین وہ کردار ادا نہیں کر پارہیں کہ جنہیں ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس میں خاوند کی تابیداری، ازواجی زندگی کو کیسے بہتر بنانا اور بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت اور گھر اور خاندان کو کیسے ساتھ لے کر چلنا ہے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرتِ صحابیات کی روشنی میں ایک ایسا لائحہ عمل تجویز کیا جائے کہ جس سے خواتین موثر طور پر خاندان کی تشکیل و تعمیر میں اپنا کردار اچھے طریقے سے ادا کر سکیں۔

مقاصدِ تحقیق(Research Objectives)

1۔ تشکیلِ خاندان اور تعمیر خاندان کے تصور کو واضح کرنا۔

2۔ خاندان کی تشکیل و تعمیر میں عورت کے کردار کا جائزہ لینا۔

3۔ تشکیل خاندان اور تعمیر خاندان میں سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کرنا۔

سوالاتِ تحقیق:(Research Question)

1۔ اسلام میں تشکیلِ و تعمیر خاندان کے تصور کو کیسے واضح کیا گیا ہے؟

2۔ خاندان کی تشکیل و تعمیر میں عورت کے کردار کے کون کون سے پہلو ہیں؟

3۔ سیرتِ صحابیاتؓ سے تشکیل اور تعمیرِ خاندان میں کیسے استفادہ ممکن ہے؟

منہج تحقیق(Research Methodology)

1. مقالہ تحقیق تین مراحل میں کی گئیں ہے۔
2. مقالہ کے لئے بنیادی طور پر تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔
3. جبکہ تجزیہ کے لئے(Qualitative Approach))اپنائی گئی ہے۔
4. بنیادی مصادر جن میں قرآن مجید، صحیح بخاری شریف، طبقات ابن سعد، معاشرے میں خواتین کا مقام اور متوقع کردار، استحکامِ خاندان میں زوجین کا کردار، اور احکام القرآن شامل ہیں۔
5. ثانوی مصادر میں جدید کتب، تحقیقی مجلات، اور مقالات شامل ہیں۔
6. لغت اور ڈکشنری میں لسان العرب سے مدد لی گئی ہے۔
7. برقی ذرائع میں انٹرنیٹ سے استفادہ کیا گیا ہے۔
8. حوالہ جات اور حواشی کے لئے یونیورسٹی فارمیٹ کو ملحوظ خاطر رکھ کر شگاگو مینول کو اختیار کیا گیا ہے۔

ابواب وفصول کی تقسیم وترتیب:(Chapterization of Research Themes)

باب اول: موضوع تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث

مقدمہ

موضوع کا تعارف(Introduction to the Study)

ضرورت واہمیت(Significance of the Study)

سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ(Review of Literature)

جواز تحقیق(Rationale of The Study)

بیان مسئلہ(Statement of the Problem)

مقاصد تحقیق(Objective of The Stud)y

سوالات تحقیق(Research Questions)

منہج تحقیق(Research Methodology)

باب دوم: تشکیل وتعمیر خاندان کا مفہوم اور تعارف

فصل اول: تشکیل وتعمیر خاندان اور تعارف

فصل دوم: تشکیل وتعمیر خاندان میں عورت کا کرادر

باب سوم: خاندان کی تعمیر وترقی میں خواتین کا کردار

فصل اول: مذہبی پہلو، تعلیمی پہلو، اخلاقی پہلو، معاشرتی پہلو، معاشی پہلو اور سیاسی پہلو

فصل دوم: عصرِ حاضر میں بچوں کی اچھی پرورش میں حائل کمزور اور منفی پہلو

باب چہارم: تشکیل وتعمیرِ خاندان اور سیرتِ صحابیات سے استفادہ

فصل اول: ازواجِ مطہرات اور سیرتِ صحابیاتؓ

فصل دوم: خاندان کی تشکیل وتعمیر میں سیرتِ صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں

باب دوم

تشکیل و تعمیر خاندان کا مفہوم اور تعارف

فصل اول: تشکیل و تعمیر خاندان

فصل دوم: تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کا کردار

فصل اول

تشکیل و تعمیر خاندان

مبحث اول

خاندان کی تشکیل و تعمیر

خاندان کے معنی مفہوم

تشکیل اور تعمیر خاندان کی تعریف سمجھنے کے لئے پہلے خاندان کی تعریف سمجھیں گے۔

خاندان سے مراد

خاندان اردو زبان کا لفظ ہے، جسے عربی میں" الاسرۃ، عائلہ "اور فارسی زبان میں خاندان کا مطلب "کانوادہ" ہے۔ جس کو حرفِ عام میں کنبہ، قبیلہ اور برادری" بھی کہتے ہیں۔

**﴿تُسْتَعْمَلُ كَلِمَةُ "الأُسْرَةِ "فِي اللُّغَةِ العَرَبِيَّةِ لِلدَّلَالَةِ عَلَى "العَائِلَةِ"، وَهِيَ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الجَذْرِ الثُّلَاثِيِّ "أ-س-ر." وَعِنْدَ جَمْعِ هَذِهِ الحُرُوفِ الثَّلَاثَةِ تُكَوِّنُ كَلِمَةَ "أَسَرَ"، وَهِيَ تُسْتَعْمَلُ فِي مَعَانٍ مُتَعَدِّدَةٍ، كَالأَخْذِ أَوِ الشَّدِّ أَوِ القَيْدِ، إِلَّا أَنَّ كَلِمَةَ "أُسْرَةٍ "لَا تُسْتَعْمَلُ إِلَّا بِمَعْنَى "العَائِلَةِ "أَوِ "الخَانْدَان"﴾[1].

"الاسراۃ" خاندان کے لئے مستمل عربی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مادہ "اس ر' ہے، اور جب ان حروف کو آپس میں ملا کر ایک لفظ بنایا جاتا ہے تو جو لفظ بنتا ہے وہ "اسر" ہے، جو باقی کہیں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے مگر لفظ "اسرۃ" صرف "خاندان" کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

خاندان سے مراد وہ عمل ہے جب دو افراد یا بہت سے افراد مل کر ایک خاندان کو تشکیل دیتے ہیں۔ یہ عمل عموماً نکاح کے ذریعے ہوتا ہے، جہاں دو زندگیاں مل کر ایک خاندان تشکیل دیتیہیں اس عمل کیعادتاً سماجی، قانونی اور دینی روایات کے تحت پیروی کی جاتیہے۔

انگریزی زبان میں خاندان کے لئے فیملی (Family) کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کی تعریف ان الفاظ میں ملتی ہے۔

"A family is a domestic or social group"[2]

خاندان ایک گھریلو سماجی گروہ کا نام ہے ۔

---

[1] ابن مُنظور، مُحمَّد بن مُکرم، **لِسانُ العَرَب**، دارُ إحیاءِ التُّراثِ العَرِبِیّ، بَیرُوت، 1988م، جلد4، ص 20

[2] A Dictionary of Sociology,"Family,Oxford University Press1998,g243

ایک قریبی گھریلو گروہ کے ساتھ اور خونی رشتوں جنسی رفاقتوں یا پھر قانونی بندھن کی بناپر ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔ یہ زمانوں سے ایک لچکدار سماجی اکائی رہاہے جو زمانے کے مختلف ادوار میں ہم آہنگ ہو کر باقی رہاہے۔ [1]

خاندان کی تشکیل میں پہلا قدم

مرد و عورت کا زندگی میں ڈھلنے کا سب سے اہم قدم نکاح ہے۔ اس کے بنا خاندان کی تشکیل و تعمیر کرنا ناممکن ہے۔

نکاح کے معنی

لفظ نکاح کے معنی ہیں جماع کرنا اور شادی کرنا، اردو اور عربی میں نکاح کا لفظ رائج ہے جب کہ اردو میں نکاح کے مترادف الفاظ شادی ،بیاہ بھی رائج ہے۔ انگریزی زبان میں اس کے لیے لفظ میرج استعمال ہوتا ہے۔

(فقہ) ایک شرعی معاہدہ جس کے ذریعے مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے اور زوجین کے مابین حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں، عقد، بیاہ، شادی اور ازواج۔ [2]

2.1.4 نکاح کے احکام قرآن واحادیث کی روشنی میں

اسلامی تعلیمات میں ایک خاندان اگرچہ مرد و عورت کے درمیان نکاح کے عقد اور بندھن اور پھر ان کے بچوں سے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے اسکے علاوہ خاندان کے دیگر خونی رشتے اور عزیز و اقارب سب مل کر ایک وسیع خاندان کو تشکیل دیتے ہیں۔ یعنی اسلام نے نسل انسانی کی بقا کے لئے نکاح / شادی کا حکم دیا ہے اور اس کی حفاظت کے لیے اور نسب کو اختلاط سے محفوظ رکھنے کے لیے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ [3]

قرآن کریم میں نکاح کا حکم اس طرح آیا ہے۔

﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [4] ﴾

"اور تم میں سے جو لوگ مجرد) بغیر شادی کے (ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح) نیک (ہوں، ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔"

---

[1] ڈاکٹر، محمد حنیف 'خاندان کی اہمیت اور ذمہ داریاں، (مکتبہ اسوہ، لاہور 2010ء)' ص 21-27

[3] علامہ شوکانی، ابو علی محمد بن علی بن محمد شوکان علامہ، فتح القدیر (کتاب النکاح، باب النکاح الواجب) ص 284 دار الکتب العلمیہ، بیروت اشاعت 1415ھ،

[4] سورۃ النور، (آیت 24:3)

اس طرح اللہ پاک نے خاندان اور نسب کی حفاظت اتنی بیان کی ہے کہ آزاد تو ازاد ہی نہیں بلکہ غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کو بھی اتنی ہی اہمیت دی گئی ہے۔اور ان کے آقاؤں اور مالکوں کو اپنے کلام کے ذریعے حکم فرمایاہے کہ خاندان میں نسب کے ذریعے بگاڑ آسکتاہے لہذا نکاح کے ذریعے ان کا بندوبست کریں۔
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایاہے۔

﴿النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي[i]﴾[1]

ترجمہ:"نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیاوہ مجھ سے نہیں"۔

ایک اور جگہ ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

[2]﴿إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّينِ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي[3]﴾

"جب بندہ نکاح کرتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ اپنے بقیہ آدھے دین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔"

یہ حدیث سنن البیہقی میں موجود ہے۔الغرض نکاح بنیادی حیثیت سے انسانوں میں مختلف جنس سے ایک مخصوس تعلق کانام ہے۔ جو انسانیت کی بقاوتحفظ اور نفسیاتی وجسمانی راحت کے حصول کا ایک جائز طریقہ ہے جو اللہ رب العزت نے انسانوں کے لئے بنایاہے اور صرف اسی طریقے کی طرف ہی رجوع کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

زنا کی حرمت

زنا کو نہ صرف ایک انفرادی گناہ بلکہ خاندانی اور معاشرتی فساد کی جڑ قرار دیا گیاہے۔اسی لیے اسلام نے نکاح کو ترغیب دی تاکہ

---

[1] الإمام أبو عبد اللہ محمد بن يزيد بن ماجہ القزويني)المتوفی 273، سنن ابن ماجہ، باب ماجاءَفِي فَضْلِ النِّكَاحِ، حدیث نمبر 1846،ناشر :دار إحياء الكتب العربية، بیروت، لبنان

[3] محدث امام جلال الدین سیوطیؒ الجامع الصغیر ،دار لکتب العلمیہ ،بیروت لبنان، جدید شائع شدہ طناعت 2024، ص354

انسان جنسی بے راہ روی سے محفوظ رہے اور معاشرہ پاکیزہ و منظم رہے۔

علامہ شامی نے زنا کو قرآن و سنت کی روشنی میں قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ اس فعل کو (فواحش بے حیائی) اور کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔[1]

شریعت نے نکاح کو زنا کے خلاف ایک مضبوط حفاظتی دیوار قرار دیا ہے۔ اس سے فرد کی جنسی تسکین حلال طریقے سے ہوتی ہے او رخاندان، نسل اور نسب کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس لئے زنا کو حرام قرار دیا اور نکاح سے اسے محفوظ کیا یعنی خاندان، کنبے اور معاشر ے کے حسب و نسب کی حفاظت اور جنسی بے راہ روی سے روکنے کے لئے زنا کو حرام قرار دیا۔[2]

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ

﴿وَ لَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ؕ وَ سَآءَ سَبِیۡلًا﴾[3]

"اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔"

اس آیت میں زنا جیسے گناہ کی حرمت و خباثت کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام اور باقی تمام اسلامی مذاہب میں زنا کو بدترین گناہ اور جرم قرار دیا ہے۔ یہ پرلے درجے کی بے حیائی اور فتنہ و فساد کی جڑ ہے۔[4]

نکاح کی اہمیت دین اسلام میں

اسلامی معاشرے میں خاندان کی ابتدا مرد اور عورت کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے ہوتی ہے جو دراصل خاندان کے قیام کا پہلا تقاضا ہے اسی لئے اسلامی تہذیب اور تعلیمات میں نکاح کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

اس سلسلے آخر الزماں آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سادگی کے ساتھ نکاح کی تاکید فرماتے ہوئے نکاح کے لئے یہ معیار دیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] ابو اسحاق ابراہیم بن علی الفیروز آبادی الشیرازی، **المھذب فی فقہ الامام الشافعی**، الکتب العلمیہ بیروت، ج،1995، 3

[2] علامہ شامی، دار الکتب العلمیۃ2003ء **کتاب النکاح**، ص280

[3] **سورۃ الإسراء**(17:32)

[4] **سورۃ الاسرء** آیت33

﴿تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ :لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ﴾

ترجمہ:"عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے اس کا مال، اس کا حسب و نسب، اس کی خوبصورتی اور اس کی دینداری۔ تمہیں چاہئے کہ دیندار عورت کو حاصل کرو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں)یعنی کامیاب ہو جاؤ گے۔[1]"

تشکیل و تعمیر خاندان کا تعارف

تشکیل و تعمیرِ خاندان کا مفہوم سمجھنے کے لئے سب سے پہلے تشکیلِ خاندان اور تعمیرِ خاندان کے معنی کو سمجھنا ضروری ہے۔

تشکیلِ خاندان سے مراد

تشکیل خاندان میں عورت کی حیثیت بنیادی ہے۔ تشکیل خاندان میں پہلا ادارہ نکاح ہے یعنی جب عورت رشتہ ازواج میں منسلک ہوتی ہے تو وہی سے تشکیل خاندان کا آغاز ہو جاتا ہے کیوں کہ نسل انسانی کی بقا اور تربیت کیلیے ازواج کا ایک دوسرے کے ساتھ روح منسلک ہونا ضروری ہے۔یعنی دو روحیں یہ ارادہ رکھتی ہیں کہ انکو مستقبل میں انسانیت کی تعمیر کے لئے اکٹھے ہونا ہے۔
اس طرح جب مرد عورت ازدواجی زندگی میں بندھتے ہیں یہی سے خاندان کی تشکیل میں عورت کے کردار کا آغاز ہو جاتا ہے۔[2]

تعمیرِ خاندان

تعمیر خاندان سے مراد وہ عمل ہے جب خاندان کے افراد اپنے تعلقات کو مزید مضبوط اور مستحکم بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عمل خاندان کے افراد کے درمیان محبت، احترام، تعاون اور صبر کو بڑھانے کے لئے کیا جاتا ہے۔[3]
تعمیر خاندان میں افراد اپنے مثبت تعلقات کو بڑھاتے ہیں، اختلافات کو حل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی خوشی اور ترقی کیلئے کام کرتے ہیں۔

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، حدیث نمبر 5090، باب الکفائی الدین(راوی حضرت ہریرہؓ)، دارالسلام ریاض سعودی عرب 1421ھ، 2000

[2] ڈاکٹر طاہر مسعود، **سماجیات خاندانی نظام**، مطبوعہ نشرواشاعت، لاہور، 2017ء، ص34

[3] ڈاکٹر محمد طاہر منصوری، **اسلام میں عائلی قانون اور اطلاق**، آئی ایس پی انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، 2021، ص221

مبحث دوم

تعمیرِ خاندان میں عورت کی حیثیت

مبحث دوم

تعمیرِ خاندان میں عورت کی حیثیت

تعمیر خاندان میں عورت کی حیثیت بہت اہم اور مرکزی ہے۔ عورتیں نہ صرف گھر کے اندر ایک محبت اور حمایت کا ماحول پیدا کرتی ہیں بلکہ وہ بچوں کی تربیت اور ان کی اخلاقی، سماجی اور ذہنی نشوونما میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی ذمہ داریوں میں کھانے پکانا، گھر کی دیکھ بھال کرنا، اور بچوں کی تعلیم و تربیت شامل ہیں۔ عورتیں اکثر خاندان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے بھی کام کرتی ہیں، جس سے خاندان کی مالی استحکام میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، عورتیں خاندان کے اندر ایک رشتہ دارانہ اور محبت بھرا ماحول قائم رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں، جس سے خاندان کے افراد کے درمیان مضبوطی اور اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح، عورت کی حیثیت تعمیر خاندان میں نہایت اہم اور بنیادی ہے۔

تعمیرِ خاندان اور عورت

تعمیر خاندان میں عورت کی حیثیت بہت اہم ہے جو خواتین کے کردار، ان کی ذمہ داریوں اور سماجی و خاندانی نظام میں ان کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ عورت خاندان تعمیر کا ستون ہے۔ ایک باشعور، تعلیم یافتہ اور نیک عورت نہ صرف ایک مضبوط خاندان بلکہ ایک مثالی معاشرے کی تشکیل میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام نے عورت کو عزت و تکریم بخشی ہے اور اس کے کردار کو مرکز حیثیت دی ہے۔ عورت خاندانی نظام کی بنیاد ہے اور اس کی موجودگی، قربانی، محبت، اور کردار کے بغیر ایک مضبوط خاندان کی تشکیل و تعمیر کرنا ناممکن ہے۔ [1] تشکیل خاندان اور تعمیر خاندان دو مرتبہ جڑے ہوئے مفہوم ہیں، جب تشکیل خاندان کے بعد تعمیر خاندان کا عمل شروع ہوتا ہے۔ تشکیل خاندان ایک لمحے کی بات ہوتی ہے جبکہ تعمیر خاندان ایک مستمر عمل ہوتا ہے تعمیرِ خاندان میں عورت کی حیثیت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ عورت خاندانی نظام کی وہ اکائی ہے جس کے بنا خاندان کا تصور بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ عورت کی حیثیت، اس کا کردار و عمل، اخلاق و رویہ، اور اس کی پرکشش اور حیات بخش صلاحیتیں خاندان کے عروج و زوال کا باعث بنتی ہیں۔

---

1 سید ابوالاعلیٰ مودودی، **عورت اور تعمیرِ خاندان**، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ،2003 صفحہ 24

عورت کاسب سے اہم کردار ماں کا ہے۔یعنی وہ بچوں کیا اچھی پرورش اور نگہداشت کرتی ہیں،ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتی ہیں چوں کہ ماں اولاد کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے اس لیے ان کی تربیت اور تعلیمی، تناظری اور روحانی ترقی کو لیے اہم کردار ادا کرتی ہے۔[1] عورتوں کا کردار تعمیر خاندان میں بہت اہم ہوتا ہے۔ وہ خاندان کو مضبوط، متحد اور ترقی پسند بنانے میں اہم حصہ ہوتی ہیں۔اس کے علاوہ خاندانی رشتوں کو جوڑتی ہیں، اختلافات کو حل کرتی ہیں اور خاندان کے اجتماعی، معاشرتی اور روحانی تعلقات کو بڑھاتی ہیں۔[2]

دیکھا جائے تو ایک عورت ایک پایہ َدار معاشرے کو تشکیل دیتی ہے اور اس کے لئے سب سے اہم اور ضروری حصہ ہے اولاد کی صحیح تربیت ہے۔ کیونکہ ایک معاشرہ انسانوں ہی سے بنتا ہے اور جب اس میں رہنے والے اچھی تربیت کے زیر اثر ہوں گے تو مضبوط کردار کے بھی حامل ہوں گے تو اس طریقے سے عورت معاشرے کو کامیاب بنانے میں تعاون ادا کرتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی نیک تربیت کرتی ہے۔پہلے کی عورتوں نے تو پوری قوم کی نمائندگی کی ہے اور یہاں تو بات بہر حال خاندان کی تعمیر کی بات ہے۔[3]

خاندان کو پروان چڑھانے میں عورت کا بہت گہرا عمل دخل ہے، کیوں کہ عورت کسی بھی روپ میں ہو وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے فرائض کو باخوبی سرانجام دے رہی ہے۔فرد کو خاندان و معاشرے کا صحت مند رکن بنانا نہایت اہم ہے تا وہ اپنے حقوق و فرائض کی سمجھ ہو اور دوسروں کی مدد کرنے اور ان پر خرچ کرنے کا احساس پیدا ہو۔

عورت بچوں کی تعلیم و تربیت کی ضامن ہوتی ہے،بچوں کی تعلیم و تربیت کے زمرے میں ان کی اخلاقی تعلیم، تعلیم مذہبی، معاشرتی تعلیم، جزباتی تعلیم، جذباتی تعلیم ،اور محنت و مشقت کی تربیت شامل ہے۔ان میں سے کسی ایک کی بھی کمی بہت سے مسائل کو جنم دے سکتی ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام میں والدین اور ان کے والدین کے درمیان بچوں کی تعلیم و تربیت میں کئیں مسائل اور رکاوٹیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔بچے چوں کہ زیادہ وقت اپنی ماں کے ساتھ گزارتے ہیں لٰہذا عورت اگر مثبت سوچ کی حامل ہو تو بچے میں بھی مثبت اوصاف پیدا ہوں گے۔خاندان کی تعمیر کے دوران خواتین اپنا کردار مختلف طریقوں سے ادا کر رہیں ہیں۔

---

[1] انصاری، غلام مرتضیٰ، **خاندان کے اخلاق و فرائض** اسلامی روابط بین المِلل،1410ھ، ص11

[2] سید ابوالاعلیٰ مودودی، **عورت اور تعمیرِ خاندان**، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2003 صفحہ 24

[3] قیوم میر ٹھی، **اسلام اور خاندان** ، ادارہ العلوم کراچی، 1990، ص 165-174

اخلاقی تربیت: عورت بچوں کو دین، اخلاق اور معاشرتی اقدار سکھاتی ہے۔ ایک مہذب اور صالح نسل کی تشکیل میں عورت کا کردار کلیدی ہوتا ہے [1]۔

گھر کا انتظام: عورت خاندان کی خوشحالی کے لیے معاشی معاملات، گھریلو ذمہ داریوں اور بچوں کی ضروریات کو متوازن طریقے سے سنبھالتی ہے۔

محبت و قربانی: عورت اپنی ذات کو قربان کر کے خاندان کو مضبوط بناتی ہے۔ وہ اپنی خواہشات کی قربانی دے کر دوسروں کی خوشیوں کو ترجیح دیتی ہے۔

خاندانی اتحاد: عورت خاندان کو متحد رکھتی ہے، جھگڑوں کو سلجھاتی ہے اور صلح و محبت کی فضا قائم کرتی ہے۔

تعمیر خاندان میں عورت کی اہمیت و حیثیت

عورت کی اہمیت و حیثیت تعمیر خاندان میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ وہ نہ صرف نسلوں کی تربیت کرتی ہے بلکہ گھر کے استحکام اور خوشحالی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، عورت کو ماں، بیوی، بیٹی اور بہن کے طور پر عزت دی گئی ہے، اور اس کی ذمہ داریوں کو نہایت اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾

"ترجمہ: اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو [2]"۔

اسی طرح، حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے۔

﴿خَيرُكُمْ خَيرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيرُكُمْ لِأَهْلِي﴾

---

[1] انصاری، غلام مرتضیٰ، **خاندان کے اخلاق و فرائض**، اسلامی روابط بین الملل، 1410ھ، ص 11

[2] **سورۃ النساء آیت:** 19

ترجمہ: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔"[1]

تعمیر خاندان میں خواتین کی بنیادی ذمہ داریاں

اسلامی تعلیمات کے مطابق، خواتین خاندان کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں۔

1. گھر کی نگہداشت اور تربیتِ اولاد: خواتین کا سب سے اہم کردار گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی تربیت ہے، کیونکہ ایک صالح معاشرہ نیک گھریلو تربیت پر منحصر ہوتا ہے۔
قرآن مجید میں ارشاد ہے۔
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو ! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"[2]

2. شوہر کی اطاعت اور حسنِ سلوک: عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور اس کے حقوق کی پاسداری کرے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا
﴿إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا :ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ﴾

ترجمہ: جب عورت اپنی پانچوں نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔[3]

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی،) **سنن ابن ماجہ**، حدیث نمبر 1977، باب: **حسن المعاشرة مع الأهل**) گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1420، 1999 ج5 ص195

[2] **سورۃ التحریم** آیت 6

[3] عبد الرحمان بن عوف، **مسند امام احمد بن حنبل**، حدیث نمبر 1661، دار التبلیغ او دار ابن کثیر 1425ھ، 2004، ج3، ص166۔168

3. رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک: ایک عورت کا خاندان میں محبت اور رشتوں کو جوڑنے میں بڑا کردار ہوتا ہے۔
حدیث نبوی ﷺ ہے۔

﴿لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا﴾

ترجمہ: حقیقی صلہ رحمی یہ نہیں کہ بدلے میں نیکی کی جائے، بلکہ اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر کوئی رشتہ توڑے تو اسے جوڑا جائے[1]۔

4. پردہ اور عفت وحیا کی حفاظت: عورت پر لازم ہے کہ وہ شرعی پردے کی پابندی کرے اور اپنی عفت وحیا کی حفاظت کرے۔
قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾
ترجمہ "اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو[2]۔"

5. شوہر کے مال کی حفاظت: عورت کو چاہیے کہ وہ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرے۔
قرآن میں ارشاد ہے۔
﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾

ترجمہ "پس نیک بیویاں وہ ہیں جو اطاعت گزار ہوتی ہیں اور مرد کے پیچھے، اللہ کی حفاظت و نگرانی میں) اس کے حقوق کی (حفاظت کرتی ہیں۔[3]"

6. خاندانی امن وسکون کا ذریعہ بننا: عورت کو خاندان میں محبت اور سکون قائم رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، کیونکہ وہ شوہر اور بچوں کے لیے ذہنی وجذباتی سہارا بنتی ہے۔

---

[1] بخاری، **الجامع الصحیح**، کتب الادب، باب لیس الواصل بالمکافی، حدیث نمبر 5991

[2] **سورۃ الاحزاب** آیت: 33

[3] **سورۃ النسا** آیت 34

قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾

ترجمہ: "اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔[1]"

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاندان کی تشکیل و تعمیر میں میاں بیوی کا باہمی اتحاد بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب شوہر اور بیوی محبت، خلوص اور اعتماد کے رشتے کو مضبوطی سے قائم رکھتے ہیں تو گھر کی فضا مثبت، پر سکون اور تربیتی بن جاتی ہے۔ باہمی مشاورت اور صلاح و مشورے سے فیصلے کیے جائیں تو نہ صرف گھریلو معاملات بہتر انداز میں چلتے ہیں بلکہ بچوں کی تربیت بھی مثالی ہو جاتی ہے۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال رکھنا، ایک دوسرے کی ذمہ داریوں میں تعاون کرنا، اور مشکلات و اختلافات کو برداشت و حکمت سے حل کرنا خاندان کی بنیادوں کو مضبوط بناتا ہے۔ یہی یکجہتی معاشرے میں مضبوط، صحت مند اور صالح خاندانوں کے قیام کا سبب بنتی ہے۔

---

[1] سورۃ الروم: آیت 21

خلاصہ بحث

تشکیل خاندان اور تعمیر خاندان کا مفہوم انسانی زندگی کے اہم پہلوؤں میں سے ایک ہے۔ خاندان کی تشکیل کا مطلب ہے کہ افراد ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک نئی اکائی بناتے ہیں، جس میں شادی، بچوں کی پیدائش، اور ان کی پرورش شامل ہوتی ہے۔ یہ عمل معاشرتی، ثقافتی اور مذہبی روایات کے مطابق ہوتا ہے۔

خاندان کے اندر عورت کا کردار نکاح کے بعد شروع ہوتا ہے، کیوں کہ خاندان کی تشکیل کے بعد ہی تعمیر ممکن ہے۔ اور خاندان کی تعمیر کی اہم اکائی عورت ہی ہے عورت کے بنا خاندان مکمل ہی نہیں ہو سکتا۔ عورت کے ہونے سے ہی خاندان کی تعمیر کا عمل آگے بڑھتا ہے۔ یہ صرف خاندان کی تشکیل تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس میں خاندان کے اندر تعلقات کو مضبوط بنانا، ایک دوسرے کی مدد کرنا، اور مشترکہ اقدار اور روایات کو فروغ دینا شامل ہے۔ خاندان کی تشکیل کے بعد ہی خاندان کی تعمیر کا مرحلہ اتا ہے۔ تعمیر خاندان کا مقصد ایک مضبوط، محبت بھرا اور محفوظ ماحول فراہم کرنا ہے جہاں ہر فرد اپنی صلاحیتوں کو بہتر بنا سکے اور خوش رہ سکے۔ خاندان کی تشکیل اور تعمیر دونوں انسانی معاشرت کی بنیاد ہیں، کیونکہ یہ افراد کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں اور ایک مضبوط معاشرتی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں۔

فصل دوم: تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کا کردار

مبحث اول: تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کی اہمیت

مبحث دوم: خاندان کی تعمیر میں عورت کی ذمہ داریاں

فصل دوم: تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کا کردار

مبحث اول: تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کی اہمیت

مبحث اول

تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ عورتیں خاندان کی بنیاد ہوتی ہیں اور ان کا کردار نہ صرف گھریلو امور میں بلکہ بچوں کی تربیت میں بھی کلیدی ہوتا ہے۔ وہ بچوں کو اخلاقی اقدار، ثقافت اور روایات کی تعلیم دیتی ہیں، جو کہ ان کی شخصیت کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ عورتیں گھر کے ماحول کو خوشگوار اور محبت بھرا بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی موجودگی سے خاندان کے افراد کے درمیان محبت، احترام اور ایک دوسرے کے لیے حمایت کا جذبہ بڑھتا ہے۔ اس کے علاوہ، عورتیں اکثر معاشی طور پر بھی خاندان کی مدد کرتی ہیں، چاہے وہ گھریلو کاموں کے ساتھ ساتھ باہر جا کر کام کریں یا نہ کریں۔ اس طرح، عورت کی حیثیت تشکیل و تعمیر خاندان میں نہایت اہم ہے، کیونکہ وہ نہ صرف گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں بلکہ خاندان کے افراد کی جذباتی اور معاشرتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

تشکیل و تعمیر خاندان میں عورت کی اہمیت

عورت کی شخصیت اور کردار ایک خاندان کی اخلاقی اقدار کا آئینہ دار ہوتی ہے کیونکہ عورت خاندان کی تشکیل کا بنیادی عنصر ہے۔
قدرت کی طرف سے تفویض شدہ اس ذمہ داری کو اگرچہ عورت صدیوں سے نبھاتی چلی آرہی ہے۔
خاندان کی تشکیل تو در حقیقت عورت ہی کرتی اور وہی اسے چلاتی ہے۔

کنبے کی تشکیل کا بنیادی عنصر عورت ہے، مرد نہیں۔ مرد کے بغیر ممکن ہے کہ کوئی کنبہ موجود ہو۔ کوئی خاندان ایسا ہے جس میں مرد موجود نہیں ہے، دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو گھر کی عورت اگر سمجھدار اور سلیقے مند ہے تو خاندان کو (بکھرنے سے) بچائے رکھے گی لیکن اگر خاندان میں عورت نہ ہو تو مرد خاندان کو محفوظ نہیں رکھ سکتا، معلوم ہوا کنبے اور خاندان کی حفاظت عورت کرتی ہے۔[1]

موجودہ حالات کے تناظر میں ایک خاندان کی تشکیل اور تعمیر میں عورت لا کردار صرف اپنی ذمہ داریوں میں تربیت تک محدود نہیں ہے بلکہ آج کے دور کے تقاضوں کے پیشِ نظر عورت اپنا کردار معاشی اور معاشرتی ذمہ داریوں کو بھینبھار ہی ہے۔

عصرِ حاضر میں معاشی حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ مرد کے ساتھ ساتھ عورت بھی خاندان کی کفالت میں حصہ لے۔ جس کے لئے عورت کا پڑھا لکھا ہونا بہت ضروری ہے جس کے لئے اسے گھر سے باہر جا کر معاشرے میں تعلیم بھی حاصل کرتی ہے

---

[1] ڈاکٹر محمد اکرام "**خاندان کی اہمیت اور اس کے مسائل**"، مجلس نشریات اسلام، 1986ء ص16۔12

اور تعلیم کے ساتھ ملازمت یا کاروبار کے ذریعے اپنے خاندان اور معاشرے کی ترقی میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔ گویا یہ کہنا غلط نہیں کہ عورت کے کردار کا دائرہ کار گھر سے معاشرے تک پھیل گیا ہے۔ معاشی اور معاشرتی کردار جو اب تک ایک اختیاری ذمہ داری تھی، اب ناگزیر ہو گیا ہے۔ مگر یہاں یہ بات واضح رہے کہ ان امور میں اضافے سے عورت اپنی بنیادی ذمہ داریوں سے آزاد نہیں ہو گئی بلکہ پہلے سے زیادہ پابند اور ذمہ دار ہو گئی ہے۔ اور باخوبی ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھا رہی ہے۔[1]

تعمیرِ خاندان میں عورت کے بنیادی کردار

محسن انسانیت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کے ذہن میں عورت کی عزت و توقیر بڑھاتے ہوئے واضح کر دیا کہ اگر عورت ماں ہے تو اس کے قدموں تلے جنت ہے، بیوی ہے تو شریکِ حیات ہے، اور بیٹی ہے تو نورِ حیات ہے۔ عورت چاہے بیوی، ماں، بیٹی اور بہن ہو، ہر روپ میں قدرت کا قیمتی تحفہ ہے، جسکے بغیر کائناتِ انسانی کی ہر شے پھیکی اور ماند ہے۔ عورت ان رشتوں میں ڈھل کر اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہے جو درج ذیل ہے۔

بطورِ بیوی عورت کا کردار

بیوی کی حیثیت سے عورت کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے، یعنی اگر ایک بیوی تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل عمل پیرا ہو کر اپنے خاوند کو بھی اس راہ پہ چلائے تو ہماری معاشرتی برائیاں خود بخود کم ہوتی چلی جائیں گی۔ بیوی خاوند کی حلال کمائی میں گزارہ کرے تو یقیناً مرد رزق حرام کے لئے سرگداں نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ بیوی کا اولین فرضہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی تابعدار و فرمانبدارہ و اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ بیوی کے لیے شوہر کی قدر و قیمت کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے کیا جاسکتا ہے۔[2]

حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَوْ کُنْتُ آمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِہَا﴾

ترجمہ: "اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے، تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے[3]۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی پر اس کے شوہر کے حقوق بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ بوجہ اس حق کے جو اللہ نے ان مردوں کا عورتوں پر رکھا ہے۔

---

[1] غلام مرتضی، **خاندان کے اخلاق و فرائض**، اسلامی روابط بین الملل، 144ھ، ص54

[2] مودودی، ابوالاعلی، **اسلام اور مسلم خواتین**، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1999، ص 68

[3] **سنن الترمذی**: کتاب الرضاع) رضاعت کے احکام ومسائل (باب: باب ماجاء في حق الزوج على المرأة) **عورت پر شوہر کے حقوق کا بیان**، حدیث نمبر 1159

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا : کون سی عورت بہتر ہے ؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا : " وہ جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب وہ اسے دیکھے ، اور جب وہ اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے ، اور اپنی ذات اور مال میں اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرے جو اسے ناپسند ہو"۔[1]

ایک بیوی اپنے شوہر کو پیار اور اسکی دل جوئی کرتے ہوئے اسکی اچھی خدمت کر کے اپنا کردار کو باخوبی نبھاتی ہے۔ اور شوہر کے والدین کو بھی اپنے والدین کی طرح عزت دیتی ہے ہے اور اس کے علاوہ اولاد اور گھر کے باقی افراد کا خیال کرتے ہوئے اپنے اخلاق اور سمجھ داری سے گھر اور خاندان کی تعمیر میں مصروف عمل ہے۔[2] بیوی خاندان کے سکون اور محبت کا ذریعہ ہوتی ہے۔ وہ شوہر کا ساتھ دیتی ہے، مسائل میں حوصلہ بخشتی ہے، اور گھر کے انتظام کو عمدگی سے سنبھالتی ہے۔ ایک سمجھدار اور صابر عورت ہی خاندان میں خوشگوار ماحول قائم کر سکتی ہے۔

کردار بطورِ ماں

عورت کا دوسرا اہم کردار ماں جیسا خوبصورت رشتہ ہے، ماں چوں کی بچے کی پہلی درسگاہ ہے بچہ اپنا زیادہ وقت ماں کے آغوش میں گزارتا ہے لہذا ماں کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور وہ بچے کی پرورش میں اپنا آرام و سکون کی قربانی دے کر اولاد کی تربیت کرتی ہے، کیوں کی بچوں کی پرورش کی بہترین روش یہ ہے کہ ان کی پرورش ماں کی آغوش میں اس کی مہر و الفت اور ممتا کی چھاؤں میں ہو۔ اس لئے ایک ماں اپنی ممتا اور بے لوث محبت سے اولاد کی اچھی تربیت کر کے اسے نیک اور ذمہ دار انسان بناتی ہے۔

انسانی شخصیت کی تعمیر کا اولین انحصار ماں کے کردار پر ہے۔ یہیں سے نسلیں بڑھتیں ہیں اور خاندان، معاشرہ، قبائل و قوم میں تبدیل ہوتی ہیں۔[3]

اگر مائیں اپنی اولاد کی تربیت اعلی نہج پر کریں۔ اللہ پاک کی محبت اور اللہ پاک کا خوف اور آقائے دو جہاں خاتم النبیین آنحضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور احترام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کا جزبہ اپنی اولاد کے اندر جگائیں۔ صالح خاندان و معاشرے کے قیام کے لیے اولاد کو ایسی تربیت دیں کہ وہ نفسیاتی خواہشات، حرص و طمع خود غرضی، خود فریبی، مفاد پرستی اور غرور و تکبر کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیں[4]۔ اولاد کی تربیت ایسی ہونی چاہیے کی اولاد کے کرداد اسوہ حسنہ صلی

---

[1] حضرت ابوہریرہؓ، **سنن النسائی**، باب کتاب النکاح، حدیث 3231، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ھ، 1991، 1411

[2] مولانا صدر الدین اصلاحی، کتاب، **اسلام میں نکاح کے قوانین**، ناشر مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، 1998ء ص 44

[3] غلام مرتضی، **خاندان کے اخلاق و فرائض**، اسلامی روابط بین الملل، ادارہ تحقیقات اسلامی 1444ھ، ص 64

[4] افضل الرحمان، **دورِ جدید میں مسلمان عورتوں کا کردار**، فیروز سنز، لاہور، طبع 1994، ص 97

اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو جائیں۔ تا کہ ہر طرف امن وامان اور تعمیر وترقی کا دور دورہ ہو جائے۔ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ماں بچوں کی تربیت، ان کی شخصیت سازی، اخلاقی اقدار کے فروغ، اور محبت و قربانی کے عملی مظاہرہ کا ذریعہ بنتی ہے۔ ماں بچوں کو معاشرے کا مفید شہری بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

کردار بطورِ بیٹی

عورت کا ایک روپ بیٹی جیسا رشتہ بھی ہے جسمیں عورت یا لڑکی اپنے والدین کی خدمت کے ساتھ ان کا فخر اور عزت کا باعث بنتی ہے، اچھے اخلاق سے والدین اور خاندان کی عزت و وقار میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور ایک اچھی بیٹی ہی آگے جاکے ایک اچھی بیوی اور ماں کا کردار ادا کرتی ہے۔ کیوں کہ جب اس کے والدین کے گھر پرورش و تربیت اچھی ہو گی تو اسکی اچھی تربیت کی بدولت ہی اس کا اخلاق اچھا ہو گا اور وہ پر اعتماد شخصیت کی مالک ہو گی۔ [1] بیٹی گھر کی رونق اور والدین کی محبت کا مظہر ہوتی ہے۔ وہ والدین کی خدمت، محبت اور ان کے بڑھاپے میں سہارا بنتی ہے۔

کردار بطورِ بہن

عورت بہن جیسے خوبصورت رشتے میں ہوتے ہوئے بھی اپنی ذمہ داریوں میں آگے ہے اپنے والدین کی خدمت کے ساتھ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال اور اپنے تجربات کے ساتھ انکی تربیت کرتی ہے، ان کے ساتھ دوستانہ رویہ اختیار رکھتے ہوئے ان کی خوشی وغمی میں ستھ دیتی ہیں۔ اور انکی ترقی و کامرانی کے لئے دعائیں کرتی ہیں اور بعض مقامات پے قربانیاں دے کر اپنے بہن بھائیوں کی خوشیوں اور آسانیوں کا باعث بنتی ہیں [2]۔ بہن بھائیوں کے ساتھ محبت، تعاون اور ایثار کی مثال قائم کرتی ہے۔ وہ ان کی زندگی میں محبت بھری شراکت دار ہوتی ہے۔

---

[1] ڈاکٹر اسرار احمد، **اسلام میں عورت کا مقام**، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1999، ص 88

[2] غلام مرتضیٰ، **خاندان کے اخلاق و فرائض اسلامی روابط بین الملل**، 1410ھ، ص 17

مبحث دوم

خاندان کی تعمیر میں عورت کی ذمہ داریاں

مبحث دوم

خاندان کی تعمیر میں عورت کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں۔ سب سے پہلے، عورت بچوں کی تربیت اور تعلیم کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کو اخلاقی اقدار، ثقافت، اور روایات سکھاتی ہے، جو ان کی شخصیت کی ترقی میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ، عورت گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ محبت اور احترام بھرا تعلق قائم کرتی ہے، جس سے خاندان میں اتحاد اور ہم آہنگی بڑھتی ہے۔ عورت کی ایک اور اہم ذمہ داری مالی معاملات میں مدد دینا بھی ہے۔ چاہے وہ گھر کے بجٹ کا خیال رکھے یا باہر جا کر کام کرے، اس کی معاشی شمولیت خاندان کے استحکام میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ، عورت گھر کے روزمرہ کے امور جیسے کھانا پکانا، صفائی ستھرائی، اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتی ہے، جو کہ ایک خوشحال خاندان کے لیے ضروری ہیں۔ آخر میں، عورت کی ذمہ داریاں صرف گھریلو امور تک محدود نہیں ہیں، بلکہ وہ خاندان کے افراد کی جذباتی اور معاشرتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے، جس کی وجہ سے خاندان کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے [1]۔

خاندان کی تعمیر میں عورت کی ذمہ داریاں

1۔ **ماں:** عورت کی سب سے اولین ذمہداری مادریت ہے، جس میں وہ بچوں کی پرورش اور نگہداشت کرتی ہے ان کی ضروریات کو پورا کرتی ہے اور ان کا تعلیمی، تناظری اور ان کی روحانی ترقی کے لئے کھڑی رہتی ہے۔

2۔ **خاندانی تناظر:** عورتیں خاندانی تناظر کو مضوط بنانے میں مدد کرتی ہیں۔ وہ افراد کو جوڑتی ہیں، اختلافات کو حل کرتی ہیں، اور خاندان کے اجتماعی، معاشرتی اور روحانی تعلقات کو بڑھاتی ہیں۔ [2]

3۔ **گھریلو سکون اور ہم آہنگی کی تعمیر:** عورت کا کردار گھر کو سکون اور محبت کا گھوارہ بنانا ہوتا ہے۔ اس کی تربیت اور مثبت رویہ خاندان کے ہر فرد کے لیے ذہنی اور جذباتی سکون فراہم کرتا ہے۔

4۔ **تعلیم:** عورتیں خاندان کی تعلیمی ترقی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ اپنی تعلیم کو مکملکرتی ہیں، اور اپنے بچوں کی تعلیمی ضروریات کو بھی پورا کرتی ہیں۔

---

[1] غلام مرتضی، **خاندان کے اخلاق و فرائض اسلامی روابط بین الملل**، 144ھ، ص55

[2] ڈاکٹر خالد الغامدی، **تربیت اولاد**، ناشر دار اسلام لاہور، سن 2015، ص234

5۔ **اولاد کی تربیت:** اولاد کی اخلاقی، دینی، اور تعلیمی تربیت میں ماں کا کردار اہم ہے۔ وہ بچوں کو نہ صرف زندگی کے اصول وضوابط سکھاتی ہے بلکہ انہیں اچھے انسان اور ذمہ دار شہری بننے کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔[1]

6۔ **شریک حیات کے ساتھ تعاون:** شوہر کے ساتھ تعاون اور اسے زندگی کے مسائل میں حوصلہ دینا عورت کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ یہ تعلق خاندان کی مضبوطی اور استحکام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے[2]۔

7۔ **معاشرتی سماجی کام:** عورتیں اپنے خاندان کے علاوہ معاشرتی، سماجی میدانوں میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ مختلف سماجی اداروں، غیر سرکاری تنظیموں اور خیراتی کاموں میں شرکت کرتی ہیں۔ جو سماجی ترقی اور انصاف بڑھانے کا مقصد رکھتے ہیں۔[3]

8۔ **شریک حیات کے ساتھ تعاون:** شوہر کے ساتھ تعاون اور اسے زندگی کے مسائل میں حوصلہ دینا عورت کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ یہ تعلق خاندان کی مضبوطی اور استحکام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

9۔ **روایات اور اقدار کا تحفظ:** خاندان میں ثقافت اور اقدار کی منتقلی زیادہ تر عورت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ اپنی اولاد اور خاندان کے افراد کو ان روایات سے روشناس کراتی ہے جو خاندان کو جوڑے رکھتی ہیں۔

10۔ **اقتصادی حیثیت:** عورتیں خاندان کی حیثیت کو بڑھانے میں بھی کردار ادا کرتی ہیں، وہ محنتی کام کرتی ہیں۔ مذید ترقی کے لئے تجارتی کاروباری اور مالی فیصلوں میں شرکت کرتی ہیں اور خاندان کے آمدنی کو بڑھاتی ہیں[4]۔

11۔ **روحانی اور دینی تربیت:** خاندان کے افراد کو روحانی اور دینی تعلیمات سے روشناس کرانا عورت کا اہم فرض ہے، تاکہ وہ اپنے اخلاق و کردار کو مضبوط بنا سکیں۔[5]

---

1 غلام مرتضی، **خاندان کے اخلاق و فرائض اسلامی روابط بین الملل**، 144ھ، ص65

2 شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، **دینی تربیت** -تعلیماتِ اِسلام سیریز: 11 بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ص343

3 ڈاکٹر محمد حنیف ندوی، **خاندان کی اہمیت اور ذمہ داریاں**، ص۔89-87

4 افضل الرحمان، **دورِ جدید میں مسلمان عورتوں کا کردار**، فیروز سنز، لاہور، طبع 1994، ص78

5 مرتضی، **خاندان کے اخلاق و فرائض اسلامی روابط بین الملل**، 144ھ، ص54

12۔ **صحت مند طرز زندگی کو فروغ دینا:** خاندان کی صحت کا خیال رکھنا، متوازن خوراک کا انتظام کرنا، اور صحت مند طرز زندگی کو اپنانے کی تعلیم دینا عورت کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہے۔[1]

13۔ **کھلی بات چیت:** خاندان کے افراد کے درمیان کھلی اور ایماندارانہ بات چیت کو فروغ دینا ضروری ہے۔ اس سے ایک دوسرے کی سوچ، احساسات اور مسائل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

14۔ **مدد اور حمایت:** ایک دوسرے کی مدد کرنا اور مشکل وقت میں ساتھ دینا خاندان کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ احساس دلانے میں مدد کرتا ہے کہ ہر فرد کو قدر اور اہمیت حاصل ہے۔

15۔ **وقت گزارنا:** خاندان کے ساتھ باقاعدہ وقت گزارنے کی کوشش کریں، جیسے کہ مشترکہ کھانے، تفریحی سرگرمیوں یا چھٹیوں پر جانے کے مواقع۔ یہ لمحات تعلقات کو مضبوط بناتے ہیں[2]۔

16۔ **مسائل کا حل:** کسی بھی مسئلے یا اختلافات کا سامنا کرتے وقت مثبت طریقے سے حل تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ یہ سکھاتا ہے کہ اختلافات کو کیسے سنبھالنا ہے اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر کا احترام کرنا ہے۔

17۔ **مشترکہ اقدار:** خاندان کے افراد کے درمیان مشترکہ اقدار اور روایات کو فروغ دینا اہم ہے۔ یہ اقدار خاندان کی شناخت کو مضبوط کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات کو بہتر بناتی ہیں۔

---

[1] "The Family: A Proclamation to the World"Salt Lake city,Utah:The Church of Jesus Christ of Latter day Saints,1995,pg102

[2] ڈاکٹر خالد الغامدی، **تربیت اولاد**، دار اسلام، لاہور، 2015، ص432

باب سوم: خاندان کی تعمیر و ترقی میں خواتین کا کردار

فصل اول: مذہبی پہلو، تعلیمی پہلو، اخلاقی پہلو، معاشرتی پہلو، معاشی پہلو اور سیاسی پہلو

فصل دوم: عصرِ حاضر میں بچوں کی اچھی پرورش میں حائل کمزور اور منفی پہلو

فصل اول

مذہبی پہلو، تعلیمی پہلو، اخلاقی پہلو، معاشرتی پہلو، معاشی پہلو اور سیاسی پہلو

خاندان کی تعمیر کے دوران خواتین زندگی کے مختلف پہلوؤں سے اپنا کردار ادا کر رہی ہیں، جس میں عورت کی اہمیت اقلیت میں ہے ۔خاندان کے ہر امور میں خواتین اپنی ذمہ داریوں کو بروئے کار لاتے ہوئی اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کر رہی ہیں۔اس کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل پہلوؤں سے لگایا جاسکتا ہے۔

مذہبی پہلو:

خواتین مذہبی لحاظ سے بہت اچھا کردار ادا کر رہی ہیں بلاشبہ معمار انسانیت کہلاتی ہیں۔انہی کی اچھی تربیت اور نگہداشت سے انسانی نسلیں پروان چڑھتی ہیں اگر کسی خاندان و معاشرے میں خواتین خود نیک سیرت، متقی اور پرہیز گار ہوں گی تو کوئی نہیں ہو سکتا کہ کوئی برائی جنم لے کیوں کہ بچوں کی اچھی تربیت ایک پڑھی لکھی پرہیز گار اور متقی خاتون ہی کر سکتی ہے [1] ۔اس لیے ہمارے خاندانوں میں بہت سی خواتین اپنی سمجھداری اور مذہبی معلومات سے اپنے بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کی اچھی تربیت کر رہی ہیں۔چوں کہ بچہ پیدائش کے بعد زیادہ وقت اپنی ماں کے ساتھ گزارتا ہے لہذا ماں کی نگہداشت میں ہوتے ہوئے وہ بہت سی مذہبی باتیں، اور عادات سیکھ لیتا ہے۔کچھ خواتین اپنے مذہب سے متعلق کافی معلومات رکھتی ہیں اور اتنی پرہیز گار اور متقی ہوتی ہیں کہ اپنے روزمرہ کی عادات سے اپنے ساتھ رہنے والے افراد میں بھی مثبت بدلاؤلاتی ہیں اور اپنی اولاد پر بھی بہت گہرا اثر رکھتی ہیں۔اللہ پاک نے عورت کو منظم بنایا ہے۔[2] محسن انسانیت حضرت محمد مصطفٰی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انسانی سماج پر احسان عظیم فرمایا عورتوں بے حیائی، رسوائی، ظلم اور تباہی کے گڑھے سے نکال کر تحفظ بخشا او عران کے حقوق اجاگر کئے، بیوی، ماں، بیٹی اور بہن کی حیثیت سے ان کے فرائض بتلائے اور انہیں شمع خانہ بنا کر عزات واحترام کی اونچی مسند پر فائز کیا۔اور عورت اور مرد کے شرعی احکامات کو تفصیل سے بیان کر دیا۔[3]

ایک ماں ہی اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے بچے کو اپنے خلوص اور محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اچھی تربیت کرتی ہے۔انہیں مسلمان ہونے کا مطلب سمجھاتی ہیں اس پہ فخر کرنا اور اللہ اور رسول صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم سے محبت کرنا سکھاتی ہیں۔شرک

---

[1] مفتی محمد تقی عثمانی، **ماں کی گود بچوں کی پہلی درسگاہ**، داراشاعت کراچی، 2010ص 234

[2] علامہ مودودی، **اسلام میں عورت کا مقام**، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 1950 کے بعد، ص 333

[3] غلام مرتضی، **خاندان کے اخلاق و فرائض اسلامی روابط بین الملل**، 144ھ، ص66

سے دور رہنا یہ گناہ کبیرہ ہے اس سے بچ کے رہنا اور بچنے کے طریقے سے سکھاتی ہیں[1]۔ قرآن و سنّت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کر کے زندگی گزارنے۔ ان پر مسلمان ہونے کے ناطے کلمے دعائیں یاد کروانا، سب سے پہلے قران پاک کی تعلیم دینا، اسلامی شعائر و احکام سے واقف کرانا، اسلامی تہذیب اختیار کرانا اور اس پر قائم رہنا، توحید کے عقیدے پر مضبوطی سے جمے رہنا، اور اس کے علاوہ باقی برائیوں، جھوٹ وغیرہ سے دور رہ کر زندگی گزارنا ہیں[2]۔ اس کے لیے تاریخ سے صحابہؓ اور علماء کرامؒ کے واقعات سنا کر برائیوں سے روکنے میں مدد لیتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر جھوٹ سے بچے کو روکنا ہے تو اس کے لیے حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کا واقعہ سنا کر سمجھائیں کہ جب وہ سفر پہ نکلے تو ان کی ماں نے ان کو نصیحت کی تھی کہ بچے جھوٹ نہیں بولنا۔ تو جب سفر کے دوران کچھ ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹنے کے لیے گھیر اڈال لیا تو سب سب مسافروں کی تلاشی لی گئی اور ان کو بچہ سمجھ کے چھوڑ دیا تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ اشرفیاں ہیں تو انہوں نے ان کو بچہ سمجھ کے اور مزاق سمجھ کے ان کی بات پہ یقین نہیں کیا مگر وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے اور کہا کہ میرے پاس کچھ اشرفیاں ہیں تو ڈاکوں کے سردار نے پوچھا کہ شرفیاں کہاں ہیں تو انہوں نے کہا کہ اشرفیاں میرے کرتے میں سلی ہوئی ہیں۔ تلاشی لینے پر 40 سکے برآمد ہوئے۔ اس پر ڈاکوؤں کے سردار نے پوچھا کہ تمہیں سچ بولنے پر کس نے آمادہ کیا؟ اس پر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے گھر سے نکلتے وقت میری ماں نے نصیحت کی اور وعدہ لیا کہ بیٹا کبھی نہ جھوٹ نمت بولنا۔ اور میں نے ان سے وعدہ کیا کی کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ یہ بات سن کر سردار اور اس کے ساتھیوں کو بہت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ بہت شرمندہ ہوئے اور کہا کہ ایک چھوٹا سا بچہ اپنی ماں کی نصیحت کو نہیں بھولا اور وعدہ خلافی نہیں کی ان کی اور سچ بولا اور ہم اپنے پروردگار کی اتنی نافرمانی کرتے ہیں، وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ جو ہمیں ہماری ماں سے 70 گنا زیادہ پیار کرتا ہے۔ اس کے بعد ڈاکو سردار نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ قافلے والوں کا سب مال واپس کر دو اس کے بعد انہوں نے اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ آپؒ کی تربیت میں سب سے بڑا حصہ ان کی ماں اور ان کی بہنوں کا رہا[3]۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ؒ کی تصنیف "فیوضِ یزدانی" میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شامل ہیں، جن میں خواتین کی ذمہ داریوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواتین کو تقویٰ، حیاء اور عفت کی تلقین

---

[1] مولانا وحید الدین خاں، **خاتون اسلام**، دار الباغ لاہور، 2016، ص 163

[2] ڈاکٹر خالد الغامدی، **تربیت اولاد**، دار اسلام لاہور 2015، ص 225

[3] حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، **فیوضِ یزدانی**، مکتبہ دار الاشاعت، کراچی، اشاعت ندارد، ص 222

کی ہے۔انہوں نے خواتین کو گھریلو ذمہ داریوں کی ادائیگی، شوہر کی اطاعت، بچوں کی تربیت، اور معاشرتی اخلاقیات کی پابندی پر زور دیا ہے۔ مزید بر آں، خواتین کو دینی تعلیم حاصل کرنے اور اپنی روحانی اصلاح پر توجہ دینے کی نصیحت کی گئی ہے [1]۔ ان ملفوظات کے مطابق، خواتین کی اہم مذہبی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں جن میں اولین ذمہ داری دینی تعلیم کا حصول ہے خواتین کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کریں تاکہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔ خواتین کو نرم خو، صابر اور شاکر ہونا چاہیے، اور دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ عبادات کی پابندی کرنی چاہیئے، نماز، روزہ اور دیگر فرائض کی پابندی کرنا خواتین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ حیا اور پردہ کا اہتمام ہونا چاہیئے اسلام میں حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، لہٰذا خواتین کو لباس اور برتاؤ میں حیا کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ گھریلو ذمہ داریوں کی ادائیگی کا خیال کرنا چاہیئے خواتین کا اپنے گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی تربیت اور شوہر کی خدمت کرنا اہم مذہبی فرائض میں شامل ہیں۔ اور معاشرتی اصلاح میں کردار بھی ضروری ہے یعنی خواتین کو معاشرتی برائیوں کے خاتمے اور نیکی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے [2]۔

اللہ و حضور پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی محبت ہو جو کسی اور ہستی سے نہ ہو۔ ان کے نام پر ہر آدمی کا بے چین ہو جانا اور ان کا انتہائی ادب کے ساتھ نام لینا اور اسے مبارک سمجھنا یہ سب گھر کے ماحول سے ہوتا ہے۔ ایسے ہی خلفائے راشدین کی عقیدت کرنا جس کے وہ مستحق تھے خلافت کے یہی ترتیب صحیح ہے یہ بھی عقیدہ گھر ہی میں پیدا ہوتا ہے۔ اور نفرت بھی کوئی اخلاقی تعلیم نہیں پیدا کر سکتی یہ بھی گھر کی تعلیم پیدا کرتی ہے۔ کسی کا دل نہیں توڑنا چاہیے اور نہ انصافی نہیں کرنی چاہیے، کسی بزرگ یا بڑے کی بے ادبی نہیں کرنا چاہیے، اور کوئی ایسا کام جو شریعت کے خلاف ہو وہ نہیں کرنا چاہیے، یہ وہ چیزیں ہیں جو کسی دلیل اور فلسفے سے نہیں پیدا ہوتیں یہ گھر کے ماحول سے پیدا ہوتیں ہیں اور یہ جب ہی ممکن ہے جب مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اپنے ذمہ داریاں بخوبی نبھا رہی ہوتیں ہیں [3]۔

کیوں کہ جب ایک ماں جب مثبت سوچ رکھے گی ہر وقت شکر الٰہی اور کوئی مصیبت آجائے تو اس میں اللہ پاک کی مصلحت کو سمجھتے ہوئے صبر کرے گی، تو یہ سب دیکھ کر ساتھ رہنے والے افراد اور جو بچہ پرورش پا رہا ہے وہ یہ سب دیکھتے ہوئے مثبت سوچ رکھیں گے اور اپنی زندگیوں میں بھی انہی عادات کو اپنائیں گے۔ عورت خاندانی نظام کی وہ اکائی ہے جس کے بغیر خاندان کا تصور بھی ممکن نہیں،

---

[1] حضرت مولانا عاشق الٰہی میر ٹھی رحمۃ اللہ علیہ، **فیوض یزدانی**، مکتبہ دارالاشاعت، کراچی، اشاعت ندارد، ص245

[2] حضرت مولانا عاشق الٰہی میر ٹھی، "**فیوضِ یزدانی**" شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات، ص،255، دار الاشاعت، کراچی 1965

[3] **مسلمان عورت خانہ**، فرہنگ جمہوری ایران، طبع 1985، ص77

عورت ہی گھر اور خاندان کے اندرونی معاملات کی ناظم ہوتی ہے [1] ۔ایک پڑھی لکھی اور مذہب سے آگاہی رکھتی ہوئی خاتون ہی زندگی کے ہر پہلو میں ثابت قدم رہتے ہوئے ہر معاملے کو بلا صلاحیت طریقے سے انجام دیتیں ہیں۔

"طبقات ابن سعد "میں متعدد صحابیات کے ایمان، تقویٰ، عبادات، اور اسلامی تعلیمات کی پیروی کے حوالے سے واقعات درج ہیں۔ مثلاً، حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی نبی کریم ﷺ کی ابتدائی دعوت میں حمایت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علمی خدمات اور حدیث کی روایت میں ان کا کردار نمایاں ہیں۔ اسی طرح، دیگر صحابیات کی قربانیاں اور خدمات بھی اس کتاب میں مذکور ہیں۔

حضرت خدیجہؓ نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی شخصیت تھیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی ہر موقع پر مدد کی، ان کا حوصلہ بڑھایا اور اپنا مال اسلام کی راہ میں خرچ کیا۔ ان کے صبر و استقامت کو قرآن نے بھی سراہا۔ حضرت عائشہؓ نہ صرف نبی کریم ﷺ کی زوجہ تھیں بلکہ ایک بڑی محدثہ اور فقیہ بھی تھیں۔ انہوں نے ہزاروں احادیث روایت کیں اور صحابہ کرام ان سے مسائلِ دین پوچھنے آتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کو نبی کریم ﷺ نے جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا۔ وہ دنیاوی آسائشوں سے بے نیاز تھیں، صبر و قناعت کی زندگی بسر کرتی تھیں اور اپنے والد کے دین کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہیں [2]۔

خواتین مذہبی تعلیمات کی ترویج میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ بچوں کو مذہبی اقدار سکھاتی ہیں، اور گھر میں مذہبی رسومات کی پیروی کرتی ہیں۔ ان کی عبادات اور روحانی تربیت کا اثر خاندان کی روحانی حالت پر پڑتا ہے۔

تعلیمی پہلو:

ایک عورت کا تعلیم یافتہ ہونے سے ہی ایک خاندان پڑھا لکھا ہو سکتا ہے اور ترقی پاتا ہے۔ کیونکہ ایک عورت کا پڑھا لکھا ہونا مطلب ایک نسل کا پڑھا لکھا ہونا ہے۔ اور پڑھی لکھی خواتین ہی زندگی کے ہر شعبے میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے گھر اور

[1] محمود احمد غضنفر، **نساء الانبیاء**، نعمانی کتب خانی لاہور، 2004، ص 167

[2] محمد بن سعد بن منیع الزہری، **"الطبقات الکبریٰ"**، جلد 8،۔ دار الاشاعت کراچی، ص 461

خاندان کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ خواتین کی تعلیم خاندان کی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں بہترین رہنمائی فراہم کرتی ہیں اور انہیں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی ترغیب دیتی ہیں۔

اسلام نے جہاں خواتین کو دوسری ذمہ داریاں دیں ہیں وہیں بچوں کی اور خاندان کے دیگر افراد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے۔ اور یہ وہی خواتین سرانجام دیتی ہیں جو خود تعلیم یافتہ ہوں۔ ہمارے گھرانوں میں بہت سی خواتین ایک نئی نسل کو پروان چڑھانے کے لیے ان میں دینی تعلیم وتربیت کا ابتدائی کام اس کے قلب وذہن پر اسلام کا نقش قائم کرنا اور اس کو عمیق و مستحق بنانا، دوسرے اسلامی تہذیب ومعاشرے کے اثرات سے بچاتی ہے۔ ہماری زبان اور محاورہ تن جب یہ بتانا ہوتا ہے کہ فلاں عادت یا خوبی یا کمزوری یا برائی دل ودماغ میں پیوست ہو گئی ہے۔ اور اب وہ نکالی نہیں جاسکتی۔ تو بعض اوقات یہ سننے کو ملتا ہے کہ "یہ چیز گھٹّی میں پڑی ہوئی ہے"۔ ظاہر ہے کہ یہ گھٹّی ماں اور گھر کی شفیق بیبیوں کے ذریعے ہی بچوں کو ابتدائی شعور گھر میں ہی دی جاتی ہے[1]۔
ماہرین تعلیم وتربیت اور علماءِ نفسیات نے اس حقیقت پر بہت زور دیا ہے کہ بچے کے ذہن کی تختی پر جو ابتدائی نقوش پڑ جاتے ہیں، وہ کبھی نہیں مٹائے جاسکتے خواہ جتنا بھی مٹا ہوا سمجھا جائے لیکن در حقیقت وہ مٹتے نہیں ہیں بلکہ دب جاتے ہیں، اور ایک وقت آتا ہے جب دوبارہ ابھر جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد ماؤں کو بچوں کی تربیت کرنے کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے جو اس سادہ تختی آسانی کے ساتھ اچھے سے اچھے نقش بنا سکتی ہے۔ جن کو کوئی بھی بری طاقت یا غیر اخلاقی تعلیم وتربیت آسانی کے ساتھ نہیں مٹا سکتیں[2]۔ اسلام نے خواتین کی تعلیم پر زور دیا ہے جو دین اسلام کی آمد سے پہلے نہیں تھا۔
دین اسلام کی آمد سے پہلے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا تو کوئی رواج ہی نہیں تھا یہاں تک کہ لڑکیوں کی پیدائش پر غم وغصہ اور نہ خوشی کا اظہار ہوتا تھا۔ دین اسلام کے غالب ہونے سے پہلے لوگوں کے دل ودماغ میں انقلاب عظیم واقعہ ہو چکا تھا۔ لڑکیاں پہلے خاندان کے لیے اور اشرف درؤساء قوم کی نگاہ میں باعث ننگ عار تھیں۔ (اور بعض قبیلوں میں اس کو زندہ درگور کر دینے کا رواج تھا۔) مگر رحمت اللعالمین آنحضرت محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کے بعد عورتوں اور لڑکیوں کو جتنی عزت اور وقار ملا اس سے پہلے کبھی نہیں ملا[3]۔ اسلام نے بچیوں، لڑکیوں، اور خواتین کو بھی تعلیم حاصل کرنے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کرنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔

﴿طلب العلم فریضه علی کل مسلم و مسلمه﴾

---

[1] افضل الرحمان، **دورِ جدید میں مسلمان عورتوں کا کردار**، فیروز سنز، لاہور، طبع1994، ص82

[2] حافظ مظفر حسین لاہوری، **هدیة العروس** (قرآن وحدیث کی روشنی میں) مبشر اکیڈمی لاہور، جولائی2012، ص367

[3] غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری، **آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم**، دار التصص والتحقیق جہلم، 2020، ص212

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"[1]

بظاہر اس حدیث میں صرف مسلم کا لفظ ہے، مسلمہ کا لفظ نہیں۔ مگر علم کا حصول مسلم خواتین پر بھی فرض ہے۔ کیوں کہ مسلم صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی ہیں۔

اس حدیث میں مرد وعورت دونوں کے لئے حکم ہے اور اس پر علمائے امت کا اجماع ہے۔ یعنی اسلام نے بھی مرد وعورت دونوں کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اگر ایک عورت پڑھی لکھی ہو گی تو جب ہی ممکن ہے وہ گھر اور خاندان کو اچھے طریقے سے چلا سکیں گیئں۔ مسلمان آئندہ مسلمان نسل کو مسلمان رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہمارے گھر کی خواتین ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اس کا ارادہ نہ کر لیں اور یہ طے نہ کر لیں کہ ہم اپنے بچوں کو دین کسے ی تعلیم سے واقف کرائیں گئیں۔ بچوں کو پرائمری پڑھائی کے لئے اسکول میں جانا ضروری ہے بچوں کو بھیجیں مگر ایک وقت مقرر کر لیں جس میں بچوں کے ساتھ وقت گزارتے ہوئے ان کو دین اسلام کی تعلیم دیں ان سے کلمہ نماز ادا کرنے کے طریقے سکھائیں۔ بچوں کو سورتیں یاد کروائیں، اور قرآن پاک کی تعلیم دیں اور قرآن مجید کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف راغب کریں۔[2] اس کے لیے بچوں کو اور انبیاء اور صحابہ کرام علیہم السلام کے واقعات سنائیں گی اس طرح دینی معلومات حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا[3]۔ اس کے علاوہ بچوں کو اردو کی طرف بھی راغب کریں کیونکہ موجودہ حالات کو دیکھا جائے تو اس اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں انگریزی زبان کو عبور حاصل ہے اور اسی کو فروغ دیا جارہا ہے جس کی وجہ سے بچوں میں اردو زبان کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ وجہ ملک و مذہب سے دوری کا سبب بن رہی ہے۔ اس لیے ہمارے گھروں میں خواتین جب خود قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھیں گی تو بچوں میں اور گھر کے باقی افراد میں بھی اسکا شوق و ذوق پیدا ہو گا۔ قران مجید ترجمے سے پڑھنے کا فائدہ یہ ہو گا کہ قران پاک کی تعلیم کی بھی سمجھ آئے گی اور ردو زبان کو بھی فروغ ملے گا۔ اس کے علاوہ اسلامی تاریخ، انبیاء کرام علیہ السلام صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ، اہل بیتؓ اور پیشوایانِ اسلام سے محبت کے ساتھ اس کو سمجھنے اور دوسروں میں پھیلانے کا جذبہ بھی پیدا ہو گا اور یہ سب سے جب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب ہمارے گھروں میں ایسا ماحول پیدا ہو گا اس میں ہمارے گھر کی خواتین، مائیں،

---

[1] حضرت انس بن مالکؓ، **سنن ابن ماجہ**، (کتاب السنہ)، حدیث 224، دارالسلام دلنشر والتوزیع، ریاض سعودی عرب، سن اشاعت 1428ھ 2007،

[2] مفتی محمد تقی عثمانی، **ماں کی گود بچوں کی پہلی درسگاہ**، دار اشاعت کراچی، سن 2010، ص 334

[3] ڈاکٹر محمد حنیف ندوی، **خاندان کی اہمیت اور ذمہ داریاں**، ص۔109۔104

بہنیں اور بیٹیاں خود بھی اس کی تعلیم لیں گی اور دوسرے افراد کو بھی اس کی تعلیم دیں جب ہی ممکن ہے ایک خاندان کی تعمیر اچھے ہو سکتی ہے [1]۔

اخلاقی پہلو:

انسان کی زندگی میں اس کے اخلاقی پہلو کا بڑا اہم عمل دخل ہے۔یعنی انسان کی پہچان ہی اس کے اخلاق کو دیکھ کر ہوتی ہے۔
۔ حضرت ابو درراضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے
"(بروزِ قیامت) مومن کے اعمال میں سے جو چیز میزان میں سب سے بھاری ہو گی وہ اس کے اچھے اخلاق اور بلاشبہ اللہ تعالی بد اخلاق شخص پر ناراض ہو گا۔"[2]

زندگی کا کوئی بھی حصہ ہو انسان مرد اور خواتین کی پہچان اس کے اخلاق اور رویے کو دیکھ کر ہی ہوتی ہے۔اور اس کا تعلق بچپن سے یعنی جب بچے کی نشوونما ہو رہی ہوتی ہے اور سمجھداری کی راہوں پر پروان چل رہا ہوتا ہے اس وقت ہی کی جا سکتی ہے۔یعنی جب وہ بچپن میں اپنے اس پاس جو کچھ دیکھے گا وہی سیکھے گا۔ ماں چونکہ بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے [3] لہذا ایک ماں کی اچھی، پرورش، تعلیم و تربیت سے ہی ممکن ہے۔سب سے پہلے اگر بچے کے ذہن میں یہ دو باتیں اگر ڈال دی جائیں تو وہ ایک اچھا انسان بننے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا مثالی مسلمان بھی بن جاتا ہے۔پہلا یہ کہ کبھی بھی حرام لقمہ نہ کھائے اور نہ کمائے، اور دوسرا یہ کہ کبھی بھی کسی کے دل کو نہ دکھائے۔اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ بچہ جب حلال کھائیں گا تو اپنی جوانی میں جا کر حلال روزی کمائے گا۔اور اس طرح برے کاموں برائیوں سے بچ کر رہے گا اور ایک مثبت سوچ کا انسان بنے گا۔اور دوسرا جب کسی کا دل نہیں دکھائے گا تو اس کے دل میں انسانیت کے لیے نرمی کا جذبہ ہو گا، جو اس کے اخلاق کو سنورنے اور اچھی شخصیت بننے میں کام آئے گا۔[4] ایسا جب ہی ممکن ہوتا ہے جب پرورش کرنے والی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اسلامی تعلیمات کو اپناتے ہوئے اپنے گھر کے افراد کی تعلیم و تربیت میں حصہ لیتی ہیں۔اور اپنے اخلاق اور پر خلوص رویے سے اچھے گھرانے کی تعمیر کرتی ہیں۔ایسے گھرانوں کے افراد میں بچپن سے خوفِ خدا دل میں ڈالا جاتا ہے جس سے انکا عقیدہ درست رہتا ہے۔اللہ اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم سے محبت دل میں کوٹ کر بھری ہوتی ہے،

---

[1] ناشر مبشر اکیڈمی لاہور، حافظ مظفر حسین لاہوری، **ھدیۃ العروس** (قرآن وحدیث کی روشنی میں) مبشر اکیڈمی لاہور، جولائی 2012، ص 371

[2] **سنن ترمذی**، ج2، ص20، قدیمی کتب خانہ

[2] حافظ نعیم سیف الاسلام، **بحیثیت بیوی عورت کا کردار، سیرتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں**، یونیورسٹی آف لاہور، جولائی 2023

[4] ڈاکٹر طاہر القادری، **اسلام میں خاندان کا نظام**، منہاج القرآن پبلیکشنز لاہور، 2000، ص 534

اس کے علاوہ انسان کا احترام کرنا، جھوٹ، فریب سے بچنا، صبر و شکر کرنا، اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا اور اسی سے مدد مانگنا، اسکی واحد ذات کو کارساز سمجھنا، بے سہارا اور غریبوں کی مدد کرنا، انسان چاہے کسی بھی طبقے کا ہو اس کی مدد کرنا اور دل نہ دکھانا یہ سب خوبیاں ہیں جو اچھے گھرانے، خاندان اور معاشرے کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں [1]۔ اور یہ ماؤں کی اچھی تربیت ہی سے ممکن ہے کہ جو اپنی تربیت سے ایک اچھی نسل کو پروان چڑھاتی ہے اور ماؤں کا جزبہ ایثار سے ہی بچہ بہت کچھ سیکھتا ہے مثال کے طور پر ایک بچہ بھوکا ہے اور دوسرا بچہ اپنا کھانا اس بچے کو پیش کر دے جو بچہ بھوکا ہے تو وہ اس ایثار اور اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک اچھے گھر اور ماؤں کی ہی تربیت کا ثبوت دیتا ہے اور یہ جب ہی ممکن ہو سکتا جب ہماری عورتوں میں خود بھی ایثار و قربانی کا جزبہ ہو، جن کو خود بھی گناہوں سے اور غلط عقائد سے نفرت ہو اور یہ بھی جذبہ ہو کہ جب بھی موقع ملے گا اس کی برائی سے بچوں اور باقی افراد کو دور رکھیں گیں، کیوں کہ ماں، بہنوں کی نگہداشت کی بدولت ہی اچھی تربیت ممکن ہے۔ کیونکہ برائیاں اور نفرت یہ کوئی اخلاقی تعلیم نہیں پیدا کر سکتی یہ بھی گھر کی تعلیم پیدا کرتی ہے [2]۔ اور برائیوں سے بچنا جن میں کسی کا دل نہیں توڑنا چاہیے، اور نہ انصافی نہیں کرنا چاہیے، کسی بزرگ یا بڑے کی بے ادبی نہیں کرنا چاہیے اور کوئی ایسا کام جو شریعت کے خلاف وہ نہیں کرنا چاہیے یہ چیزیں وہ ہیں جو کسی دلیل اور فلسفے سے نہیں پیدا ہوتیں بلکہ یہ گھر کے ماحول سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ جب ہی ممکن ہے جب ہماری عورتیں جو رشتے کے کسی روپ میں ہوں اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھار ہی ہوتیں ہیں جس کی وجہ سے ایک مضبوط گھرانہ و خاندان و پروان چڑھتا ہے [3]۔

مفتی محمد شفیعؒ سورہ انعام کی آیت 151 کی تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

"اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت نہ دینا جس کے نتیجے میں اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور روزہ آخرت کی فکر سے غافل رہیں، بے حیائی اور دوسرے گناہ کے کاموں میں گرفتار رہیں، یہ قتلِ اولاد سے کم نہیں ہو گا۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اس شخص کو مردہ قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانے اور اس کی اطاعت نہ کرے"۔ [4]

حقیقتاً خواتین اخلاقی اصولوں کی پاسداری میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ بچوں م کو اچھے اخلاق، سچائی، اور انصاف کے اصولوں کی تعلیم دیتی ہیں ۔ جس سے خاندان میں مثبت رویے پیدا ہوتے ہیں۔

معاشرتی پہلو:

---

[2] ڈاکٹر عبد الروف، **بچوں کی نفسیات**، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، 2008، ص 221-222

[3] ڈاکٹر محمد حنیف ندوی، **خاندان کی اہمیت اور ذمہ داریاں**، ص 117-111

[4] شفیع محمد، **معارف القرآن**۔، جلد 3،، مکتبہ، معارف القرآن، کراچی، اپریل، 2008 ص 151

خواتین جہاں باقی امور میں اپنی خدمات سرانجام دیتی ہیں، وہی معاشرتی پہلو کو بھی اجاگر کر رہی ہیں۔ ہمارا پورا نظام معاشرت بلکہ نظام زندگی و نظام مذہب بھی خواتین کے بغیر نہیں چل سکتا۔ کیونکہ خواتین دار اسلام میں رہتے ہوئے گھر کے ماحول کو پرامن بناتی ہیں، گھر کے اندر اسلامی احکامات کے مطابق فضا قائم کرتے ہیں، دینی اخلاق کی تعلیم دیتے ہوئے نسل انسانی کی اچھی پرورش میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔ اس کی مثالیں ہمیں تاریخ سے بھی پڑھنے کو ملتی ہیں کہ اس کا اہتمام ہمیشہ سے رکھا گیا کہ علم نسواں کا طبقہ نہ صرف علم سے واقف رہا ہے بلکہ علم کی فضا پھیلانے میں آگے آگے رہا ہے۔ تذکرہ کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ہمیں بہت سی ایسی خواتین کا پتہ چلتا ہے جو بڑی فاضلہ اور عالمہ تھیں اور جن کی وجہ سے خاندان کے خاندان بلکہ اس زمانے میں ملت کا پورا حصہ دین سے واقف تھا اور دین اسلام پر کاربند تھا۔ بلکہ بعض مقامات میں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کی خواتین کی ذمہ داری اور علم کی وجہ سے بہت سے خاندانوں اور معاشرے کا ایمان بچا ہے۔[1]

کیونکہ انہوں نے شروع ہی سے بچیوں کی ایسی تربیت کی اور اسلامی اور دینی غیرت کا اظہار کیا اور نقش کر دیا اور یہ تخم جب پک جاتا ہے تو حکومتیں بھی اکھاڑ نہیں سکتی اس کی ہزار مثالیں ملتی ہیں کہ ماں اور بہنوں سے پڑھا ہوا سبق، ان سے سیکھا ہوا دین، ان کا بیدار کیا ہوا جذبہ، بڑے بڑے مجاہدین کی استقامت اور ان کی ثابت قدمی کا ذریعہ بنا۔ اس کے علاوہ بڑے سے بڑے علماء اسلام ایسے گزرے ہیں جن پر سب سے زیادہ ان کی ماؤں کا اثر پڑا ہے اور ان کی ماؤں نے آخر تک اسلام پر قائم رہنے کی ہمت اور حوصلہ دیا ہے۔ اور اس کے لیے مستقل کتابیں ہیں جن میں خواتین، ماں، بیویوں اور بہنوں کی ہمت اور حوصلہ افزائی کی مثالیں تحریر ہیں۔ جن میں بعض اوقات انہوں اللہ تعالی کے راستے میں جان دینے پر آمادہ کیا اور اپنے لخت ہائے جگر کو انہوں نے خطرے میں ڈالا ان کی ہمت بڑھائی بلکہ ان میں غیرت پیدا کی کہ دین کے لیے نہیں کرتے ہو؟ دین اسلام کے لیے قربان ہو جانا چاہیے اور سب کچھ قربان کر دینا چاہیے یہ سب ماؤں کی تربیت کا نتیجہ ہے[2]۔ اور بعض نے خود اعتراف کیا کہ سب سے پہلے ہمارے کان میں یہ بات ہماری ماں کے ذریعے سے پڑی، انہوں نے ہمارے اندر دینی غیرت پیدا کی اور بعض موقعوں پر تو اپنی ہمت پیدا کرنے میں ہماری خواتین کا حصہ زیادہ رہا ہے[3]۔ خواتین خاندان میں معاشرتی روابط کو مضبوط کرتی ہیں۔ وہ خاندان کے افراد کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتی ہیں اور سماجی تقریبات میں شرکت کرتی ہیں، جس سے خاندان کی سماجی حیثیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

---

[1] ڈاکٹر خالد علوی، **اسلام کا معاشرتی نظام**، الفیل ناشران و تاجران کتب، لاہور، طبع 2005، ص 221

[2] ڈاکٹر خالد علوی، **اسلام کا معاشرتی نظام**، الفیل ناشران و تاجر کتب، لاہور، 2005 ص 248

[3] مولانا وحید الدین خاں، **خاتون اسلام**، الباغ لاہور، 2016، ص 277

والدین کا فرض ہے بچے کی نگہداشت کریں اور ان پر نظر رکھیں کہ کسی غلط انسان یا کسی غلط مشغلے میں تو نہیں پڑا ہوا۔ کیوں کہ عمر کے اسی حصے میں ہی انسان کی شخصیت بنتی ہے اور مثبت و منفی سوچ پروان چڑھتی ہے۔ اس کے علاوہ بچوں میں آپس میں بہن بھائیوں اور باقی خاندان کے بچوں کے ساتھ مقابلہ بازی نہیں کرنی چاہیئے، اس طرح کرنے سے بچوں احساس کمتری کا احساس ہوتا ہے اور خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے [1]۔ مشترکہ خاندانی نظام میں عموماً بچوں کا دوسرے خاندان کے بچوں کے ساتھ موازنہ کرنا بھی بچوں کے ذہن کو متاثر کرتا ہے۔ اس طرح بچوں میں احساس کمتری اور دوسرے بچوں کے لئے منفی جزبات ابھر سکتے ہیں۔

معاشی پہلو:

دین اسلام نے خواتین کو معاشی اور معاشرتی درجات عطا کیے ہیں، اور اس حق کو ادا کرتے ہوئے ہماری خواتین معاشی پہلو میں اپنا کردار باخوبی ادا کر رہی ہیں۔ ایک عورت اگر پڑھی لکھی ہے تو وہ ملازمت کر کے اپنے گھر والوں کی معاشی و مالی مدد کرتی ہے اور اپنے والدین اور شوہر اور بچوں کو سہولت فراہم کرتی ہے۔ خواتین گھر کے معاشی امور میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ نہ صرف گھر کے بجٹ کو منظم کرتی ہیں بلکہ بعض اوقات معاشی طور پر بھی کمائی کرتی ہیں، جو خاندان کی مالی حالت کو مضبوط کرتی ہے۔ [2]

کیونکہ موجودہ دور میں مہنگائی اور یہ روزمرہ کے اخراجات کا ایک فرد کی آمدنی میں گزارا مشکل ہے لہذا خواتین اپنی تعلیمی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے ملازمت کرتی ہیں اور گھر کے اخراجات میں اپنا حصہ ڈالتی ہیں اور جو خواتین کم تعلیم یافتہ ہیں یا بالکل پڑھنا لکھنا نہیں جانتی وہ اپنی دیگر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے گھرانے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر جو خواتین کم تعلیم یافتہ ہیں یا پڑھنا لکھنا بالکل نہیں جانتی وہ اگر سلائی جانتی ہیں، بیوٹی پارلر چلانا جانتی ہیں، یا پکوان بنانے میں مہارت رکھتی ہیں تو وہ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، پیسے کما کر اپنے گھر کے اخراجات میں مدد کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین اپنے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بجٹ کے حساب سے گھر کو چلانے کی استعداد رکھتی ہیں۔ جس سے مسائل میں کمی آتی ہے اور ایک عورت کی ہی سمجھداری اور عقلمندی سے جب وہ کفایت شعاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کم پیسوں میں صبر و شکر کے گھر کو چلاتی ہے تو نہ صرف امن سکوں کی فضا ابھرتی ہے بلکہ وہ عورت اپنے شوہر اور دیگر افراد کی نظروں میں عزت و وقار پاتی ہے [3]۔

---

[1] **مشکاۃ الصابیح** 282/4، باب عشرہ النساہ، ص545

[2] ڈاکٹر طاہر القادری، **اسلام میں خاندان کا نظام**، منہاج القرآن پبلیکشنز لاہور، 2000، ص576

[3] آسیہ مختار، **پاکستان کی معاشی ترقی میں خواتین کا کردار: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ**، مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی، یونیورسٹی آف لاہور، 2020

عورتوں کا معاشی کردار بہت اہم ہے۔ عورتیں معاشی حوالے سے مختلف شعبوں میں کام کر کے معاشرت کو مضبوط بناتی ہیں۔ ان کا معاشی کردار تعلیم، کام، اور خاندان کی معاشرتی حفاظت میں اہم ہوتا ہے۔ عورتیں اگر معاشی طور پر مستحکم ہوں تو وہ خود کو اور اپنے خاندان کو بہتر معیشت فراہم کر سکتی ہیں۔ ان کی تعلیم، صحت، اور معاشرتی حقوق کی حفاظت معاشی ترقی کے لیے بہت اہم ہے۔
اسلامی تاریخ میں معاشی پہلو میں خواتین کا کردار نہایت اہم رہا ہے۔ چاہے وہ تجارت ہو، دستکاری، زراعت، یا تعلیم، خواتین نے ہر میدان میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ طبقات ابن سعد اور دیگر تاریخی کتب میں صحابیات کے معاشی کردار کے کئی شواہد ملتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا – تجارت میں خواتین کا کردار

نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ حضرت خدیجہؓ ایک کامیاب تاجرہ تھیں۔ آپ نہ صرف خود کاروبار کرتی تھیں بلکہ نبی کریم ﷺ کو بھی اپنی تجارت میں شامل کیا۔ آپ نے اپنی دولت کو اسلام کی خدمت میں خرچ کیا، جو معیشت میں خواتین کردار کی ایک نمایاں مثال ہے۔

معاشی لحاظ دیگر صحابیات کی مثالیں ملتی ہیں جن میں سے چند صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی معاشی خدمات کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

.حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا – خود کفالت کی مثال

جب حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس زیادہ مال نہ تھا، تو ان کی زوجہ حضرت اسماءؓ خود کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹاتی تھی وہ مدینہ میں کھجوروں کے باغات سنبھالتی تھیں اور معاشی خود کفالت کا بہترین نمونہ تھیں۔[1]

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا – تعلیم و انتظامی خدمات

نبی کریم ﷺ نے حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ کو بازار کے معاملات کی نگرانی کے لیے مقرر کیا۔ یہ خواتین کے معاشی و انتظامی شعبوں میں کردار کا ایک واضح ثبوت ہے۔

[1] محمد بن سعد بن منیع الزہری، ا"**الطبقات الکبریٰ**"، جلد 8،۔ دار الاشاعت کراچی، ص655

حضرت رفیدہ الاسلمیہ رضی اللہ عنہا – صحت کے شعبے میں کردار

ابتدائی دورِ اسلام میں خواتین نے طبی خدمات میں بھی حصہ لیا۔ حضرت رفیدہؓ ایک تجربہ کار معالجہ تھیں جو غزوات میں زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ یہ شعبہ آج کے دور میں نرسنگ اور میڈیکل سائنس میں خواتین کے کردار کی بنیاد فراہم کرتا ہے[1]۔

مدینہ کی انصاری خواتین – دستکاری اور معیشت

مدینہ میں کئی خواتین کپڑے بناتی تھیں، چمڑے کا کام کرتی تھیں، اور دیگر دستکاری کے کاموں میں مشغول تھیں۔

یہ خواتین اپنے گھروں سے معاشی سرگرمیاں چلاتی تھیں، جو آج کے ہوم بزنس اور انٹرپرینیورشپ کی مثال ہے۔

اسلامی تاریخ یہ ثابت کرتی ہے کہ خواتین نے معیشت کے ہر پہلو میں حصہ لیا، چاہے وہ تجارت، زراعت، صحت، تعلیم، یا دستکاری ہو۔ آج کے دور میں بھی مسلم خواتین انہی اصولوں کو اپناتے ہوئے معاشرتی اور معاشی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔

سیاسی پہلو:

خواتین کا سیاسی کردار بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ وہ سیاسی معاملات میں اپنی رائے کا اظہار کرتی ہیں اور بعض اوقات سیاسی عہدوں پر بھی فائز ہوتی ہیں، جس سے خاندان اور معاشرے میں تبدیلیاں لانے کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ عورت میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں اپنا کردار بخوبی نبھا سکتی ہے۔ خواتین جہاں باقی امور میں اپنے قابلیت دکھاتی ہیں۔ وہی وہ سیاست کے میدان میں بھی اپنی خدمات انجام دے کر ایک اچھی لیڈر ثابت ہو سکتی ہیں۔ سیاست میں آنے سے پہلے خواتین کے بنیادی، انفرادی، سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق پامال ہو رہے تھے۔ عورت کی سیاسی ذمہ داری نہیں تھی جسکی وجہ سے اس کو دبایا جا رہا تھا۔ پدرسی نظام میں ایک طرف کی فیصلہ سازی نے عورتوں کی زندگی مشکل بنا دی تھی، یہاں تک کہ وہ گھر کے کاموں تک محدود تھیں۔ مثال کے طور پہ شوہر اور بچوں کی دیکھ بھال، کھانا پکانا، صفائی ستھرائی وغیرہ۔ اس کے علاوہ غیر فطری پابندیوں نے ان کے ذہنی اور جسمانی بوجھ کو بڑھا دیا

[1] محمد بن سعد بن منیع الزہری التوفی، **الطبقات الکبریٰ**"، جلد، 8 دار الاشاعت کراچی، ص 661

جس کی وجہ سے یہ اپنے سیاسی، معاشی اور سماجی حقوق سے محروم رہی اور اور مشکلیں اٹھائیں۔پادرسی نظام کے تاریخی جبر اور نہ انصافیوں پر خواتین بیدار ہوئی۔اس پر دنیا بھر کی خواتین نے اپنے حقوق کے حصول کے لئے انتھک احتجاج کئے۔ جس کے نتیجے میں پادرسی نظام نے یہ تسلیم کرنا شروع کر دیا کی خواتین کو اس طرح غلامی میں رکھنے کے نتائج شدید ہوں گے ،لہذا مرد یہ تسلیم کرنے پر آمادہ ہوگئے کہ خواتین کو سیاست میں مساوی حیثیت حاصل ہے۔ کیوں کہ عورتیں بھی انسان ہیں۔ [1]

سیاستا یک جمہوری عمل ہے اور تمام انسانوں کو ووٹ کا حق حاصل ہے۔ جمہوریت تمام لوگوں کی یکساں شرکت پر یقین رکھتی ہے، چاہے ان کا تعلق کسی بھی جنس سے ہو۔ جمہوری استدلال کے مطابق انسانی آبادی کے کسی بھی حصے کو سیاسی عمل سے دور رکھا جائے تو جمہوریت ادھوری رہ جاتی ہے۔ ایک جمہوری معاشرے کے قیام کے لیے فیصلہ سازی کے عمل میں خواتین کا حصہ لینا ضروری ہے۔ انسانی معاشرے کی ترقی اور خوشی کے لیے عورت کا سیاسی عمل کا حصہ بننا ضروری ہے۔خواتین کو اپنے سیاسی فیصلے خود کرنے کا فطری حق ہے۔ جمہوری پروسس کی تکمیل کے لیے عورت اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ انسان کی بقا کے لیے آکسیجن۔ ایک آزاد جمہوری معاشرہ خواتین کے سیاسی، سماجی، معاشی، مذہبی، قانونی، جنسی، لسانی، تعلیمی اور شہری حقوق کا ضامن ہوتا ہے۔ [2]

چونکہ دین اسلام نے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ حقوق دیے ہیں لہذا وہ زندگی کے ہر شعبے میں اپنی صلاحیتوں خود دکھاتے ہوئے سیاست کے میدان میں بھی اپنا سکہ جمائے ہوئے ہیں۔ اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں اس کا ایک فائدہ یہ ہو رہا ہے کہ خواتین کو سیاست دان کی وجہ سے دیگر ملک کی عوامی خواتین اپنے مسائل اور ضروریات کے لیے آواز اٹھا رہی ہیں اور یہ سیاسی خواتین ہی ان عوامی خواتین کے مسائل اور ضروریات کو مردوں کے مقابلے میں باآسانی سمجھ کے حل کرنے اور ان کا ساتھ دیتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں اور سیاست کے میدان میں اپنی قابلیت سے اپنا نام بنا رہی ہیں۔ اس کی مثال محترمہ بے نظیر بھٹو کی ملتی ہے [3] یہ پاکستان اور ایشیا کی پہلی خاتون ہیں جو وزیر اعظم بنی۔ ملک کی ترقی خوشحالی اور خطے میں امن کے لیے ان کی شاندار کوششوں کا اعتراف نہ صرف اندرون ملک پاکستان بلکہ بیرون ملک اور پوری دنیا بھر میں کیا جاتا ہے۔ حالیہ دہائیوں میں پوری دنیا میں متعدد سیاسی پیش رفت ہوئی، لیکن سب سے اہم اثر سیاسی کرداروں میں خواتین کی شمولیت اور نمائندگی پر ہوتا ہے۔ خواتین ہماری آبادی کا تقریباً نصف ہیں، لیکن افسوس ہمارے سیاسی نظام میں ان کی تعداد کے تناسب سے نمائندگی کم ہے [4]۔

---

[1] ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، **The Women Scholars of Islam**، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص222

[2] ڈاکٹر شاکر منظور، **عورت اور سیاست**، ادارہ معارف اسلامی لاہور، 2021، ص49

[3] ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، **The Women Scholars of Islam**، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص226

[4] جویرہ صدیق، **سیاسی افق پر خواتین**، روزنامہ دنیا، اشاعت دسمبر 2020، ص22

خواتین میں الیکشن میں کھڑے ہونے کے لیے اعتماد کی کمی، سیاست کے بارے میں خواتین کا تصور ایک 'گندے کھیل کے طور پر اور جس طرح سے موجودہ دور میں میڈیا میں خواتین کی تصویر کشی کی جارہی ہے، یہ عوامل بہت شرمناک ہیں یہ ناصرف عورت کی ذاتی زندگی بلکہ معاشرتی زندگی کو بھی متاثر کرتے ہے، جیسے پاکستان میں روایاتی ماؤں اور گھریلو خواتین کو ان کے بنیادی کرداروں پر زور دیا جاتاہے اور انہیں ان کرداروں تک ہی محدود رکھا جاتا ہے۔

جس سے ان کی شخصیت دب جاتی ہے اور گھر تک محدود رہ جاتی ہے۔ خواتین نے سیاست میں آنے کی کوشش کی اور وہ مردوں کی طرح نظر آئیں لیکن اس معاشرے میں ابھی تک اس طرح عورتوں کی سیاست میں شمولیت مشکل سے نظر آئی ہے اس کے لیے ہمیں اپنے اختلافات، اپنے جذبات، چیزوں کو دیکھنے کے طریقے کو عمل میں لانا ہوگا، تاکہ خواتین بھی اپنی قابلیت کا استعمال کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کرکے عوام کی بلخصوص عوام خواتین کی خدمت کر سکیں۔[1] عورتوں کا سیاسی کردار بہت اہم ہے۔ جب عورتیں سیاست میں شرکت کرتی ہیں، تو وہ معاشی، سماجی، اور سیاسی تحریکوں میں اپنی آواز بلند کرتی ہیں۔ ان کا سیاسی کردار ان کی حقوق کی حفاظت کرنے، برابری کی جدوجہد کرنے، اور معاشرت میں تبدیلی لانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ عورتیں سیاست میں شرکت کرکے معاشرت میں بہتری لانے کی راہ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

سیاسی لحاظ سے، عالم اسلام کی عظیم خواتین نے اپنااہم کردار ادا کیا۔ جن میں حضرت عائشہؓ نے جنگ جمل 36)ہجری (میں فعال قیادت کی۔ انہوں نے خلیفہ عثمانؓ کے قتل کے بعد ان کے قاتلوں کے خلاف قصاص کا مطالبہ کیا، جو ایک سیاسی اقدام تھا۔ ان کی تقریریں اور لوگوں کو متحرک کرنا، ایک مضبوط سیاسی بصیرت کا مظہر تھا[2]۔

حضرت فاطمہؓ نے خلافت کے معاملے میں حضرت ابو بکرؓ سے اختلاف کیا اور اپنے والد نبی کریم ﷺ کی وراثت)فدک کے معاملے پر مدینہ میں اہم گفتگو کی، جس کا اثر بعد کے سیاسی حالات پر بھی پڑا۔[3]

---

[1] ڈاکٹر عابدہ خواجہ، **اسلامی نظام معاشرت میں مسلمان عورت کا کردار**، غیر مطبوعی مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی، یونیورسٹی آف پنجاب، 1990، ص131

ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، جلد8، دارالفکر، بیروت، لبنان، ص ندارد

[3] ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، دار صادر، بیروت، لبنان، ص ندارد، ج2

حضرت نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہاکی مثال تحریر ہے۔ آپ نے غزوہ Uhud میں شرکت کی اور جنگ کے میدان میں مردوں کے ساتھ لڑائی کی۔ ان کی بہادری اور عزم نے یہ ثابت کیا کہ خواتین بھی سیاسی اور عسکری میدان میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔

مبحث دوم

خواتین کا بچوں کی تعلیم وتربیت میں کردار

مبحث دوم

خواتین کا بچوں کی تعلیم و تربیت میں کردار بہت اہم اور بنیادی ہوتا ہے۔ ایک طرف، وہ بچوں کی ابتدائی تعلیم کا آغاز کرتی ہیں، جیسے کہ زبان، اخلاقیات، اور سماجی مہارتیں سکھانے میں۔ ماں کی محبت اور توجہ بچوں کی نشوونما کے لیے بہت ضروری ہوتی ہے، کیونکہ یہ ان کی خود اعتمادی اور شخصیت کی تشکیل میں مدد کرتی ہے۔ دوسری طرف، خواتین گھر کے ماحول کو تعلیم کے لیے سازگار بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ بچوں کی پڑھائی کے لیے وقت نکالتی ہیں، ان کے ہوم ورک میں مدد کرتی ہیں، اور انہیں کتابوں کی اہمیت سے آگاہ کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ، خواتین معاشرتی روایات اور ثقافت کی تعلیم میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں، جس سے بچے اپنی شناخت اور اقدار کو سمجھتے ہیں۔ آخر میں، خواتین کی تعلیم بھی بچوں کی تربیت میں ایک بڑا اثر ڈالتی ہے۔ اگر ایک ماں تعلیم یافتہ ہے، تو وہ بچوں کو علم کی اہمیت اور سیکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اس طرح، خواتین نہ صرف اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں براہ راست شامل ہوتی ہیں بلکہ وہ ایک مثبت مثال بھی قائم کرتی ہیں، جو بچوں کی مستقبل کی کامیابیوں میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

خواتین کا بچوں کی تعلیم و تربیت میں کردار

خواتین، خصوصاً مائیں، بچوں کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ ایک نیک اور باشعور ماں ہی بچے کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ بچہ سب سے پہلے ماں سے ہی سیکھتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی ماں کی تربیت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾

ترجمہ: اے ایمان والو ! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔[1]

---

[1] سورة التحريم، آیت 6

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ والدین، خصوصاًماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نیک اور صالح تربیت دیں تاکہ وہ دنیاو آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

حدیث مبارکہ

﴿كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ﴾

ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔[1]

﴿خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ﴾

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے سب سے بہتر ہو[2]۔

خواتین چاہے جس رشتے میں بھی ہوں۔ وہ ان رشتوں کو نبھاتے ہوئے بچوں کی تعلیم اور تربیت میں اپناکردار بہت احسن طریقے سے اداکرتی آرہی ہیں۔ جن میں سے چند طریقے کاردرج ذیل ہیں۔

i. **دوستانہ رویہ:** خواتین اگر بچوں کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھتے ہوئے ان کی تعلیم وتربیت میں اپنے کردار کو احسن طریقے سے سر انجام دیتی ہیں ،وہ بچوں کو تعلیمی میدان میں رہنمائی اور حمایت فراہم کرتی ہیں۔ جو ان کے آگے بڑھنے میں مدد گار ثابت ہوتا ہے۔[3] اس طرح وہ زندگی کے ہر میدان میں پر اعتماد اور پر خلوص ہو کر ترقی کی راہوں پر پروان چڑھتے ہیں۔

ii. **تعلیمی تعاون:** عموماخواتین بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتی ہیں اور بچوں کی فطرت اور عادات سے واقف ہوتی ہیں جس کی وجہ سے انھیں بچوں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ بچوں کی تعلیم میں اپناکردار اچھے طریقے سے اداکر کے انہیں تعلیمی تعاون فراہم کرتی ہیں۔ اور بچوں کی تعلیمی ضروریات کو سمجھتے ہوئے ان کی مدد کرتی ہیں۔

iii. **مثبت نمونہ:** خواتین بچوں کے لئے مثبت نمونہ قائم کرتے ہوئے اپناکردار بہتر طریقے سے اداکرتی ہیں۔ وہ بچوں کو ایسے اخلاقی اصول سکھاتی ہیں جو ان کی پر کشش اور بہتر شخصیت بناتے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری، **کتاب التفسیر**، حدیث، 4775، دار الطوق النجاۃ البیروت لبنان، ھ 1422،

[2] صحیح بخاری، **کتاب النکاح**، باب حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الأَهْلِ (گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان) حدیث، 6035، دار طوق النجاۃ بیروت لبنان ھ 1422

[3] نجم السحر صدیقی، "**موجودہ دور میں تربیت اولاد کے تقاضے**"، 24 جون 2021ء، بحوالہ خلاصہ صفحات 466-471

iv. **تربیتی ترقی:** خواتین بچوں کی تربیت میں اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کرتے ہوئے انہیں معاشرتی اور اخلاقی اصول سکھاتی ہیں۔ ان کی محبت، توجہ اور تربیتی مواقع بچوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[1]

v. **محبِ وطن:** خواتین بچوں کی تربیت کے دوران ان میں اپنے تعلیمی اور تربیتی تجربات، مثبت روایات اور محبت کے ذریعے ان میں حب وطنی اور قربانی کا جزبہ پروان چڑھاتی ہیں۔

مندرجہ بالا طریقہ کار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں خواتین کا کردار بنیادی اور رہنما حیثیت رکھتا ہے۔ جب مائیں اپنی اولاد کے ساتھ دوستانہ اور محبت بھرا رویہ اختیار کرتی ہیں تو بچے نہ صرف ذہنی طور پر مطمئن رہتے ہیں بلکہ ان میں خوداعتمادی بھی پروان چڑھتی ہے۔ اسی طرح تعلیمی معاملات میں بچوں کے ساتھ تعاون، سبق میں مدد، مشق کرانا اور سیکھنے کے لیے حوصلہ افزائی اُن کی تعلیمی کارکردگی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ماں اگر اپنے کردار، گفتار اور عمل میں اچھا نمونہ پیش کرے تو بچہ اسی کو اپنی زندگی کے لیے معیار بناتا ہے، کیونکہ بچے زیادہ تر وہی سیکھتے ہیں جو اپنے گھریلو ماحول میں دیکھتے ہیں۔ اس طرح خواتین نہ صرف بچوں کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کرتی ہیں بلکہ مستقبل میں ایک مثبت اور ذمہ دار معاشرہ تشکیل دینے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔

---

[1] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، **دینی تربیت** – تعلیماتِ اِسلام سیریز: 11 بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، ناشر: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2024ء ص 323

فصل دوم: عصرِ حاضر میں بچوں کی بہترین پرورش میں حائل کمزور اور منفی پہلو

مبحث اول: بچوں کی بہترین پرورش میں خواتین کے کمزور و منفی پہلوؤں کی وجوہات

مبحث دوم: بچوں کی بہترین پرورش میں خواتین کے مثبت رویے کی ضرورت و اہمیت

مبحث سوم: اولاد کی تعلیم و تربیت سے متعلق احکامِ الٰہی

فصل دوم: عصرِ حاضر میں بچوں کی بہترین پرورش میں حائل کمزوراور منفی پہلو

مبحث اول: بچوں کی بہترین پرورش میں خواتین کے کمزورو منفی پہلوؤں کی وجوہات

مبحث اول

بچوں کی بہترین پرورش میں خواتین کے کمزور و منفی پہلوؤں کی وجوہات

بچوں کی بہترین پرورش میں بعض اوقات خواتین کی کارکردگی میں موجود منفی یا کمزور پہلوؤں کی وجہ اُن کے ذاتی کردار سے زیادہ معاشرتی و معاشی عوامل ہوتے ہیں۔ گھریلو ذمہ داریاں اور معاشی دباؤ جب ضرورت سے زیادہ بڑھ جائیں تو عورت ذہنی طور پر پریشان اور تھکن کا شکار ہو جاتی ہے، جس کا اثر اس کے مزاج، صبر اور تربیتی انداز پر پڑتا ہے۔ اسی طرح کم تعلیمی شعور یا تربیتِ والدین سے متعلق آگاہی کی کمی کے باعث بعض مائیں بچوں کی نفسیاتی ضروریات یا جدید تعلیمی تقاضوں کو سمجھ نہیں پاتیں، جس سے ان کے رویے میں سختی، بے توجہی یا جذباتی کمی دیکھنے میں آتی ہے۔ علاوہ ازیں، خاندان یا سسرال کا غیر ضروری دباؤ اور ذاتی فیصلوں میں آزادی کا نہ ہونا بھی عورت کو دفاعی یا منفی رویوں کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ چنانچہ ان مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ خواتین کو نہ صرف تعلیم و تربیت کے زیادہ مواقع دیے جائیں بلکہ انہیں گھریلو اور معاشرتی طور پر بھی اعتماد، حوصلہ افزائی اور ذہنی سکون فراہم کیا جائے۔ بچوں کی تربیت کے دوران بہت سے پہلو ایسے ہیں جو دن بادن کمزور ہوتے جارہے ہیں جن میں سب سے اول والدین کا اپنے بچوں سے دوری کا بڑھتا رجحان ہے، عصرِ حاضر میں والدین کا بچوں کو وقت نہ دینا اور ان کی تعلیم صحت اور معاشرتی تربیت میں کمی جیسے پہلو شامل ہیں۔[1]

بچوں کی بہترین پرورش میں حائل کمزور و منفی پہلو

بچوں کی پرورش میں حائل کمزور پہلو مختلف وجوہات پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ چند عام حائل کمزور پہلو درج ذیل ہیں۔

1۔ **مذہبی تعلیم سے دوری:** موجودہ دور میں بچوں میں مذہبی تعلیم کی کمی یعنی دینِ اسلام سے دوری ایک بڑی وجہ ہے۔ بد قسمتی سے والدین بھی دین کی تعلیم دینے کے بجائے دنیاوی تعلیم کو فروغ دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بچے بھی دینِ اسلام سے دور ہوتے جارہے ہیں اور ان میں حقوق و فرائض اور صحیح غلط کی پہچان نہ ہونے کے برابر ہے۔[2]

2۔ **تعلیمی مسائل:** بچوں کی پرورش میں دوسرا اہم مسئلہ انکی تعلیم کا ہے یعنی والدین اس بات سے ہی باخبر ہیں کہ بچوں کے لئے کونسی تعلیم معیاری ہے اور اس کی فراہمی کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟

---

[1] ڈاکٹر سلیم اختر، **بچوں کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں**، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور 2019ء، بحوالہ ص 72-73

[2] عمری، جلال الدین نصر، **اسلام کا عائلی نظام**، البدر پبلیکیشنز لاہور، 1983 بحوالہ ص 77

3۔ **بچوں کی صحت سے متعلق مسائل:** والدین کا اپنے بچوں کی صحت کی نگہداشت میں کمی، یعنی انکی خوراک سے لاعلمی اور بچوں میں غیر معیاری غذا کا بڑھتا رجحان، بچوں کی صحت کو کمزور بنا رہی ہے۔

4۔ **معاشرتی مسائل:** بچوں کی معاشرتی تربیت کے دوران ان کے ساتھ غیر موزوں رویے ان پر برے اور غلط اثرات ڈال سکتے ہیں۔

5۔ **معاشرتی مواقع کی کمی:** بچوں کی تعلیم و ترقی کے دوران ان کو معاشرتی مواقع کی عدم دستیابی ان کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹیں ڈال سکتی ہے۔ ان تمام حائل کمزور پہلو سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے، والدین بچوں کی پرورش میں خود توجہ دیں، اور ان کو دینی تعلیم سے پہلے مذہبی تعلیم سے آراستہ کرائیں، اور ان کی معاشرتی حمایت کریں، ان سب کی پرورش کے اندر اہم اور اولین ضرورت ہے۔[1]

6۔ **عدم تربیتی توجہ:** بچوں کو درست تربیتی توجہ کا نہ ملنا ان کی پرورش میں منفی پہلو پیدا کر سکتا ہے۔

7۔ **والدین اور معالمین کی لاپرواہی:** بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں والدین اور معلمین کی بچوں کی تعلیم و تربیت میں لاپرواہی بھی منفی اثر رکھتی ہے۔ ان سب پر توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔[2]

8۔ **ناپسندیدہ رویہ:** بچوں کی پرورش میں ان کے ساتھ ناپسندیدہ رویہ اور برتاؤ کی وجہ سے ان کی خود اعتمادی میں کمی لا سکتا ہے۔

9۔ **عدم معاشرتی حمایت:** بچوں کو جب معاشی حمایت نہیں ملتی تو وہ اکیلے محسوس کرتے ہیں اور ان میں دلچسپی کی کمی ہو جاتی جو ان کی ترقی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

10۔ **ناقابلِ فہم رویہ:** اگر بچوں کو سمجھ نہیں آتی یا ان کی ضروریات پر توجہ نہیں دی جاتی، تو ان سب کی وجہ سے وہ منفی اثرات محسوس کر سکتے ہیں۔

ان تمام حائل منفی پہلو سے بچنے کے لیے بچوں کی معاشرتی حمایت کرنا ان کی تربیت پر توجہ دینا، اور ان کے ساتھ مثبت رویہ اختایار کرنے کی ضرورت ہے۔ تا کہ وہ اپنے دل کی ہر بات گھر والدین سے کریں اور اچھا مشورہ اور رہنمائی حاصل کرتے ہوئے ایک اچھا انسان بننے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا شہری بھی بن سکیں۔ اور ملک و قوم کی ترقی میں اپنا فرض نبھاتے ہوئے اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کر سکیں۔[3]

---

[1] شبیر حسین، **روحانی مسرت جسمانی قوت**، مکتبہ داستان لیمیٹڈ لاہور، 1981، بحوالہ ص 234

[2] شیخ الاسلام، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، **دینی تربیت** – تعلیماتِ اِسلام سیریز 11 بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار، منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2024 بحوالہ ص 333

[3] ڈاکٹر خالد علوی، **اسلام کا معاشرتی نظام**، الفضیل ناشران و تاجران کتب لاہور، طبع 2005، بحوالہ ص 298

بچوں کی پرورش میں خواتین کا کردار

عصرِ حاضر میں بچوں کی پرورش میں خواتین کے کمزور اور منفی پہلو کی وجوہات مختلف ہو سکتی ہیں۔ درج ذیل کچھ عوامل ہیں جو اس میں منفی کردار ادا کرتے ہیں۔

1) **والدین کی بزرگی:** مشترکہ خاندانوں میں چوں کہ بچے اپنے دادا دادی، یعنی اپنے بزرگوں کے ساتھ رہتے ہیں، لہٰذا ان کے بے حد لاڈ پیار سے بعض اوقات بچے اپنی من مانی کرتے ہیں اور والدین کی نافرمانی بھی کر جاتے ہیں کیوں کہ بچوں کی غلطی پر والدین ڈانٹ ڈپٹ نہیں کر سکتے کیوں درمیان ان کے والدین یعنی بزرگ آجاتے ہیں جس سے بچوں کی حوصلہ افزائی اور طرف داری ہوتی ہے۔ اس طرح بعض اوقات والدین کی بزرگی یا ان کی مختلف نظریں بچوں کی پرورش میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔[1]

2) **خود کی ناکامی کا احساس:** بعض اوقات حالات سے پریشان اور اکتاہی ہوئی خواتین اکثر منفی سوچوں میں رہتی ہیں، جس کی وجہ سے اکثر خواتین خود کو ناکام سمجھتی ہیں تو وہ بچوں کی پرورش میں منفی روایات اختیار کر سکتی ہیں۔

3) **تعلیم و شعور کی کمی :** اگر خواتین کو بچوں کی نفسیات، تربیتی حکمتِ عملی اور جدید تعلیمی تقاضوں کا شعور نہ ہو تو وہ روایتی سختی، لاپرواہی یا غیر مناسب رویے اختیار کر بیٹھتی ہیں، جو بچوں کی شخصیت پر منفی اثر ڈالتے ہیں۔

4) **معاشرتی دباؤ:** عورت چوں کہ فطرتاً کمزور تصور کی جاتی ہے جس وجہ سے کچھ خواتین جلدی ہر چیز کے دباؤ میں آجاتی ہیں اور یہی معاشرتی دباؤ اور سماجی توقعات بھی خواتین کو بچوں کی اچھی پرورش میں کمزور بنا سکتے ہیں۔

5) **گھریلو معاشی دباؤ :** جب عورت گھریلو مسائل، سسرالی یا معاشی دباؤ اور ذہنی تھکن کا شکار ہو تو وہ بچوں کے ساتھ صبر، توجہ اور محبت کے ساتھ تربیت کرنے میں ناکام ہو سکتی ہے، جس سے بچوں میں احساسِ محرومی اور بگاڑ جنم لیتا ہے۔

6) **پس منظر:** بہت سی خواتین کم پڑھی لکھی ہوتی ہیں، یا پڑھنا لکھنا بلکل نہیں جانتی۔ جس وجہ تعلیمی سطح اور علمی تربیت کی کمی کی وجہ بھی بچوں کی پرورش میں خواتین کو کمزور بنا سکتی ہے۔[2]

7) **جاب / نوکری کرنا:** بہت سی خواتین جاب / نوکری کرتی ہیں جس وجہ سے وہ گھر اور بچوں پر صحیح توجہ نہیں دے پاتیں جو ان کی پرورش پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔

---

[1] حافظ صلاح الدین یوسف، **حقوق مرداں اور حقوقِ نسواں**، مکتبہ ضیاء الحدیث، 2012ء، بحوالہ ص 223،

[2] مرزا مسرور احمد، **عائلی مسائل اور ان کا حل** ملفوظات جلد اول، بحوالہ ص 70-71، 2010ء

8) **سوشل میڈیا و جدید ٹرینڈز کی غیر ضروری مصروفیت :** عصرِ حاضر میں بہت سی مائیں اپنا زیادہ تر وقت موبائل، سوشل میڈیا اور دوسری دلچسپیوں میں لگا دیتی ہیں جس کی وجہ سے بچوں کے تعلیمی، اخلاقی و سماجی معاملات پر توجہ کم ہو جاتی ہے اور بچے خود بخود غلط عادات اور ماحول کی طرف مائل ہو جاتے ہیں[1]۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بچوں کی پرورش میں عورت کا کردار بنیادی اور فیصلہ کُن حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ بچہ سب سے پہلے ماں کی گود سے ہی اخلاق، زبان، رویے اور دین کی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ ماں بچے کی پہلی معلمہ ہے، جو اس کی شخصیت اور کردار کی بنیاد رکھتی ہے۔ خواتین بچوں کو قرآن، نماز، سچائی، عدل اور حسنِ اخلاق جیسی اقدار سکھا کر اُنہیں ایک نیک اور باشعور شہری بناتی ہیں۔ ماں کی شفقت بچے میں اعتماد، تحفظ اور مثبت سوچ پیدا کرتی ہے۔ خواتین بچوں کو معاشرتی آداب، تعلقات کا سلیقہ اور مشکل حالات میں صبر و حوصلہ سکھاتی ہیں۔ بچپن کی تربیت کا اثر انسان کی پوری زندگی پر پڑتا ہے، اس لیے خواتین کا کردار دراصل معاشرے اور خاندان کے مستقبل کو سنوارنے کے مترادف ہے۔

---

[1] ڈاکٹر خالد علوی، **اسلام کا معاشرتی نظام**، الفضیل ناشران و تاجران کتب لاہور، طبع 2005، بحوالہ ص 299

مبحث دوم

بچوں کی بہترین پرورش میں خواتین کے مثبت رویے کی ضرورت واہمیت

مبحث دوم

بچوں کی پرورش میں خواتین کے مثبت رویے کی ضرورت اور اہمیت بہت زیادہ ہے۔ خواتین کا کردار بچوں کی تربیت میں نہایت اہم ہوتا ہے، کیونکہ وہ بچوں کی ابتدائی تعلیم اور اخلاقیات کی بنیاد رکھتی ہیں۔ مثبت رویے جیسے محبت، شفقت، اور سمجھ بوجھ بچوں کی نفسیات پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ جب خواتین اپنے بچوں کے ساتھ مثبت رویہ اپناتی ہیں، تو یہ بچوں کی خود اعتمادی کو بڑھاتا ہے اور انہیں ایک محفوظ اور محبت بھرا ماحول فراہم کرتا ہے۔ مزید بر آں، خواتین کی مثبت رویے سے بچوں میں سماجی مہارتیں اور جذباتی ذہانت بھی ترقی پاتی ہیں۔ جب بچے اپنی ماؤں سے محبت اور احترام کا سلوک دیکھتے ہیں، تو وہ بھی دوسروں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ رویے بچوں کی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور انہیں معاشرتی زندگی میں کامیاب بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ، خواتین کی مثبت رویے سے خاندان کے اندر خوشحالی اور ہم آہنگی بھی پیدا ہوتی ہے۔ جب مائیں اپنے بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہیں، تو اس سے پورے خاندان میں محبت اور تعاون کی فضا قائم ہوتی ہے، جو بچوں کی تربیت کے لیے ایک مثالی ماحول فراہم کرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خواتین کے مثبت رویے کی ضرورت اور اہمیت بچوں کی پرورش میں بہت زیادہ ہے، کیونکہ یہ بچوں کی شخصیت، خود اعتمادی، اور سماجی مہارتوں کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔[1]

بچوں کی بہترین پرورش میں خواتین کے مثبت رویے کی ضرورت واہمیت

ماں کا کردار بچے کی شخصیت سازی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی محبت، شفقت، صبر، اور حکمت عملی بچوں کی ذہنی، جذباتی اور اخلاقی تربیت پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ ایک مثبت رویہ رکھنے والی ماں اپنے بچوں کو نہ صرف اسلامی اقدار سکھاتی ہے بلکہ انہیں ایک مضبوط اور کامیاب انسان بننے میں مدد دیتی ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ﴾

---

[1] اشرف تھانوی، **عورت اور گھریلو زندگی**، مکتبہ دارالعلوم کراچی، 2000، ص423

ترجمہ": اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی ہے، اس کی ماں نے اسے کمزوری سہ کر اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑانا ہوا۔[1]"

حدیث مبارکہ

﴿الجنة تحت أقدام الأمهات﴾

ترجمہ: جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔[2]

ماں کی شخصیت اور اس کا رویہ بچوں کی پرورش میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ محبت، تحمل اور نرمی پر مبنی مثبت رویہ نہ صرف بچوں کے جذباتی اور ذہنی نشوونما میں مددگار ہوتا ہے بلکہ انہیں ایک صالح اور نیک انسان بنانے میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی خواتین کے اس کردار پر زور دیا گیا ہے۔ بچوں کی پرورش ایک حساس اور اہم ذمہ داری ہے جس کا اثر نہ صرف بچے کی شخصیت پر پڑتا ہے بلکہ خاندان کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس حوالے سے خواتین کا مثبت رویہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ ماں بچے کی اولین درسگاہ ہوتی ہے اور اولاد کے کردار و تربیت کا محور بھی۔ اس لئے جن باتوں سے اولاد پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

- **بچوں کی ذہنی اور جذباتی صحت:** خواتین کے مثبت رویے سے بچے کا ذہنی سکون اور جذباتی توازن قائم رہتا ہے۔ اس لئے خواتین کو چاہیے کہ بچوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھیں اور ان کو دوست بنائیں تاکہ وہ اپنے دل کی ہر بات آسانی سے کہہ سکیں اور ان کے جزبات و احساسات کا بھی خیال رکھیں۔[3] بچوں کی حوصلہ افزائی اور ان کے ساتھ محبت اور شفقت کرنے سے بچوں کو اعتماد ملتا ہے اور اس طرح وہ ذہنی طور پر پرسکون رہتے ہیں۔
- **مشکل وقت میں سہارا:** خواتین کے مثبت رویے سے بچے کو مشکلات کا سامنا کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اگر ایک ماں، کا رویہ اولاد کے ساتھ دوستانہ ہو گا تو کوئی بھی مشکل آنے پر بچہ سب سے پہلے اپنی ماں کے آغوش میں ہی آکر بیٹھے گا اور اپنی باتیں شیئر کرے گا۔ کیوں کہ ایک ماں کا ہمت افزا رویہ ہی بچے کو زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنے میں مدد دیتا ہے[4]۔

---

[1] سورۃ لقمان، آیت 14

[2] احمد بن حنبل **مسند احمد**، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حدیث 15616 بیروت: الناشر مؤسسة الرسالة، 2001ء

[3] شیخ محمد بن جمیل زینو، **اسلام میں بچوں کی تعلیم وتربیت**: والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریاں، کتاب و سنت ڈاٹ کام، 2015 بمعہ حوالہ ص 331

[4] اشرف تھانوی، **عورت اور گھریلو زندگی**، مکتبہ دارالعلوم کراچی، 2000، بمعہ حوالہ ص 432

- **بچوں کی شخصیت کی تعمیر:** بچوں کی ابتدائی تربیت میں ماں کا رویہ بچے کی شخصیت کو مضبوط، پر عزم اور متوازن بناتا ہے۔ تربیت کے دوران اپنے رویے میں نرمی اور بچوں کے سے ساتھ مثبت طریقہ اپناتے ہوئے ان کی رہنمائی کریں گی تو اس سے بچے میں اخلاقیات، ادب اور سماجی اقدار کی بنیاد پروان چڑھے گی۔[1]

بچوں کی شخصیت کی تعمیر ایک مسلسل اور گہرا عمل ہے جو نہ صرف گھر بلکہ معاشرے کے مجموعی رویے کا عکاس ہوتا ہے۔ اس تعمیر کا بنیادی مرکز گھر ہے جہاں بچوں کو پہلی بار محبت، رویے، گفتار، اقدار اور تمدنی آداب ملتے ہیں۔ والدین بالخصوص ماں بچے کے ذہن پر مستقل اثر چھوڑتی ہے؛ اس کا اندازِ گفتگو، رہن سہن اور جذباتی توازن لاشعوری طور پر بچے کی شخصیت کا حصہ بنتے ہیں۔ بچپن میں ملنے والی محبت، حوصلہ افزائی اور اعتماد بچے کو خود اعتماد، ذمہ دار اور سماجی طور پر کامیاب بناتے ہیں، جب کہ ڈانٹ ڈپٹ، نظر انداز کرنا یا حد سے زیادہ سختی اس کی شخصیت میں خوف، اعتماد کی کمی اور بغاوت پیدا کر سکتی ہے۔ تعلیمی ادارے، دوستوں کا حلقہ اور سوشل میڈیا بھی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثبت ماحول، اچھی رہنمائی اور کردار ساز اقدار کے امتزاج سے بچہ ایک باوقار، محنتی اور نیک انسان بن کر معاشرے میں جگہ بناتا ہے، جبکہ اس کے برعکس حالات اسے ناکارہ یا منفی شخصیت کا حامل بنا سکتے ہیں۔ اس لیے بچوں کی شخصیت کی مضبوط تعمیر کے لیے مثبت گھریلو ماحول، والدین کی توجہ، اخلاقی تربیت اور معاشرتی نگرانی نہایت ضروری ہے۔

- **تعلیمی کامیابی:** حوصلہ افزائی کرنے والی ماں بچے کو محنت، لگن اور مثبت سوچ کی جانب راغب کرتی ہے، جو تعلیمی کامیابی میں اہم ہ ے۔ اس طرح کرنے سے بچے تعلیمی و دوسری سرگرمیوں میں بھرپور کامیابی پائیں گے۔ اس کے علاوہ ان کو خود مختار بنانے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔[2]

تعلیمی کامیابی دراصل محض اچھے نمبروں کے حصول کا نام نہیں بلکہ یہ فرد کے ذہنی، جذباتی اور عملی صلاحیتوں کے مثبت اظہار کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اس میں طالب علم کی محنت، لگن، توجہ، وقت کی پابندی، اور ذمہ داری کے ساتھ ساتھ والدین اور اساتذہ کی رہنمائی بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایسے طلبہ جو مقصد کے تعین، نظم وضبط، اور مستقل مزاجی کے اصولوں کو اپنی تعلیمی زندگی کا حصہ بناتے ہیں، وہ نہ صرف امتحانات میں کامیاب ہوتے ہیں بلکہ سیکھنے کے عمل سے زندگی بھر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کے برعکس دلچسپی کی کمی،

---

[1] شیخ محمد بن جمیل زینو، **اسلام میں بچوں کی تعلیم وتربیت** (والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریاں،) کتاب وسنت ڈاٹ کام، 2015 ص 333

[2] اشرف تھانوی، **عورت اور گھریلو زندگی**، مکتبہ دار العلوم کراچی 2000، ص 434

توجہ کی عدم موجودگی، کمزور تعلیمی ماحول اور غیر مناسب صحبتیں تعلیمی ناکامی کا سبب بن سکتی ہیں۔ لہٰذا تعلیم میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے علم دوستی، خود اعتمادی، مثبت رویہ، سخت محنت اور درست رہنمائی بنیادی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

- **احترام اور محبت:** عورت چاہے جس رشتے (بیوی، ماں، بیٹی یا بہن) روپ میں ہو سراپا محبت ہے۔ اور انسان کی فطرت ہے وہ عمر کے جس حصے میں بھی ہو اس پر پیار و محبت کا رویہ جلد اثر انداز ہوتا ہے۔ اور بچے تو پیار کی زبان ہی جلدی سمجھتے ہیں۔ اس طرح خواتین کی محبت اور احترام بچوں کے لئے بہت اہم ہے۔ ان کی محبت، شفقت اور توجہ سے بچے اپنی شناخت اور خود اعتماد کو بہتر بنا سکتے ہیں[1]۔

احترام اور محبت انسانی تعلقات کی بنیاد اور معاشرتی حسن کی اصل روح ہیں۔ جہاں محبت سے دلوں میں قربت پیدا ہوتی ہے وہیں احترام سے رشتوں میں وقار اور پائیداری آتی ہے۔ محبت کا جذباتی تعلق اگر احترام کے دائرے میں نہ ہو تو وہ کبھی دیرپا نہیں رہتا، کیونکہ محبت احساس دیتی ہے مگر احترام اس احساس کو عزت اور اہمیت بخشتا ہے۔ والدین، اساتذہ، بزرگوں اور حتیٰ کہ ہم عمر افراد کے ساتھ احترام اور محبت پر مبنی رویہ انسان کی شخصیت میں وقار، نرمی اور خوش اخلاقی پیدا کرتا ہے، جس سے وہ نہ صرف اپنے خاندان بلکہ سماج کا بھی پسندیدہ فرد بن جاتا ہے۔ اسی طرح جب محبت کے ساتھ عزت اور قدر شامل ہو تو تعلقات میں اعتماد، اخلاص اور استحکام پیدا ہوتا ہے، جو ایک مضبوط اور مثبت معاشرے کا ضامن بنتا ہے۔

- **تعلیم و تربیت:** خواتین اگر خود تعلیم یافتہ ہوں گی اور ان کی اپنی اچھی تربیت ہو گی اور ان کی تعلیمی سطح بلند ہو گی تب ہی وہ بچوں کو بہترین تعلیم و تربیت فراہم کر سکتی ہیں۔ ماں کا بچوں کی تربیت کے دوران ان کو مثبت سوچنے اور اس پر عمل کرنے کی تربیت دینا، صحیح غلط کی تعلیم دینا اور سچ کا درس دینا یہ سب صفات بچوں کی شخصیت کو نکھارتی ہیں۔
- **دوستانہ رویہ:** ماں کا بچوں کے ساتھ دوستانہ رویہ اختیار کرنا چاہیئے، تا کہ بچے اپنی ہر بات ان سے بنا تکلف اور ہچکچاہٹ کے ساتھ کر سکیں۔ اس طرح باہر کے غلط لوگوں کی غلط صحبت اور مشوروں سے بچا جا سکتا ہے۔[2]

[1] حضرت مرزا مسرور احمد، **عائلی مسائل اور ان کا حل**، ملفوظات جلد اول صفحہ 70۔71 ایڈیشن 0102ء، ص 367

[2] شیخ الاسلام ڈاکٹر علامہ طاہر القادری، **بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار**، منہاج القرآن پرنٹر لاہور، دسمبر 2016، ص 413

دوستانہ رویہ معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرنے اور مثبت ماحول پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ جب انسان دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی، نرمی، مسکراہٹ اور بے تکلفی پر مبنی برتاؤ اختیار کرتا ہے تو سامنے والا فرد نہ صرف آسانی سے گھل ملتا ہے بلکہ اس کا اعتماد بھی بڑھتا ہے۔ دوستانہ رویہ خاص طور پر بچوں کی تربیت، تدریس اور پیشہ ورانہ ماحول میں بہت مؤثر ثابت ہوتا ہے، کیونکہ یہ خوف اور جھجھک کو ختم کر کے سیکھنے اور اظہارِ رائے کے بہتر مواقع فراہم کرتا ہے۔ والدین اور اساتذہ جب بچوں کے ساتھ دوستانہ انداز اپناتے ہیں تو بچے بلا جھجک سوال کرتے ہیں، اپنی بات واضح کرتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بہتر انداز میں ظاہر کر پاتے ہیں۔ اس کے برعکس سخت اور بے لچک رویہ اکثر تعلقات میں دوری، بیزاری اور نفسیاتی دباؤ کا سبب بنتا ہے۔ اس لیے دوستانہ انداز نہ صرف روابط کو خوشگوار بناتا ہے بلکہ ایک صحت مند، قابلِ بھروسا اور مثبت معاشرتی ماحول کی تشکیل میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

- **معاشرتی ترقی:** ایک ماں کے مثبت رویے سے پرورش پانے والے بچے اچھے شہری بن کر معاشرتی ترقی میں اپنا کردار ادا کرتے ہ یں۔ کیوں کہ ایسے بچے پیچیدہ حالات کے دوران نرمی رکھتے ہیں اور کوئی غلط بات ہو جائے تو اپنے جزبات کو کنٹرول رکھتے ہوئ ے معاملات کو حل کرتے ہیں۔

معاشرتی ترقی سے مراد وہ مثبت تبدیلی ہے جو کسی معاشرے کے طرزِ زندگی، سوچ، رویوں، اقدار اور مجموعی معیارِ حیات میں بتدریج پیدا ہوتی ہے۔ یہ ترقی اُس وقت ممکن ہوتی ہے جب معاشرے کے افراد تعلیم یافتہ، باہمی تعاون کرنے والے، قانون پر عمل کرنے والے اور اخلاقی طور پر مضبوط ہوں۔ معاشرتی ترقی صرف معاشی دولت یا ٹیکنالوجی تک محدود نہیں بلکہ اس کا اصل مرکز انسانی کردار، شعور اور باہمی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہے۔ جب افراد اپنے گھر، محلے اور ملک کی بہتری میں کردار ادا کرتے ہیں، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں، خواتین، بزرگوں اور بچوں کو برابر مقام دیتے ہیں، اور انصاف و رواداری کو فروغ دیتے ہیں تو معاشرہ ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ معاشرتی ترقی کا انحصار اچھی تعلیم، اخلاقی اقدار، مثبت سوچ اور اجتماعی احساسِ ذمہ داری پر ہوتا ہے، جو مل کر ایک خوشحال، مضبوط اور باوقار سماج تشکیل دیتے ہیں۔

- **ناپسندیدہ رویہ:** بچوں کی پرورش میں ان کے ساتھ ناپسندیدہ رویہ اور برتاؤ کی وجہ سے ان کی خود اعتمادی میں کمی لا سکتا ہے۔ اس لئے پیچیدہ حالات میں بھی نرمی اختیار کرنی چاہیے۔ لہذا بچوں کے ساتھ وقت گزارنا اور ان کی باتوں کو اہمیت دینی چاہئے [1]۔

[1] حافظ صلاح الدین یوسف، **حقوق مرداں اور حقوقِ نسواں**، مکتبہ ضیاء الحدیث، 2012، بحوالہ ص 233،

ناپسندیدہ رویہ وہ طرزِ عمل ہے جو معاشرتی اقدار، اخلاقی اصولوں یا دوسروں کی توقعات کے خلاف ہو، اور جس سے دوسروں کو تکلیف، بے زاری یا بداعتمادی محسوس ہو۔ ایسے رویوں میں بدتمیزی، جھوٹ، بے صبری، سخت کلامی، بدگمانی، خودغرضی اور توہین آمیز انداز شامل ہوتے ہیں۔ یہ رویے فرد کے اپنی شخصیت کے مسائل، غصے پر قابو نہ ہونے، کم تربیتی پسِ منظر، یا منفی صحبت و ماحول کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ناپسندیدہ رویہ دوسروں سے تعلقات کو کمزور کرتا ہے، انسان کو معاشرتی طور پر تنہا کر دیتا ہے اور اس کی ساکھ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اگر ایسے رویوں کی بروقت اصلاح نہ کی جائے تو یہ نہ صرف شخصی ترقی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں بلکہ گھریلو، تعلیمی اور پیشہ ورانہ ماحول میں بھی انتشار، بے سکونی اور مسائل پیدا کر دیتے ہیں۔ لہٰذا مثبت، بااخلاق اور ذمہ دار شخصیت کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے رویوں کا خود جائزہ لے، منفی عادات کو چھوڑے اور اچھے برتاؤ کو فروغ دے۔

- **اخلاقی اور دینی اقدار:** خواتین اپنے رویے کے ذریعے بچوں میں اخلاقی اور دینی اقدار منتقل کرتی ہیں، جو ان کی پوری زندگی کے لیے رہنما اصول بنتے ہیں۔ بطور مسلمان دینی و مذہبی اقدار کا پروان چڑھنا انتہائی اہم ہے۔ [1]

اخلاقی اور دینی اقدار کے فروغ میں خواتین کا کردار نہایت اہم اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ گھر کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے جہاں سے بچے دین، اخلاق اور اقدار کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جب ایک خاتون خود دینداری، تقویٰ، سچائی، حیا، عدل، وفا اور امانت جیسی اقدار کو اپنی زندگی میں اپناتی ہے تو وہ اپنے قول و عمل سے گھر کے ماحول میں ان صفات کو راسخ کر دیتی ہے۔ ایک بااخلاق اور مذہبی طور پر باشعور عورت اپنے شوہر، بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کی فکر و تربیت میں مثبت تبدیلی پیدا کرتی ہے اور انہیں صحیح و غلط میں تمیز سکھاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر عورت دینی تعلیم اور اخلاقی اقدار سے دور ہو تو پورے گھرانے کے رویوں اور ماحول پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا خواتین نہ صرف اپنی ذات کی اصلاح اور کردار سازی پر توجہ دیں بلکہ نسلِ نو میں اسلامی اخلاق، دینداری اور معاشرتی بھلائی کا شعور بیدار کرنے میں فعال کردار ادا کریں، کیونکہ ایک باکردار خاتون درحقیقت ایک باکردار خاندان کی تشکیل کی ضمانت ہوتی ہے۔

- **مثبت روایات:** خواتین اگر خود مثبت سوچ اور شخصیت اور پروقار اخلاق کی مالک ہوں گیں۔ تو جب وہ بچوں کو مثبت روایات اور اخلاقی اصول سکھاتی ہیں تو بچے پروقار اور اعلیٰ شخصیت کے انسان بنتے ہیں۔

---

[1] نجم السحر صدیقی، "**موجودہ دور میں تربیت اولاد کے تقاضے**"، 24 جون 2021ء، بحوالہ خلاصہ صفحات 486-481

معاشرے میں مثبت روایات کو برقرار رکھنے اور آگے بڑھانے میں خواتین کا کردار ستون کی مانند اہم ہے۔ چونکہ عورت گھرانہ اور خاندان کی نگران ہوتی ہے، اس لیے ثقافتی اور اخلاقی روایات سب سے پہلے اسی کے ذریعے نئی نسل تک منتقل ہوتی ہیں۔ جب خواتین اپنے گھروں میں مہمان نوازی، سچائی، بڑوں کا احترام، حیا، رواداری، باہمی تعاون اور تہذیبی آداب جیسے مثبت روایات کو اپناتی ہیں تو ان کے بچے بھی یہی رویے سیکھتے ہوئے بڑے ہوتے ہیں۔ یوں ان روایات کا تسلسل نسل در نسل چلتا ہے اور معاشرے کی پہچان برقرار رہتی ہے۔ اس کے برعکس اگر خواتین مغربی یا غیر روایتی ثقافت کی اندھی تقلید میں اپنے معاشرتی رنگ و انداز کو چھوڑ دیں تو قومی اور اخلاقی اقدار ماند پڑ جاتی ہیں۔ لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے مثبت روایات کو زندہ رکھیں، انہیں سادگی، وقار اور فخر کے ساتھ اپنائیں، اور اپنی اولاد کو بھی ان روایات کے ساتھ جوڑیں، تاکہ ہمارا معاشرہ اپنے تشخص اور تہذیبی خوبصورتی کو محفوظ رکھ سکے۔

- **خواتین کا مثبت کردار:** خواتین کا مثبت کردار اور تعلیمی تربیت بچوں کی شخصیت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور انہیں معاشرتی میدان میں مضبوط بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔[1]

خواتین کا مثبت کردار کسی بھی معاشرے کی کامیابی، استحکام اور تہذیبی شناخت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب عورت تعلیم یافتہ، باکردار اور باہمت ہو تو وہ نہ صرف اپنے گھر کو محبت، امن اور نظم و ضبط کا گہوارہ بناتی ہے بلکہ سماج میں بھی اخلاقی اقدار، برداشت، تعاون اور خدمت کا ماحول پروان چڑھاتی ہے۔ ایسی خواتین اپنے بچوں کی بہترین تربیت کر کے آنے والی نسل کو ذمہ دار، دیندار اور محبِ وطن بناتی ہیں جبکہ عملی میدان میں اپنی صلاحیتوں کے ذریعے تعلیمی، طبی، سماجی اور معاشی شعبوں میں قوم کی ترقی میں فعال کردار ادا کرتی ہیں۔ خواتین کا یہ مثبت اور تعمیری کردار دراصل معاشرے کو اخلاقی طور پر مضبوط، ترقی یافتہ اور پائیدار مستقبل کی جانب لے جاتا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک باوقار اور مضبوط عورت پورے خاندان، معاشرے اور قوم کی ترقی کا روشن چراغ ہے۔

- **ناقابلِ فہم رویہ:** اگر بچوں کو سمجھ نہیں آتی یا ان کی ضروریات پر توجہ نہیں دی جاتی، تو ان سب کی وجہ سے وہ منفی اثرات محسوس کرسکتے ہیں۔ اس لئے ماؤں کو چاہئے کہ بچوں کی غلطیوں پر غصہ کرنے کے بجائے انہیں نرمی سے سمجھائیں۔[2]

---

[1] اشرف تھانوی، **عورت اور گھریلو زندگی**، مکتبہ دارالعلوم کراچی 2000، ص 444

[2] نجم السحر صدیقی، "**موجودہ دور میں تربیت اولاد کے تقاضے**"، 24 جون 2021ء، بحوالہ خلاصہ صفحات 890-488

بچوں کا نا قابلِ فہم رویہ اکثر والدین خصوصاً خواتین کے لیے تشویش کا باعث بنتا ہے، جو کبھی ضد، چڑچڑاہٹ، بے جا غصے یا بات نہ ماننے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس رویے کی بنیادی وجوہات میں بچوں کی جذباتی ضروریات کا پورا نہ ہونا، توجہ کی کمی، والدین کی مصروفیت، یا کسی ذہنی دباؤ کا شکار ہونا شامل ہو سکتا ہے۔ ایسے حالات میں خواتین کے کردار کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے، کیونکہ ماں بچے کی پہلی نظریاتی ونفسیاتی استاد ہوتی ہے۔ اگر ماں صبر، پُرخلوص توجہ، محبت اور سمجھ داری کے ساتھ بچے کے احساسات کو جاننے کی کوشش کرے، اُس کے مسائل سنے اور دوستانہ انداز میں رہنمائی کرے تو زیادہ تر ناپسندیدہ رویّے وقت کے ساتھ بہتر ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس سختی، بے توجہی یا ڈانٹ ڈپٹ بچے کو مزید ضدی، انا پرست اور پیچیدہ بنا سکتی ہے۔ لہٰذا بچوں کے نا قابلِ فہم رویے کی اصلاح میں خواتین کا متوازن، صابر، اور سمجھ دار کردار نہایت مؤثر اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

- **معاشرتی حمایت:** بچوں کی تربیت کے دوران ان کی معاشرتی حمایت کرنا بھی بہت اہم ہے۔ کیوں کہ جب ان کو معاشی حمایت نہیں ملتی تو وہ اکیلے محسوس کرتے ہیں اور ان میں دلچسپی کی کمی ہو جاتی جو آگاے جاکے ان کی ترقی پر اثرانداز ہو سکتی ہے۔

معاشی حمایت بچوں کی بہترین پرورش اور مستقبل کی تعمیر میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ تعلیم، صحت، خوراک اور مجموعی نشوونما کے لیے مالی وسائل ناگزیر ہیں۔ جب گھر کے معاشی حالات مستحکم ہوں تو والدین بالخصوص خواتین اطمینان کے ساتھ بچوں کی ضروریات پوری کر سکتی ہیں، جس سے بچوں میں احساسِ محرومی، عدمِ تحفظ اور کمی کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس مالی مسائل اور معاشی عدمِ استحکام بچوں کی تعلیم، خوراک، طبی نگہداشت اور تربیت کو شدید متاثر کر دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں خواتین اگر گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ کسی ذریعۂ آمدن میں حصہ لیں یا اخراجات اور وسائل کو دانشمندی سے منظم کریں تو یہ بچوں کی کفالت اور بہترین مستقبل کی ضمانت بن سکتا ہے۔ یعنی معاشی مضبوطی نہ صرف بچوں کی جسمانی و ذہنی نشوونما کے لیے ضروری ہے بلکہ ان کی تعلیمی، اخلاقی اور سماجی ترقی کی بنیاد بھی یہی رکھتی ہے۔

- **معاشرتی تعلقات:** خواتین کے معاشرتی تعلقات بچوں کی پرورش میں بہت اثر رکھتے ہیں۔ ان کے دوستانہ مواقع اور خوشگوار تعلقات بچوں کو معاشرتی طور پر مستقل بنانے میں مدد فراہم کرتے ہیں[1]۔

خواتین کا مثبت رویہ نہ صرف بچے کی انفرادی زندگی بلکہ پورے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ بچوں کی پرورش میں خواتین کا کردار بہت اہم ہے۔، وہ بچوں کی بہترین پرورش کیلئے مثبت روایات اور تعلیم فراہم کرتی ہیں۔ ایک باشعور اور ہمدرد ماں

---

[1] حافظ صلاح الدین یوسف، **حقوق مرداں اور حقوقِ نسواں**، مکتبہ ضیاء الحدیث، 2012، بحوالہ ص 253،

بچے اور خاندان کے دیگر افراد کی پرورش کر سکتیں ہیں، جو معاشرتی و خاندانی استحکام اور ترقی کا ضامن ہیں۔ بچوں کی پرورش میں خواتین کا کردار بہت اہم ہے۔، وہ بچوں کی بہترین پرورش کیلیئے مثبت روایات اور تعلیم فراہم کرتی ہیں۔ لہٰذا خواتین کو خود کو ترقی دینے کا موقع دینا چاہیئے تا کہ وہ بچوں کو بہترین طریقے سے تربیت دینے میں کامیاب ہو سکیں۔

مبحث سوم

اولاد کی تعلیم وتربیت سے متعلق احکام الٰہی

مبحث سوم

اولاد کی اچھی پرورش اور تعلیم و تربیت کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے، اولاد اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے اگر اس کی اچھی پرورش دین اسلام کے قوانین کے مطابق کریں گے تو نا صرف اللہ پاک کا قرب ملے گا بلکہ ایسے والدین دنیا و آخرت میں عزت کا مقام بھی پائیں گے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت سے متعلق احکامِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد فضل و احسان ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے محبوب آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا۔ ہم وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہوئے اور ان کے عاشق عظیم کی جماعت میں شامل ہیں، جن کی بیش قیمت نصائح روحانی خزائن کے طور پر ہماری ہدایت کے لیے موجود ہیں۔ جن پر عمل کر کے ہم شیطانی حملوں سے بچ سکتے ہیں۔ اور ان کے بعد آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کی وہ باتیں جو انسانی دماغ کے بند دروازوں کو کھولنے کے لیے ایک مضبوط کڑی ہیں اور رہتی دنیا تک ہماری دینی اور روحانی تربیت کے لیے اہم ہیں۔ جن سے جتنی رہنمائی لیں گے اتنا ہی دنیا و آخرت میں کامیابیاں ہوں گی۔ سب سے بڑا ہدایت کا سرچشمہ تو خود قرآن کریم ہے جس میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جو انسانی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اور دوسرا سیرتِ طیبہ آنحضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جو عملی طور پر ہمارے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس پر عمل کر کے ہم دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ-وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا﴾

ترجمہ "مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی) محض (زینت ہیں، اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی زیادہ اچھی ہیں۔[2]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ انسان کو یہ حقیقت سمجھا رہا ہے کہ دنیاوی مال و دولت اور اولاد وقتی زینت اور آزمائش ہیں۔ اصل کامیابی ان نیک اعمال میں ہے جو آخرت میں باقی رہیں گے، جیسے نماز، صدقہ، ذکرِ الٰہی اور دیگر نیک اعمال، جو ہمیشہ کا فائدہ دیں گے۔

---

[1] محمد ہود، **بچوں کی تعلیم و تربیت قرآن و سنت کی روشنی میں**، دارالاندلس لاہور، جولائی، 2016، ص 277

[2] سورۃ الکھف، آیت (18:46)

یہ آیت انسان کو دنیاوی لذتوں پر حد سے زیادہ انحصار کرنے سے روکتی ہے اور آخرت کے اجر کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اور اس آیت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد اور مال دے کر آزماتا ہے۔ یہ سب دنیا کی زینت ہیں۔ اگر ہم اپنے بچوں سے بے جا لاڈ پیار کریں گے اور ان کی ہر خواہش کو پورا کرنے کے چکر میں غلط راستے اپنائیں گے تو وہ وقت دور نہیں جب یہ ماؤں کی گودوں میں پلنے والے بچے مغربی معاشرے سے متاثر ہو کر دین اسلام سے دور ہوتے جائیں گے۔ ہمیں اپنی پیدائش کے مقصد کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ اور وہ مقصد کیا ہے وہ اللہ پاک کی عبادت اور فرمانبرداری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[1] ﴾

ترجمہ: "جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کی تخلیق کا بنیادی مقصد واضح کر دیا ہے، یعنی عبادت۔ یہاں عبادت کا مفہوم محض رسمی عبادات (نماز، روزہ) تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کے احکامات کی پیروی کرنا ہے۔ یہ آیت انسان کو اس کے اصل مقصدِ حیات کی یاد دہانی کراتی ہے کہ دنیا میں اس کا وجود محض دنیاوی فوائد کے لیے نہیں بلکہ اللہ پاک کی بندگی کے لیے ہے۔

ایک شادی شدہ جوڑے کے لیے اولاد کی نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بیش بہا خزانے سے کم نہیں۔ اور اولاد نہ ہونے کا غم تو صرف بے اولاد لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کسی جوڑے کو اولاد جیسی عظیم اور انمول نعمت سے نوازتا ہے تو والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کی دی ہوئی نعمت کی اچھے رنگ میں تربیت کریں تا کہ وہ بچہ بڑا ہو کر دیندار بنے۔ اللہ پاک کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنے والا بنے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے[2]؟ یہ اس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ جب والدین اس بچے کی احسن رنگ میں تربیت کریں، اسے دین اور دنیا کی تعلیم دیں۔ اسے اچھے اور برے میں فرق کرنا سکھائیں۔ اسے اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیں تا کہ جب وہ بچہ بڑا ہو تو وہ ہر غلط اور صحیح بات کی تمیز کر سکے۔ اسے یہ پتہ ہو کہ میرے والدین نے مجھے بچپن میں کیا سکھایا تھا۔ کہتے ہیں کہ بچپن میں پڑھایا ہوا سبق انسان کو کبھی نہیں بھولتا[3]۔

---

[1] سورۃ الذریات، آیت (51:56)

[2] ڈاکٹر، احمد شبلی، **تاریخ تعلیم وتربیت**، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1963، صفحہ 382

[3] ڈاکٹر، احمد شبلی، **تاریخ تعلیم وتربیت**، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1963، صفحہ 383

اولاد انسان کے لیے بے شمار نعمتوں اور خوشیوں کا باعث ہے لیکن اس نعمت کی حقیقی قدر تب ہی ادا ہوتی ہے جب والدین اسے اللہ پاک کی امانت سمجھ کر اس کی تربیت میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ ڈاکٹر احمد شبلی کے حوالے سے دی گئی عبارت میں یہی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ بچے کی شخصیت سازی کا آغاز ابتدا ہی سے ہونا چاہیے، کیونکہ بچپن میں دی گئی تعلیمات انسان کے شعور کا دائمی حصہ بن جاتی ہیں۔ اگر والدین اس ابتدائی دور میں اپنی اولاد کو دین سے وابستگی، اخلاقِ حسنہ اور اچھے بُرے کی پہچان سکھائیں تو وہ بچہ بڑا ہو کر نہ صرف والدین کے لیے باعثِ راحت و عزت بنتا ہے بلکہ ایک صالح معاشرے کی تشکیل میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے برعکس اگر والدین اپنی ذمہ داری کو نظر انداز کریں تو یہ نعمت بوجھ میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا عبارت کا بنیادی پیغام یہی ہے کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ اولاد کی تربیت کو محض رسم نہ سمجھیں بلکہ اسے اپنی اولین دینی، اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری جان کر پورا کریں۔

ہر بچے کی تربیت کا بہترین وقت اس کے بچپن کا زمانہ ہوتا ہے۔ بچپن میں بچہ ایک خالی برتن کی طرح ہوتا ہے جس میں ہم اچھی باتیں بھی بھر سکتے ہیں اور غلط باتیں بھی بھر سکتے ہیں۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ ہی اسے ہندو، عیسائی اور مسلمان بناتے ہیں۔ بچے کی فطرت میں نیکی پائی جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ وہ بڑا ہوتا ہے اور ماحول کا اثر قبول کرتا ہے۔ اگر اس کی شروع سے ہی اچھے رنگ میں تربیت ہوئی ہو تو وہ معاشرے کا اثر نہیں لیتا چاہے شیطان اس کو جتنا بھی بہکائے وہ ثابت قدم رہتے ہوئے اسلامی قوانین کو اپناتے ہوئے اپنی زندگی کو احسن طریقے سے گزار کر ایک اچھا انسان بنتا ہے۔[1]

اس عبارت کے مطابق بچپن وہ ابتدائی اور فیصلہ کن مرحلہ ہے جس میں بچے کی شخصیت کی بنیاد رکھی جاتی ہے، اس لیے تربیت کا سب سے مناسب اور مؤثر وقت یہی ہوتا ہے۔ بچے کی مثال ایک خالی برتن سے دی گئی ہے جس میں جو کچھ بھی ڈالا جائے وہی اُس کی اصل بنتا ہے، اس لیے اگر ابتدا ہی سے اس کے ذہن و دل میں اچھائی، نیکی اور اسلامی تعلیمات راسخ کر دی جائیں تو وہ بڑے ہو کر بگڑے ہوئے معاشرتی ماحول یا شیطانی ترغیبات سے متاثر ہونے کے بجائے ثابت قدم رہتا ہے۔ عبارت یہ پیغام دیتی ہے کہ فطرتاً ہر بچہ نیکی کی صلاحیت لے کر پیدا ہوتا ہے اور اس کی تعمیر میں سب سے اہم کردار والدین کا ہوتا ہے، جو اگر اسے اچھے عقائد، اخلاقیات اور مثبت اقدار سکھائیں تو وہ معاشرے کے لیے ایک صالح، باکردار اور کارآمد انسان بن سکتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اولاد کی عملی کامیابی اور دینی وابستگی کا انحصار زیادہ تر اُس تربیت پر ہے جو اسے بچپن میں گھریلو ماحول اور والدین کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

---

[1] حضرت مرزا مسرور احمد، **عائلی مسائل اور ان کا حل**، ملفوظات، 2010، ص 71-72 ج1

خلاصہ بحث

تعمیر خاندان میں خواتین کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف خاندان کی بنیاد ہوتی ہیں بلکہ معاشرتی اور ثقافتی روایات کی حفاظت اور ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ خواتین عموماً بچوں کی تربیت، گھریلو امور، اور خاندان کے دیگر افراد کی دیکھ بھال میں اہم کردار نبھاتی ہیں۔

خواتین کی تعلیم بھی ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اگر خواتین تعلیم حاصل کرتی ہیں تو وہ نہ صرف اپنے خاندان کی معیشت میں بہتری لاتی ہیں بلکہ معاشرے میں بھی مثبت تبدیلیاں لانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ، تمیر خاندان کی خواتین عموماً ثقافتی تقریبات، مذہبی رسومات، اور دیگر اہم مواقع کی منصوبہ بندی اور انتظام میں بھی شامل ہوتی ہیں، جو کہ خاندان کی یکجہتی اور روایات کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ خواتین نہ صرف خاندان کی بنیاد فراہم کرتی ہیں بلکہ ان کی تربیت، تعلیم اور معاشرتی نشوونما میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

پہلا پہلو یہ ہے کہ خواتین عموماً خاندان کی اہم شخصیت ہوتی ہیں جو بچوں کی پرورش کرتی ہیں۔ وہ بچوں کو اخلاقی اور معاشرتی اقدار سکھاتی ہیں، جو ان کی شخصیت کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ، خواتین گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں، جو کہ خاندان کے افراد کی ذہنی صحت کے لیے ضروری ہے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ خواتین معاشرتی اور اقتصادی طور پر بھی خاندان کی ترقی میں حصہ لیتی ہیں۔ وہ نہ صرف گھریلو کاموں میں مدد کرتی ہیں بلکہ اگر وہ ملازمت کرتی ہیں تو مالی طور پر بھی خاندان کی مضبوطی میں اضافہ کرتی ہیں۔ اس طرح، خواتین کا کردار خاندان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے میں بھی اہم ہوتا ہے۔

آخری پہلو یہ ہے کہ خواتین خاندان کی ثقافتی ورثے کو بھی منتقل کرتی ہیں۔ وہ روایات، تہواروں اور ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں، جس سے خاندان کی شناخت اور ثقافتی تسلسل برقرار رہتا ہے۔ اس طرح، خواتین خاندان کی تشکیل و تمیر میں ایک جامع اور ہمہ جہتی کردار ادا کرتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تعمیر خاندان میں خواتین کا کردار نہایت اہم اور متنوع ہے، جو کہ خاندان کی ترقی، ثقافت کی حفاظت، اور معاشرتی بہتری میں نمایاں ہوتا ہے۔

باب چہارم: تشکیل و تعمیرِ خاندان اور سیرتِ صحابیات سے استفادہ

فصل اول: ازواجِ مطہرات اور سیرتِ صحابیات

فصل دوم: خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرتِ صحابیات سے استفادہ کی صورتیں

فصل اول: ازواجِ مطہرات اور سیرتِ صحابیات

مبحث اول: ازواج مطہراتؓ اور صحابیاتؓ کی سیرت و کردار کی افادیت

مبحث اول

ازواج مطہراتؓ اور صحابیاتؓ کی سیرت و کردار کی افادیت

مبحث اول

ازواج مطہراتؓ اور صحابیاتؓ کی سیرت اور کردار کی افادیت

ازواج مطہراتؓ اور صحابیاتؓ کی سیرت و کردار اسلامی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ عظیم خواتین نہ صرف اپنے زمانے کی بہترین مثالیں تھیں بلکہ انہوں نے دین اسلام کی ترویج اور اس کے اصولوں کی پاسداری میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ازواج مطہراتؓ اور صحابیاتؓ کی سیرت میں صبر، وفاداری، علم، اور دین کی اعلیٰ مثالیں شامل ہیں۔

ازواجِ مطہراتؓ، یعنی نبی کریم ﷺ کی ازواج، اسلام میں نہایت بلند مقام رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انہیں "امہات المؤمنین) "مومنین کی مائیں (قرار دیا ہے)سورہ احزاب، آیت (6)حضرت خدیجہؓ نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ تھیں، جنہوں نے اسلام کی پہلی پیروکار ہونے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت عائشہؓ کو علم و حدیث میں ممتاز مقام حاصل تھا، اور حضرت ام سلمہؓ فہم و بصیرت میں کمال رکھتی تھیں[1]۔

اسی طرح صحابیاتؓ میں حضرت فاطمہؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت ام عمارةؓ اور دیگر خواتین نے اسلام کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جنگوں میں طبی امداد، علمی و فقہی مسائل میں رہنمائی، اور گھریلو و سماجی اصلاح میں ان کا کردار نمایاں رہا۔[2]

انہوں نے اپنی زندگیوں میں جو مشکلات برداشت کیں، ان کے باوجود وہ ہمیشہ اپنے ایمان پر قائم رہیں اور دین اسلام کی خدمت کی۔ یہ عظیم خواتین نہ صرف اپنے زمانے کی بہترین مثالیں تھیں بلکہ آج بھی ان کی سیرت ہم سب کے لئے خصوصی طور پر خواتین لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ ان کا کردار ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ایمان، علم، اور خدمت کا جذبہ انسان کی زندگی میں کتنا اہم ہوتا ہے۔

---

[1] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری ، **ازواجِ مطہراتؓ –امہات المومنین** ، مکتبہ دارالسلام، لاہور، 2002ص 143

[2] عبد الستار حماد، **صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو**، دارالسلام، لاہور، 2015، ص 431

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسلامی تاریخ کی وہ عظیم شخصیت ہیں جن کا ذکر نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ آپ کی شخصیت میں ایسے بے مثال اوصاف تھے جو نہ صرف دورِ جاہلیت بلکہ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی نمایاں رہے۔

ولادت باسعادت: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے معزز قبیلے "بنو اسد" سے تھا۔ ان کے والد خویلد بن اسد اور والدہ فاطمہ بنت زاہدہ تھیں، جن کا شجرہ نسب قریش سے جا ملتا ہے۔ آپؓکی پیدائش 556ء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی[1]۔

لقب: آپؓ کا خاندان قریش کے معزز خاندانوں میں شمار ہوتا تھا، اور آپ کی شرافت و نجابت، دیانتداری اور راست گوئی دورِ جاہلیت میں بھی مثالی تھیں۔ ان صفات کی وجہ سے ہی آپ کو "طاہرہ" کا لقب دیا گیا، جو آپ کے پاکیزہ کردار کی علامت ہے۔

تجارت: آپ رضی اللہ عنہا نہایت زیرک اور کامیاب تاجرہ تھیں۔ آپ کے کاروبار کی شہرت پورے عرب میں تھی، اور آپ کی دیانتداری نے آپ کو نہایت عزت کا مقام عطا کیا۔ اسی دیانتداری کی بنیاد پر آپ نے حضرت محمد ﷺ کو اپنے تجارتی قافلے کا سربراہ مقرر کیا، اور آپ ﷺ کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر ان سے نکاح کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک کامیاب تاجرہ تھیں، اور آپ کا تجارتی کاروبار پورے مکہ میں مشہور تھا۔ والد اور شوہر کے انتقال کے بعد آپ نے اپنی تجارت کو جاری رکھنے کے لیے مختلف افراد کو مالِ تجارت دے کر بیرونِ مکہ روانہ کرنا شروع کیا۔

فضائل و مناقب: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام کی پہلی ام المؤمنین ہونے کا شرف رکھتی ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور اپنی زندگی، مال، اور محبت سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی حمایت کی۔ آپ کی شخصیت خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے، جس میں بلند اخلاق، قربانی، اور دین کے لیے خلوص کا بے مثال مظاہرہ نظر آتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان اور قربانی کے بارے میں متعدد مستند احادیث اور تاریخی حوالہ جات موجود ہیں جو آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں[2]۔

سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی شخصیت تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور اسلام قبول کیا۔ یہ واقعہ مستند طور پر مختلف تاریخی کتب میں درج ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے

---

[1] علامہ شبلی نعمانی، **سیرتِ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ**، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2005، ص55

پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کے ساتھ وفاداری کا مظاہرہ کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے لیے سب سے بڑی مددگار ثابت ہوئیں۔[1]"

نبی کریم ﷺ کے لیے حوصلے اور سکون کا ذریعہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو ابتدائی دور میں پیش آنے والی تمام مشکلات میں تسلی دی اور ہر مشکل وقت میں آپ کے ساتھ کھڑی رہیں۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا: ”خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا، انہوں نے اس وقت میرا ساتھ دیا جب کوئی میرا ساتھ دینے والا نہ تھا، اور انہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی جب لوگ مجھے محروم رکھتے تھے۔[2]"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بلند مقام: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچایا گیا، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے:

"حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! خدیجہ آپ کے پاس آرہی ہیں، انہیں ان کے رب کا سلام اور میری طرف سے سلام کہہ دیں اور انہیں جنت میں موتی کے محل کی بشارت دے دیں، جس میں کوئی شور وغل اور تھکن نہ ہوگی۔[3]"

نبی کریم ﷺ کی محبت اور حضرت خدیجہ کا ذکر: نبی کریم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد بھی ان کی محبت اور قربانی کو یاد کرتے رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر محبت کے ساتھ کرتے تھے اور فرماتے ”وہ اس وقت ایمان لائیں جب سب نے انکار کیا، اور انہوں نے اپنی دولت سے میری مدد کی جب سب نے مجھے محروم رکھا۔[4]"

آپ کی قربانیاں اور مالی امداد: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا تمام مال نبی کریم ﷺ کی خدمت اور دین اسلام کی ترویج کے لیے وقف کر دیا۔ اس قربانی کا ذکر مختلف تاریخی کتب میں موجود ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا پورا مال رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا تاکہ دین کی خدمت ہو سکے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کا پیغام: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی دیانت، صداقت، اور حسنِ اخلاق کو شام کے تجارتی سفر کے دوران قریب سے دیکھا۔ غلام میسرہ نے بھی آپ ﷺ کی خصوصیات اور راست بازی کے واقعات بیان کیے، جن

---

[1] **تاریخ طبری**، صفحہ 209، ج2

[3] **مسند احمد**: حدیث 24864

[4] **صحیح البخاری**: حدیث 3820

[5] **صحیح البخاری**: حدیث 3818

سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بے حد متاثر ہوئیں۔ اس کے بعد آپ نے شادی کا پیغام بھیجا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی دیانت و صداقت کو دیکھ کر نفیسہ بنت مینہ کے ذریعے نکاح کا پیغام بھیجا، اور نبی کریم ﷺ نے اس پیشکش کو قبول فرمایا۔

. **نبی کریم ﷺ کی اکلوتی زوجہ:** حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ 25 سال گزارے، اور اس دوران آپ ﷺ نے کسی اور خاتون سے نکاح نہیں کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی وفات تک اکلوتی زوجہ رہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے طویل ازدواجی زندگی گزاری، اور ان کے بعد آپ ﷺ نے دیگر نکاح کیے۔[1]

نکاح کے وقت عمر: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت 40 سال اور نبی کریم ﷺ کی عمر 25 سال تھی۔ یہ بات ابن ہشام اور ابن سعد سمیت دیگر مورخین نے بیان کی ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت 40 سال تھی اور نبی کریم ﷺ کی عمر 25 سال تھی۔[2] "حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکاح کا واقعہ محبت، دیانت، اور اعتماد کی بنیاد پر قائم ہوا۔ اس نکاح نے نہ صرف نبی کریم ﷺ کو ایک مضبوط سہارا دیا بلکہ اسلامی تاریخ میں ایک مبارک اور مثالی ازدواجی رشتہ قائم کیا۔[3]

اولادیں: نبی کریم ﷺ کی اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھیں۔ آپ ﷺ کے تمام بیٹے اور بیٹیاں آپ کی زندگی میں وفات پا گئے، سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے، جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے چند ماہ بعد دنیا سے رخصت ہوئیں۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رمضان 10 نبوی میں وفات پا گئیں، اور ان کی عمر 64 سال 6 ماہ تھی۔ نبی کریم ﷺ خود قبر میں اترے اور ان کی تدفین فرمائی۔[4]"

نبی کریم ﷺ کا غم اور "عام الحزن: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کو شدید غم لاحق ہوا۔ اسی سال آپ کے چچا اور محافظ حضرت ابو طالب بھی وفات پا گئے۔ ان دونوں حادثات کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اس سال کو "عام

---

[1] **صحیح البخاری:** حدیث 3815

[2] ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، صفحہ 202، ج 1

[3] علامہ شبلی نعمانی، **سیرتِ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ**، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2005، ص 132

ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، صفحہ 192، ج 1

الحزن "یعنی غم کا سال قرار دیا۔ حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کو قریش کی طرف سے سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا، اور آپ نے اس سال کو عام الحزن کہا۔[1]

حضرت خدیجہؓ کی زندگی خواتین کے لئے مشعل راہ:

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی خاندان کی تعمیر، محبت، قربانی اور صبر کا بہترین نمونہ ہے۔ آپؓ کے کردار سے ہمیں سی کھنے کو ملتا ہے کہ ایک عورت کس طرح اپنے کردار، حکمت، اور قربانیوں کے ذریعے نہ صرف اپنے خاندان کو مستحکم کرسکتی ہے بلکہ معاشرتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ خاندان کی تعمیر اور استحکام کے لیے تقویٰ، ہمدردی، استقامت، قربانی،، فرمانبرداری اور بچوں کی اچھی تربیت ضروری ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کے نمونے آج بھی ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کی خاندان کی تشکیل و تعمیر میں مدد لی جاسکتی ہ ے۔ ذیل میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے اہم واقعات کو مثالوں کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر آج کی خواتین خاندان کی تعمیر و استحکام میں مدد لے سکتی ہیں۔

ازدواجی زندگی میں محبت اور وفاداری: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی شادی کو محبت، وفاداری، اور قربانی کا نمونہ بنایا۔ جب نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی، تو آپ ﷺ گھبرا کر حضرت خدیجہ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور فرمایا:

"اللہ تبارک تعالیٰ آپ[2] ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا سہارا بنتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور حق پر کھڑے ہوتے ہیں۔[3]"

اس واقعے سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ میاں بیوی کے تعلق میں محبت، اعتماد، اور حوصلہ افزائی کا ہونا بہت ضروری ہے اس سے خاندان کو مضبوط سہارا ملتا ہے۔

---

[1] ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، صفحہ 193-194، ج1

[2] **صحیح البخاری**، حدیث 4953

[3] ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، صفحہ 230۔219، ج1

اخلاق اور صبر کا نمونہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زندگی کی مشکلات اور آزمائشوں کو صبر اور حکمت سے برداشت کیا۔ شعب ابی طالب میں محصور ہونے کے دوران آپؓ نے کیئی تکالیف کا سامنا کیا لیکن آپؓ نے نبی کریم ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا اور آپ ﷺ کا اقور آپ ﷺ کے خاندان کی مکمل حمایت کی۔

بچوں کی تعلیم وتربیت: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کی بہترین تربیت کی، جن میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر زیادہ مشہور ہے، جو بعد میں خاندانِ نبوی ﷺ کی اہم شخصیت بنیں۔ جن کی سیرت آج اور قیامت تک کی خواتین کے لئے مشعل راہ ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تربیت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے اپنی بیٹیوں کو دین، اخلاق، فرمانبرداری، اور محبت وشفقت کا سبق دیا۔ جس کو اپناتے ہوئے آپؓ نے ساری زندگی گزاری۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک ماں کی تربیت خاندان کی بنیاد کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیوں کہ بچے کی پہلی درس گاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپؓ کا مقام: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی نبی کریم ﷺ انہیں ہمیشہ یاد کرتے اور ان کی تعریف کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے [1]۔

"خدیجہ جیسی کوئی نہیں۔ وہ اس وقت ایمان لائیں جب لوگ انکار کر رہے تھے اور انہوں نے اس وقت میرا ساتھ دیا جب کسی نے میری مدد نہیں کی"۔ اس واقعہ سے میاں بیوی اور خاندان میں آپس کی محبت اور قربانی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

حضرت خدیجہؓ خاندان کے استحکام میں اولین معاون: حضرت خدیجہؓ نبی ﷺ کی پہلی زوجہ تھیں اور آپ ﷺ کی نبوت کے آغاز میں سب سے بڑی سپورٹ بنیں۔ انہوں نے اپنے مال و دولت اور حکمت سے نبی ﷺ کی ہر ممکن مدد کی، جس سے خاندان میں استحکام پیدا ہوا۔ جب نبی ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے انہیں تسلی دی اور کہا:

"اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور حق کی حمایت کرتے ہیں [2]۔

---

1 علامہ شبلی نعمانی، **سیرتِ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ**، مکتبہ رحمانیہ، لاہور 2005، ص 211

2 **صحیح البخاری**، حدیث 4953

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلامی تاریخ میں ایک ممتاز اور نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ آپ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ، ام المؤمنین، اور عظیم عالمہ تھیں۔

پیدائش اور نسب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش 614ء (بعثت کے چار سال بعد) مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ قریش کے معزز قبیلے "بنو تیم" سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت بعثت کے چوتھے سال مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان کے والد حضرت ابو بکر صدیق نبی کریم ﷺ کے قریبی ساتھی تھے۔[1]

نکاح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے 622ء (بعثت کے دسویں سال) میں ہوا۔ نکاح کے وقت آپ کی عمر چھ سال تھی، اور رخصتی مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوئی، جب آپ نو سال کی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ سے مکہ میں نکاح کیا، اور رخصتی مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوئی۔[2]

علمی مقام: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام اسلامی تاریخ میں بے مثال ہے۔ آپ کو حدیث، فقہ، تاریخ، اور علمِ قرآن میں گہری بصیرت حاصل تھی۔ آپؓ نے 2210 احادیث روایت کیں، جو خواتین میں سب سے زیادہ ہیں، اور آپ کے علمی مقام کو بڑے صحابہ کرام نے بھی تسلیم کیا۔ آپؓ کے شاگردوں میں کئی ممتاز تابعین شامل تھے، جیسے عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، اور مسروق بن اجدع۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین آپؓ کے علم سے رہنمائی حاصل کرتے تھے، اور پیچیدہ مسائل میں آپؓ کا مشورہ لیا جاتا تھا۔[3]

حدیث روایت کا مقام: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے کئی اہم پہلوؤں اور گھریلو معاملات پر احادیث منقول ہیں، جنہوں نے شریعت کے احکام کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دی[4]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسلامی تاریخ کی عظیم ترین عالمات میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 2210 احادیث روایت کیں، جو خواتین میں سب سے زیادہ ہیں۔[5] آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔

فقہی بصیرت: آپؓ اسلامی فقہ میں گہری مہارت رکھتی تھیں، اور کئی صحابہ کرام آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

---

[1] **البدایہ والنہایہ**، ابن کثیر،، صفحہ 347، ج8

[2] **صحیح البخاری**، حدیث 5134

[3] مولانا محمد یوسف کاندھلوی، **ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حیات و خدمات**، مکتبہ دارالسلام، لاہور، سن اشاعت 2010، ص 187

[4] ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**

[5] **صحیح البخاری**، حدیث 3769

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فقہی بصیرت کی تعریف خود صحابہ کرام کرتے تھے۔ حضرت عمر، حضرت ابو ہریرہ، اور دیگر کئی مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے۔[1]"

قرآن کی تفہیم: آپ نے قرآن کی تفسیر اور احکام کی وضاحت میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے نبی کریم ﷺ کے فرامین کے ذریعے قرآن کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے اصول فراہم کیے۔ حضرت عائشہ کو قرآن کے احکام اور آیات کی شان نزول پر گہرا علم تھا۔ تابعین نے آپ سے قرآن کی تفسیر میں رہنمائی حاصل کی۔[2] "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دین کا نصف علم عائشہ سے حاصل کرو۔[3]" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی ورثہ آج بھی امت مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ آپ کے اقوال اور فتاویٰ نے اسلامی قانون کی تدوین اور تشریح میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حضرت عائشہؓ کا علمی اور تربیتی کردار: حضرت عائشہؓ علم و فقہ میں بے مثال تھیں اور نبی ﷺ کی تعلیمات کو آگے پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپؓ نے بچوں، خواتین اور مردوں کو دین کی بنیادی تعلیمات سکھائیں، جس سے اسلامی معاشرے میں خاندانی استحکام پیدا ہوا۔

فضائل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کی خاص محبت حاصل تھی۔ آپ کو "حُمَیْرَاء" (گلابی رنگت والی) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ آپ کی دانشمندی اور علمیت کی وجہ سے صحابہ کرام بھی آپ سے رہنمائی لیا کرتے تھے۔[4]

" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'دین کا نصف علم عائشہ سے حاصل کرو۔ "

نبی ﷺ نے فرمایا

"عائشہ! تم عورتوں پر ایسے ہی فضیلت رکھتی ہو جیسے ثرید (ایک اعلیٰ کھانے) کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔"[5]

---

[1] **مسند احمد**، حدیث 24301

[2] ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، صفحہ 418، ج2

[3] ترمذی، **سنن ترمذی**، حدیث 3883

4 ابن عبد البر القرطبی، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**، مطبوعہ، دار الجیل، بیروت، 1412ھ 1992ء، ص، 1863، ج4

[5] **صحیح البخاری** حدیث 5418

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔[1] "

وفات: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات 17 رمضان 58 ہجری (678ء) کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔ حضرت عائشہ کی وفات 58 ہجری میں ہوئی، اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔[2]

4.2.3 خواتین کے لئے روشن مثال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت علم، تقویٰ، اور قربانی کی ایک عظیم مثال ہے۔ آپ کا علمی کردار اور قربانیوں کا ذکر قیامت تک مسلمانوں کے دلوں میں زندہ رہے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت اسلامی تاریخ میں علم، تقویٰ، اور قربانی کا بے مثال نمونہ ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ کی محبوب زوجہ اور امت مسلمہ کے لیے ایک روشن مثال تھیں۔ آپ کے علمی کردار، پاکیزہ زندگی، اور قربانیوں کا اثر قیامت تک قائم رہے گا۔[3]

آپ کا کردار اس بات کی عملی تفسیر ہے کہ ایک مومنہ عورت کیسے علم، عمل، تقویٰ، اور قربانی میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکتی ہے۔

---

[1] **صحیح البخاری**، حدیث 3769

[2] **تاریخ ابن کثیر**، صفحہ 139، ج8

[3] مولانا محمد یوسف کاندھلوی، **ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حیات وخدمات**: مکتبہ دارالسلام، لاہور 2010، ص 232

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا ایک اہم شخصیت ہیں جنہوں نے اسلام کی ابتدائی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور آپ کا تعلق قریش کے مشہور خاندان بنو ہاشم سے تھا۔

نکاح اور شادی: حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے 3 ہجری میں ہوا۔[1] اس نکاح کا پس منظر اہم ہے کیونکہ یہ نکاح اللہ کے حکم سے ہوا تھا، اور اس کا مقصد اسلامی معاشرتی نظام میں برابری اور مساوات کو اجاگر کرنا تھا۔[2]

اس نکاح کے ذریعے اسلام نے نہ صرف ذاتی طور پر حضرت زینب کی زندگی کو ایک نئے رخ سے روشناس کرایا بلکہ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کو اپنے ذاتی ارادوں پر ترجیح دی۔ حضرت زینب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اسلامی معاشرت میں معاشی، نسلی، اور سماجی تفاوت کو ختم کرنے کے حوالے سے اہم تھا۔

اس نکاح نے ایک اہم سماجی پیغام دیا، یعنی اسلام میں نسل اور طبقے کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہے، اور ہر مسلمان کو یکساں عزت دی جاتی ہے۔ حضرت زینب اور حضرت زید کا نکاح ایک علامت تھا کہ اللہ کے دین میں ہر شخص کو برابری کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، چاہے وہ آزاد ہو یا غلام۔ یہ نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو مزید واضح کرتا ہے کہ اسلام نے غلاموں کی آزادی اور معاشرتی مساوات کی اہمیت پر زور دیا۔[3]

سیرت و کردار: حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کا کردار اسلامی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے، اور آپ کا زندگی بھر کا عمل دین اسلام کی خدمت، قربانی، اور فلاحی کاموں کی ایک روشن مثال ہے۔

اسلام کی ترویج میں اہم کردار: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق قائم کرکے اسلام کے پیغام کو نہ صرف اپنے خاندان بلکہ اپنے معاشرتی حلقے میں بھی پھیلایا۔ آپ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح معاشرتی مساوات اور انصاف کا ایک اہم پیغام تھا، کیونکہ آپ کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اس نکاح نے اسلام میں نسل اور قومیت کے حوالے سے کوئی تفریق نہ ہونے کا پیغام دیا[4]۔

---

[1] ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، صفحہ 235-240ج8

[2] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری. کتاب: **ازواجِ مطہراتؓ کی حیاتِ طیبہ**، دارالسلام، لاہور، 2010، ص444

[3] مولانا محمد ادریس کاندھلوی. کتاب: **امہات المؤمنین**، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2004، ص439

[4] ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، صفحہ 242-245، ج8

.اللہ کے حکم پر عمل: آپ کی زندگی کا ایک اور اہم پہلو اللہ کے حکم پر عمل کرنا تھا، خاص طور پر اس وقت جب آپ کے نکاح کے معاملے میں اللہ کی طرف سے حکم آیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہانے ہمیشہ اللہ کی رضا کو اپنی ترجیح دی اور اپنے عمل سے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی اہمیت بتائی۔[1]

وفات: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات 20 ہجری میں ہوئی اور آپ کا دفن جنت البقیع میں کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، اور اس موقع پر آپ کے کردار اور قربانیوں کو سراہا گیا۔[2]

خصوصیات: زوجہ رسول مقبول ﷺ جناب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہانے اسلامی معاشرت اور خاندان کی تعمیر میں ایک اہم اور نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہانے اپنی زندگی میں اسلام کے بنیادی اصولوں کی عملی تصویر پیش کی۔ آپؓ کی سخاوت، عبادت، اور خاندان کے لیے دی گئی قربانیاں ہمیں سکھاتی ہیں کہ ایک خاندان کو مستحکم کرنے کے لیے ایمان، تقویٰ، اور دوسروں کے لیے خدمات کا جذبہ ضروری ہے۔ آپؓ کی زندگی کے کئی واقعات اسلامی تعلیمات کی عملی تصویر پیش کرتے ہیں[3]۔ جس میں سے چند درج ذیل ہیں۔

اللہ کے حکم کے مطابق نکاح کا واقعہ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ایک خاص مثال ہے، جو خاندان کی تعمیر میں اللہ کے حکم کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ آپؓ کا نکاح پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جو نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ یہ نکاح اس وقت کے سماجی رواجوں کو توڑنے کے لیے تھا کہ آزاد کردہ غلام بھی برابر کے حیثیت رکھتے ہیں۔ بعد میں جب حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے درمیان علیحدگی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؓ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا۔ یہ واقعہ خاندان کے قیام میں اللہ پاک کی مرضی کو اولیت دینے کی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں سورہ احزاب میں ہوا ہے۔[4]

ازدواجی تعلقات میں مثالی کردار: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کردار نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ازدواجی تعلقات میں مثالی تھا۔

---

[1] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری :. **ازواجِ مطہراتؓ کی حیاتِ طیبہ**، دارالسلام،لاہور،2010 ،ص357

[2] **ابن ہشام**، صفحہ 500-502،ج2

[3] مولانا محمد یوسف اصلاحی۔ :**امہات المؤمنین کی سیرت**، :مکتبہ اسلامیہ،لاہور2015 ،ص299

[4] **قرآن مجید سورۃ احزاب** (آیات 37-36)

آپ کی اطاعت، محبت، اور دین کے لیے قربانی، خاندان کے استحکام کا بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی شادی کے فیصلے میں اللہ کے حکم کو مقدم رکھا، جو ان کے کامل ایمان کی علامت ہے۔[1]

دینداری اور عبادت گزاری: حضرت زینب بنت جحش انتہائی عبادت گزار اور زہد و تقویٰ کی حامل تھیں۔ آپ کا زیادہ وقت اللہ پاک کی عبادت میں گزرتا تھا، جو گھر کے ماحول کو پاکیزگی اور روحانیت سے بھر دیتا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عبادت گزاری اور اللہ سے قربت خاندان کے افراد کے لیے عملی نمونہ تھی۔ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ "میں ذکر کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا رات کو قیام کرتی تھیں اور دن کو روزے رکھتی تھیں۔ آپؓ کی یہ عادت آپ کے خاندان اور معاشرت میں روحانیت کو فروغ دیتی تھی۔[2]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے خاص طور پر خواتین کو یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ وہ گھر اور خاندان کی تعمیر کرتے ہوئے کس طرح اپنی زندگی میں دین و دنیا کو ایک ساتھ چلاتے ہوئے اپنا کردار کو باخوبی طریقے سے سرانجام دے سکتیں ہیں۔

خاندان کے اصولوں کا قیام: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے عمل سے اسلام کے عائلی قوانین کی پاسداری کی اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔ آپؓ کی شخصیت پر وقار صلاحیتوں کی حامل تھی آپؓ خاندان کے معاملات کو حل کرنے میں پیش پیش رہتیں اور آپؓ کی رائے کو بہت اہمیت دی جاتی۔[3] نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے کہا کہ زوجہ رسول ﷺ جناب زینب بنت جحش کو اپنی طاقتور شخصیت اور حق گوئی کے لیے پہچانا جاتا تھا، جن کی باصلاحیتوں کے استعمال سے خاندان کے معاملات بہتر طور پر چلتے تھے۔[4]

خاندانی رشتوں کا احترام: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ خاندان کے رشتوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ آپ نبی کریم ﷺ کے گھرانے کی خواتین کے ساتھ محبت اور اخلاص سے پیش آتی تھیں۔ آپ کے اور دیگر ازواج مطہرات کے درمیان تعلقات مثالی تھے، اور آپ نے ہمیشہ اسلامی تعلیمات کے مطابق رشتوں کو نبھایا۔

---

[1] کحالہ، **أعلام النساء**، مؤسسة الرسالة 2008، ص91، ج2

[2] ابو الحسن العلوی، **اخبار الزینبیات**، 1410ھ، ص23

2۔ مرتضی الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، **تاج العروس من جواهر القاموس**، بیروت: دار الهدایة، ص60ج2

[4] مولانا محمد ادریس کاندھلوی. ، **امہات المؤمنین**، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2004 ، ص366

حضرت زینب بنت جحشؓ: سخاوت اور صبر کا نمونہ: حضرت زینبؓ کی شادی نبی ﷺ کے حکم سے زیدؓ بن حارثہ سے ہوئی، مگر علیحدگی کے بعد اللہ کے حکم پر نبی ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا، جس سے اسلامی خاندانی نظام کی وضاحت ہوئی۔

وہ صدقہ و خیرات میں بے مثال تھیں، نبی ﷺ نے فرمایا:
"سب سے پہلے میری ازواج میں سے وہ مجھ سے ملیں گی جو سب سے زیادہ صدقہ کرنے والی ہیں۔"[1]
ان کی سخاوت سے خاندان میں ہمدردی، مساوات اور خیرات کا رجحان پیدا ہوا۔

حضرت زینبؓ کے نکاح آج کی خواتین کے لئے رہنمائی

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کی زندگی میں اللہ کی رضا کو ترجیح دینا اور اس کے مطابق عمل کرنا ایک اہم پہلو تھا۔ آپ نے ہمیشہ اپنی ذاتی خواہشات کو پیچھے رکھا اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کو فوقیت دی۔ آپ کی زندگی میں یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ نے اللہ کے حکم کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا، چاہے وہ نکاح کا معاملہ ہو یا دیگر دینی فرائض کی ادائیگی۔[2]
حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے عمل سے مسلمانوں کو ایک بہترین نمونہ فراہم کیا کہ اللہ کی رضا اور اُس کے حکم پر عمل کرنا انسان کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب اور حضرت زید بن حارثہ کے نکاح کے حوالے سے حکم دیا، تو آپ نے بغیر کسی اعتراض کے اس حکم کو قبول کیا، چاہے یہ سماجی طور پر ایک نیا پیغام تھا۔ اسی طرح، آپ کی زندگی میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی آپ کی قربانیوں کا بھرپور ذکر کیا جاتا ہے، جنہوں نے اسلام کے لیے اپنی جان کی قربانی دی۔ اس سب سے یہ پیغام ملتا ہے کہ اسلام میں اللہ کی رضا اور اس کے حکم کی پیروی کرنا سب سے اہم ہے۔
حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کردار اسلام میں ایک رہنمائی کے طور پر سامنے آتا ہے، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ کے راستے پر چلنا اور اُس کی رضا کو ترجیح دینا انسان کی کامیابی کا راستہ ہے[3]۔

---

[1] **صحیح مسلم**، حدیث 2452،

[2] شریف القرشی، **السیدہ زینب**، 1422ھ، ص39

[3] مصنف: مولانا صفی الرحمن مبارکپوری: **ازواجِ مطہراتؓ کی حیاتِ طیبہ**، دارالسلام، لاہور، 2010، ص567

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ اور ام المؤمنین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جلیل القدر صحابیہ تھیں۔ آپ کو قرآن پاک کی حفاظت اور علم و تقویٰ کے اعتبار سے امت میں بلند مقام حاصل تھا۔ آپ کا ذکر قرآن و سنت میں عزت و تکریم کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ولادت ونسب: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ولادت 605ء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، جو بعد میں خلیفہ دوم بنے، اور والدہ زینب بنت مظعون تھیں، جو جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔[1]

نبی کریم ﷺ سے نکاح: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی بیوگی کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے مناسب رشتہ تلاش کرنا شروع کیا۔ انہوں نے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات کی، لیکن اللہ کی مرضی تھی کہ نبی کریم ﷺ انہیں اپنی زوجیت میں لے لیں۔ نکاح 3 ہجری میں ہوا، اور آپ "ام المؤمنین" کے معزز لقب سے سرفراز ہوئیں۔[2] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ سے نکاح ایک مبارک واقعہ ہے جو دین کی خدمت اور مسلمانوں کے اتحاد کے حوالے سے بے مثال اہمیت رکھتا ہے۔

نکاح کی اہمیت: رسول اللہ ﷺ کا نکاح حفصہ بنت عمر سے امت کی رہنمائی اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد و محبت کے فروغ کے لیے تھا۔[3] "حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آنا نہ صرف ان کی عظمت کی دلیل ہے بلکہ اس واقعے نے مسلمانوں کو ایک اہم سبق بھی دیا کہ اسلامی معاشرت میں بیوگان کی تکریم اور ان کے لیے مناسب انتظام کرنا کتنی بڑی نیکی ہے۔
اس نکاح نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو "ام المؤمنین" کے بلند مقام پر فائز کر دیا، اور آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہ کر دین کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا۔

علم و تقویٰ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو قرآن پاک حفظ کرنے کا شرف حاصل تھا، اور آپ علم دین میں بہت آگے تھیں۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث روایت کیں اور صحابہ کرام سے علمی معاملات میں گفتگو کیا کرتی تھیں۔

---

[1] علامہ سید سلیمان ندوی .**ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ–حیات وسیرت**، اسلامی اکادمی، کراچی، 2012، ص677

[2] سعید انصاری، **سیر الصحابہ**، دارالاشاعت کراچی، سن ندارد، ص50، ج6

[3] **ابن ہشام**،، صفحہ 183، ج2

"حضرت حفصہ قرآن مجید کی حافظہ تھیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کیں۔[1]"

قرآن کی حفاظت: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام اور قرآن کریم کی حفاظت میں کردار اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے۔ آپ کو نہ صرف قرآن پاک حفظ کرنے کا شرف حاصل تھا بلکہ آپ دین کی فہم اور نبی کریم ﷺ کی احادیث کو آگے پہنچانے میں بھی نمایاں تھیں۔ آپ نے دین کے علمی امور میں بھرپور حصہ لیا اور کئی مواقع پر صحابہ کرام کے ساتھ فقہی اور علمی معاملات پر گفتگو کی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس قرآن مجید کا وہ نسخہ محفوظ تھا جو خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا گیا تھا۔ اس نسخے کو آپ نے اپنی حفاظت میں رکھا، اور یہی نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر دیگر مصاحف کے لیے بنیاد بنایا گیا۔ قرآن مجید کا وہ نسخہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا، وہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ تھا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی نسخے سے مصاحف کی نقل کروائی۔[3][2]"

حضرت حفصہؓ کا قرآن کی حفاظت اور خاندانی نظم وضبط: حضرت حفصہؓ نہایت عبادت گزار اور زاہدہ تھیں، ان کی زندگی نبی ﷺ کے گھرانے کے لیے برکت کا سبب بنی۔

انہوں نے نبی ﷺ کے بعد سب سے پہلے قرآن مجید کا تحریری نسخہ محفوظ کیا، جو بعد میں خلیفہ عثمانؓ کے دور میں مصحف کی شکل میں مرتب کیا گیا۔

نبی ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا:

"یہ حفصہ بہت روزے رکھنے والی اور عبادت گزار خاتون ہیں۔[4]"

علم دین میں مہارت: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کیں، جنہیں صحابہ کرام نے نقل کیا۔ آپ کی روایت کردہ احادیث دین کے کئی اہم پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں۔

---

[1] **صحیح البخاری**، حدیث 2597

[2] علامہ سید سلیمان ندوی .**ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ—حیات وسیرت**، اسلامی اکادمی، کراچی 2012

[3] **صحیح البخاری**، حدیث 4986

[4] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، ص 81 ج 8

"حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔[1]"

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا علم، عمل، اور تقویٰ کا پیکر تھیں۔ ان کا علمی کردار اور قرآن کی حفاظت کے لیے ان کی خدمات قیامت تک امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ رہیں گی۔ آپ نے نہ صرف دین کو محفوظ رکھنے میں کردار ادا کیا بلکہ خواتین کے لیے تعلیم اور علم دین کی اہمیت کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔

وفات: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی وفات 45 ہجری (665ء) میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور انہیں مدینہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔[2]

حافظ قرآن: حضرت حفصہؓ کا ایک اور اہم کردار یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی حفاظ میں شامل تھیں۔ ان کے پاس قرآن کے بہت سے سورتیں حفظ تھیں، جس کی وجہ سے انہوں نے اسلامی تعلیمات کو پھیلانے میں مدد فراہم کی۔ ان کی یہ خصوصیت مسلمان خواتین کے لئے ایک مثال بنی اور انہوں نے یہ پیغام دیا کہ علم اور دین کی تعلیم حاصل کرنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔[3]

غزوات میں اپنی قوت اور عزم کا مظاہرہ

ایک اور واقعہ جو ان کے کردار کو اجاگر کرتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حفصہؓ نے اپنی زندگی میں کئی مواقع پر اسلامی اصولوں کی پاسداری کی۔ غزوہ احد کے دوران مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، تو حضرت حفصہؓ نے اپنے شوہر کی حمایت کی اور ان کے ساتھ رہ کر اپنی قوت اور عزم کا مظاہرہ کیا۔[4] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی زندگی قربانی، علم، اور خدمتِ دین کی روشن مثال ہے۔ آپ کا علمی ورثہ اور قرآن کی حفاظت کے لیے خدمات قیامت تک امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ رہیں گی[5]۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی زندگی واقعی قربانی، علم، اور خدمتِ دین کی ایک بے مثال اور روشن مثال ہے۔ آپ کی شخصیت نہ صرف ایک عظیم زوجہ اور ماں کی حیثیت سے ممتاز تھی بلکہ آپ کا علمی ورثہ اور قرآن کی حفاظت میں آپ کی خدمات امت مسلمہ

---

[1] **سنن نسائی**، حدیث 889

[2] **الاستیعاب**، ابن عبد البر، صفحہ 1826، ج4

[3] علامہ سید سلیمان ندوی ۔**ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ–حیات وسیرت**، اسلامی اکادمی، کراچی، 2012، ص 333

[4] مولانا محمد ادریس کاندھلوی ۔**امہات المؤمنین**؛ مکتبہ رحمانیہ، لاہو، 2004، ص 666

کے لیے رہتی دنیا تک مشعل راہ ہوں گی۔[1]

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زوجہ محترمہ تھیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ ہلال سے تھا اور آپ کا نام "میمنتہ" تھا، لیکن آپ کو "میمونہ" کے نام سے مشہور کیا گیا۔ آپ کی زندگی دین اسلام کی خدمت، قربانی اور علم کا نمونہ تھی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش اور نسب مبارک اسلامی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زوجہ تھیں اور ان کا تعلق ایک معزز اور عظیم خاندان سے تھا۔[2]

پیدائش: حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی ولادت کے بارے میں تاریخی روایات کے مطابق، آپ کی پیدائش 42 سال قبل ہجرت یعنی تقریباً 556 عیسوی میں ہوئی۔[3]: پیدائشی نام **"برہ"** تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر **"میمونہ"** رکھا، جس کا مطلب ہے برکت والی یا خوش نصیب۔

زوجیت رسول ﷺ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 7 ہجری میں مقام سرف پر ہوا، جو مکہ مکرمہ کے قریب ایک چھوٹا سا مقام تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی آخری زوجیت تھی، اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو اس حیثیت سے بڑا شرف حاصل ہوا۔[4]

اسلام کی خدمت: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے دین اسلام کے ابتدائی ایام میں اپنے کردار سے ایک عمدہ نمونہ پیش کیا۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ اور اس کے اصولوں پر عمل کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ آپ کی زندگی قربانی، علم، اور تقویٰ کا مجموعہ تھی۔

حضرت میمونہؓ: قبائلی اتحاد کا ذریعہ: حضرت میمونہؓ کا نکاح نبی ﷺ نے اس وقت کیا جب آپ مکہ فتح کرنے والے تھے، اور ان کے نکاح نے کئی قبائل کے درمیان محبت اور ہم آہنگی کو فروغ دیا۔

آپؓ انتہائی تقویٰ شعار تھیں اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں، جس سے گھر میں روحانی برکت آتی تھی۔

---

1. طبری، محمد بن جریر، **تاریخ الامم والملوک** بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء ص 677،

[2] ڈاکٹر محمود احمد غازی، **سیرتِ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارثؓ**، مکتبہ دار الکتاب، لاہور، 2015، ص 444

[3] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، صفحہ 129 ج 8

[4] ابن سعد، **الطبقات الکبری**:، صفحہ 133-134 ج 8

دوسروں کو ترغیب دینا: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کردار سے اسلامی اصولوں کی ترغیب دی۔ آپ کی زندگی کا مقصد نہ صرف خود اسلام کی رہنمائی پر عمل کرنا تھا بلکہ آپ نے اپنے قریبی لوگوں اور معاشرتی حلقوں کو بھی اسلام کے احکام سے آگاہ کیا اور ان کے دلوں میں دین کی محبت پیدا کی۔

وفات اور تدفین: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات 51 ہجری میں ہوئی۔ آپ کی تدفین مکہ مکرمہ کے نواحی علاقے سرف میں ہوئی، جو اس وقت بھی ایک اہم مقام تھا اور نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی اس کی خاص اہمیت تھی۔[1]

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی زندگی اسلام کی خدمت، قربانی، اور علم کے حوالے سے ایک روشن مثال ہے۔ آپ نے نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازدواجی تعلق میں شراکت کی بلکہ اپنی زندگی کو اسلام کی تعلیمات کی ترویج اور اس کے اصولوں پر عمل کرنے میں گزارا۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا کردار اسلامی تاریخ میں بے حد اہم تھا۔ آپ نے اپنی زندگی کو اسلام کی خدمت، قربانی، اور اللہ کی رضا کے حصول میں گزارا۔ آپ کی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، جس سے آپ کا مقام اور عظمت اور بھی بڑھ گئی۔[2] یہ سب صفحات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کیعظمت و کردار کو اجاگر کرتی ہیں۔ ان کا کردار نہ صرف اسلامی تاریخ میں بلکہ تمام انسانیت کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ آپؓ کی قربانی اور کردار اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے آپؓ کا ذکر ہمیشہ احترام کے ساتھ کیا جائے گا۔

حضرت میمونہؓ کی خاندان کی مضبوطی میں اہم شراکت

حضرت میمونہؓ کی زندگی ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ایک مسلمان عورت کا کردار کس طرح اہمیت رکھتا ہے اور وہ اپنے ایمان اور اخلاق کے ذریعے معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتی ہے۔ حضرت میمونہؓ، جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں، خاندان کی تشکیل و تعمیر میں ایک اہم کردار ادا رکھتی ہیں۔ ان کی زندگی اور واقعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے اور خاندان کی بنیاد کو مضبوط کرنے میں کس طرح کام کیا۔ حضرت میمونہؓ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 7 ہجری میں ہوا۔ یہ نکاح نہ صرف ایک ذاتی تعلق تھا بلکہ اس کے ذریعے اسلامی معاشرتی روابط کو بھی مضبوط کیا گیا۔ حضرت میمونہؓ کا خاندان

---

[1] **ابن ہشام**، صفحہ 256-257، ج2

[2] ڈاکٹر محمود احمد غازی، **سیرتِ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارثؓ**: مکتبہ دار الکتاب، لاہور، 2015، ص 451

قریش سے تعلق رکھتا تھا اور ان کے نکاح کے ذریعے مختلف قبائل کے درمیان تعلقات میں بہتری آئی۔ یہ ایک ایسی مثال ہے جس نے اسلامی معاشرت میں اتحاد اور بھائی چارے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔[1]

ایک واقعہ جو ان کی زندگی کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت میمونہؓ نے اپنی بہن کی شادی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کی۔ یہ نہ صرف ان کی مہمان نوازی کی مثال ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ مل کر اسلامی اصولوں کی روشنی میں زندگی بسر کی۔ اس طرح، حضرت میمونہؓ نے اسلامی خاندان کی تشکیل و تعمیر میں اہم کردار ادا کیا، جو کہ محبت، احترام اور اتحاد کی بنیاد پر قائم ہوا۔ ان کی زندگی اور کردار ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ ایک مضبوط خاندان کی تشکیل میں اسلامی اقدار کی پیروی کی کتنی اہمیت ہے۔[2] یہ حوالہ ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ وہ ایک مثالی بیوی اور ایک مضبوط مسلمان خاتون تھیں۔

سعید انصاری، **سیر الصحابہ**،، دارالاشاعت کراچی 22 جون 2015ء، ص322ج6

2 اصفہانیؒ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، **دلائل النبوۃ**، ص،330،ج4

مبحث دوم

سیرتِ صحابیات

مبحث دوم

سیرتِ صحابیات

صحابیاتؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت اسلامی تاریخ کا ایک اہم اور روشن باب ہے۔ ان معزز خواتین نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کی، دین کی تعلیمات کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا، اور اپنے خاندانوں کو جوڑ کر رکھا اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنا کردار باخوبی نبھایا اور ضرورت پڑنے پر اپنی قربانیوں اور جدوجہد سے امت مسلمہ کا نام روشن کیا۔ ان کی سیرت ہر دور کی خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہے [1]۔ دین اسلام کی چند مشہور صحابیات کی سیرت کا ذکر ذیل میں بیان کیا جارہا ہے جن کی سیرت آج اور قیامت تک کے دور کی خواتین کے مشعل راہ ہے۔

1۔ حضرت فاطمہ بنت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

2۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ

3۔ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب

4۔ حضرت زینب بنت علی کرم اللہ وجہہ [2]

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت فاطمہؓ، پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ کی بیٹی تھیں۔ آپ کا نام "فاطمہ" ہے، جس کا مطلب ہے "وہ جو بچائی گئی"۔ آپؓ کی ولادت 605 عیسوی میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ [3]

لقب: آپؓ کو "سیدہ" یعنی "عورتوں کی سردار" کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا ایک بڑا حصہ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں گزرا، جہاں آپ نے اپنے والد محترم کے ساتھ دین کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

سیرت زہرہؓ: حضرت فاطمہؓ کی سیرت میں صبر، استقامت، اور قربانی کی مثالیں ملتی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں کئی مشکلات کا سام

:2عبد الستار حماد، **صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو**، دار السلام، لاہور، 2015، ص256

:2عبد الستار حماد، **صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو**، دار السلام، لاہور، 2015، ص261

3مظفر علی خان، الہ آباد، **سوانح فاطمۃ الزہرا**، 1968ء، ص173

نا کیا، خاص طور پر جب آپ کے والد پر ظلم و ستم کیا گیا۔ آپؓ نے ہمیشہ اپنے والد کی حمایت کی اور اسلام کی راہ میں اپنی جان و مال کی قربانی دی۔ [1]

مثالی بیٹی کی حیثیت: حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت اور ادب کا مظاہرہ کیا۔ مشکل وقت میں بھی حضرت فاطمہؓ اپنے والد کے لیے تسکین اور حمایت کا ذریعہ تھیں، جو بیٹیوں کو والدین کے ساتھ وفاداری کا درس دیتا ہے۔ آپؓ کی زندگی سے سبق ملتا ہے کہ والدین کی عزت اور خدمت کو اولین ترجیح دینی چاہیے

مثالی بیوی کی حیثیت: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ کا اپنے شوہر حضرت علیؓ کے ساتھ ان کا ازدواجی تعلق محبت، اعتماد، اور قربانی کی بنیاد پر قائم تھا۔ آپؓ نے سادگی اور قناعت کے ساتھ زندگی گزاری، جو آج کی خواتین کے لیے ایک عظیم سبق ہے۔ ازدواجی زندگی میں صبر، محبت، اور سمجھوتہ کرنے کا رویہ ان کی سیرت سے واضح ہوتا ہے [2]۔

شادی و اولاد: آپؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی، اور آپ کے چار بچے تھے: حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ، اور ام کلثومؓ۔ آپؓ کی زندگی میں اہل بیت کی محبت اور ان کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا۔

.مثالی ماں کی حیثیت: حضرت فاطمہؓ نے حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ، اور ام کلثومؓ جیسے عظیم بچوں کی پرورش کی، جو اسلام کی تاریخ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپؓ نے اپنے بچوں کو دین کی تعلیم، اخلاق، اور قربانی کا درس دیا۔ ماں کی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھانا خواتین کے لیے ان کی زندگی کا ایک اہم سبق ہے۔ [3]

وفات: حضرت فاطمہؓ کی وفات 632 عیسوی میں ہوئی، اور آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ کی شخصیت اور سیرت آج بھی مسلمانوں کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے، اور آپ ؓ کی تعلیمات کو یاد رکھا جاتا ہے [4]۔ آپؓ کی زندگی نے یہ سبق دیا کہ ایمان، صبر، اور قربانی کی اہمیت کیا ہے۔

---

[1] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، **سیرتِ سیدہ فاطمہ الزہراء**، مکتبہ دارالسلام، لاہور، 2010، ص277

[2] عبد الستار حماد، **صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو**، دارالسلام، لاہور، 2015 ، ص288

[3] طالب ہاشمی، **سیرت حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا**، البدر پبلیکیشنز لاہور، 2012، ص312

[4] مظفر علی الہ آباد، **سوانح فاطمۃ الزہرا** 1968، ص192

حضرت فاطمہؑ کی سیرت کا خاندان کی تعمیر وترقی میں نمایاں کردار کے پہلو

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں ایک مثالی نمونہ فراہم کرتی ہے۔ ان کی زندگی میں کئی ایسے پہلو ہیں جو ہمیں ایک مضبوط اور خوشحال خاندان کی تشکیل میں مدد دے سکتے ہیں۔

پہلے پہلو میں آپؑ کا کردار بیان کیا گیا ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے اپنی زندگی میں اپنے والد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو اپنایا اور ان کی مثال پر چلیں۔ وہ ایک بہترین بیٹی، بیوی اور ماں تھیں۔ ان کی سیرت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ خاندان میں محبت، احترام اور ایک دوسرے کی مدد کرنا کتنا اہم ہے۔ مثال کے طور پر، جب حضرت علیؑ نے ان سے شادی کی، تو انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ایک دوسرے کی عزت کی، جو کہ ایک کامیاب ازدواجی زندگی کی بنیاد ہے۔[1]

دوسرے پہلو میں ان کا صبر واستقامت ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے مشکلات کا سامنا کیا، لیکن ہمیشہ اپنے خاندان کی خاطر ثابت قدم رہیں۔ یہ ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ مشکلات کے باوجود ہمیں اپنے خاندان کے لیے مضبوط رہنا چاہیے۔ ان کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ جب ان کے گھر میں فقر و تنگدستی کا سامنا تھا، تو انہوں نے کبھی بھی شکوہ نہیں کیا اور ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہیں۔[2]

تیسرا پہلو میں آپؑ کی تعلیم و تربیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں خصوصی توجہ دی۔ ان کے بچوں، خاص طور پر امام حسن اور امام حسینؑ کی تربیت میں ان کی کوششیں نمایاں ہیں۔ یہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ بچوں کی صحیح تربیت اور تعلیم خاندان کی بنیاد کو مضبوط کرتی ہے۔[3]

ان تمام پہلوؤں کے ذریعے، حضرت فاطمہؑ کی سیرت ہمیں ایک کامیاب خاندان کی تشکیل میں رہنمائی فراہم کرتی ہے اور ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ محبت، صبر، اور تعلیم و تربیت کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ان کی زندگی ہمارے لیے ایک مثال ہے کہ کس طرح ایک مضبوط خاندان کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔[4]

---

[1] **روضۃ الصفاء، محمد ابن خاوند شاہ،** منشی نول کشور، لکھنؤ، 1891ء، ص366

[2] مظفر علی خان الہ آباد، **سوانح فاطمۃ الزہرا** 1968ء، ص202

[3] **مدارج النبوۃ،** ص ندارد

[4] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، **سیرتِ سیدہ فاطمہ الزہراء،** مکتبہ دارالسلام، لاہور، 2010، ص 281

حضرت اسما بنت ابی بکرؓ

حضرت اسما بنت ابی بکرؓ اسلامی تاریخ کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ آپؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی اور حضرت محمد ﷺ کی قریبی سا تھی تھیں۔ آپ کا لقب "ذاتی النطاقین" ہے، جس کا مطلب ہے "دو کمروں والی"۔ یہ لقب اس لیے دیا گیا کیونکہ آپ نے ہجرت ک ے دوران اپنے دو کمروں کی بیلٹ کو کاٹ کر اپنے والد کے لیے کھانے اور پانی کی چیزیں چھپانے کے لیے استعمال کیا[1]۔

سیرت: پیدائش اور بچپن: حضرت اسماؓ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام قتیلہ تھا اور آپ کی والدہ بھی ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

ہجرت: جب مسلمانوں کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنی پڑی، تو حضرت اسماؓ نے اپنے والد حضرت ابو بکرؓ کی مدد کی۔ آپ نے اپنے گھر میں خفیہ جگہ بنائی تاکہ آپ کے والد اور حضرت محمد ﷺ کو وہاں سے مدینہ جانے میں مدد مل سکے۔[2]

شادی: آپ کی شادی حضرت زبیر بن العوامؓ سے ہوئی، جو اسلامی تاریخ کے مشہور صحابی ہیں۔ ان کے ساتھ آپ نے ایک خوشحال زندگی گزاری اور ان کے ساتھ کئی بچے بھی ہوئے۔[3]

علم و فضل: حضرت اسماؓ کو علم و فضل میں بھی خاص مقام حاصل تھا۔ آپ نے نہ صرف اپنی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو اپنایا بلکہ اپنی اولاد کو بھی ان کی تربیت میں خاص توجہ دی۔[4]

وفات: حضرت اسما بنت ابی بکرؓ کی وفات 73 ہجری میں ہوئی۔ آپ کی زندگی اسلامی تاریخ میں ایک مثالی نمونہ کے طور پر یاد کی جاتی ہے۔

---

[1]: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، کتاب: **حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی حیات و خدمات**، : ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور 2005، ص 266

[2]، حافظ ابن عبد البر، **الاستیعاب**، دار الجیل، بیروت سے 1992ء، باب النساء، باب الالف 3259، أسماء بنت ابی، ص 345، ج 4

[3] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی حیات و خدمات**، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور 2005، ص 275

[4] **طبری** 3/246 ، ندارد

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی جرات، قیادت اور ایمانی غیرت کی مثال: حضرت اسماءؓ کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہونے والے پہلے مہاجر بچے تھے۔ انہوں نے بچپن سے ہی جرات، شجاعت اور قیادت کے اوصاف اپنائے، جو ان کی والدہ کی بہترین تربیت کا نتیجہ تھے۔

جب عبد اللہ بن زبیرؓ خلافت کے دعویدار بنے اور حجاج بن یوسف کے ظلم کا سامنا کیا تو وہ ثابت قدم رہے۔ جب ان کی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس آئے اور مشورہ مانگا تو انہوں نے فرمایا:

"بیٹا! اگر تم حق پر ہو تو جمے رہو، کیونکہ شہادت کوئی عیب نہیں، اور اگر تمہارا مقصد دنیاوی فائدہ ہے تو تم بہت ہی برا انجام پاؤ گے۔[1]"

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنی والدہ کی بات پر عمل کرتے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے اور شہادت کو گلے لگایا۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ کا علم و فقہ کے ستون: حضرت اسماءؓ کے دوسرے بیٹے حضرت عروہ بن زبیرؓ اسلامی تاریخ میں مشہور فقیہ اور محدث تھے۔ آپؒ مدینہ کے جلیل القدر فقہاء میں شمار ہوتے ہیں اور ان کی روایات کو امام بخاری و امام مسلم نے اپنی کتب میں شامل کیا ہے۔

حضرت اسماءؓ نے انہیں دینی علم کے ساتھ ساتھ صبر اور توکل کی تعلیم دی۔ ایک بار جب ان کا پاؤں بیماری کی وجہ سے کاٹنا پڑا تو انہوں نے صبر کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔[2]

حضرت اسماءؓ کی تربیت کے نمایاں پہلو

ایمانی غیرت: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو ظلم کے خلاف ڈٹ جانے کی تربیت دی۔
علم اور عبادت: حضرت عروہ بن زبیرؓ کو فقہ اور حدیث کے علوم سکھائے۔
صبر و استقامت: خود بھی صبر کی مثال بنیں اور اپنی اولاد کو بھی سکھایا۔

---

[1] ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، ص328، ج4

[2] ابن ہشام، **السیرۃ النبویۃ**، ص225، ج4

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی تربیت نے اسلامی تاریخ میں دو عظیم شخصیات کو پروان چڑھایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، جو شجاعت و قیادت کی علامت بنے۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ، جو علم و فقہ کے ستون بنے۔[1]

یہ ثابت کرتا ہے کہ ماؤں کی تربیت ہی ایک مضبوط اور باوقار اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔

حضرت اسما بنت ابی بکرؓ کی سیرت میں خاندان کی تشکیل و تعمیر کے حوالے سے نمایاں پہلو:

حضرت اسما بنت ابی بکرؓ کی سیرت میں خاندان کی تشکیل و تعمیر کے حوالے سے کئی اہم پہلو موجود ہیں جن سے ہم استفادہ کر سکتے ہیں۔ ان کی زندگی میں چند نمایاں خصوصیات ہیں جو خاندان کی مضبوطی اور استحکام میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

پہلا پہلو آپؓ کی وفاداری اور قربانی کا ہے۔ حضرت اسماؓ نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حمایت کی اور ہجرت کے دوران ان کا ساتھ دیا۔ یہ وفاداری خاندان کے افراد کے درمیان مضبوط تعلقات کی علامت ہے۔[2] مثال کے طور پر، جب حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ مکہ سے مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو حضرت اسماؓ نے ان کی مدد کی اور خوراک فراہم کی۔ اس طرح کی قربانی اور وفاداری خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کے قریب لاتی ہے۔[3]

دوسرا پہلو آپؓ کی علم و حکمت کا ہے۔ حضرت اسماؓ نے اپنی زندگی میں علم حاصل کیا اور اس کا استعمال اپنے خاندان کی بہتری کے لیے کیا۔ ان کی تعلیمات اور تجربات نے نہ صرف ان کے بچوں کی تربیت میں مدد کی بلکہ انہوں نے دیگر خواتین کے لیے بھی ایک مثال قائم کی۔ وہ ایک ماں کی حیثیت سے اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے میں کامیاب رہیں۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ علم کا حصول اور اس کا عملی استعمال خاندان کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔[4]

---

[1] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، کتاب: **حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی حیات و خدمات**، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور 2005، ص 281

[3] ابن سعد، "**الطبقات ابن سعد**"، صفحہ 145، ج 8

[4] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی حیات و خدمات**، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، 2005، ص 288

تیسرا پہلو آپؓ کی صبر و استقامت کا ہے۔ حضرت اسماؓ نے مختلف مشکلات کا سامنا کیا، لیکن کبھی ہمت نہیں ہاری۔ ان کی یہ خصوصیت خاندان کے افراد کو مشکلات کا سامنا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ جب خاندان کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چیلنجز کا سامنا کرتے ہیں تو ان کے تعلقات مزید مضبوط ہوتے ہیں۔[1]

ان تمام پہلوؤں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت اسما بنت ابی بکرؓ کی سیرت سے ہم خاندان کی تشکیل و تعمیر میں کئی اہم سبق حاصل کر سکتے ہیں، جیسے وفاداری، علم کی اہمیت، اور صبر و استقامت وغیرہ۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ آپ کا تعلق قریش کے معروف خاندان سے تھا، اور آپ کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب تھا۔ آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی اور آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ اسی شہر میں گزرا۔[2]

سیرت و کردار: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایک بہادر اور باہمت خاتون تھیں۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور اس دین کی خاطر اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ آپ کی شجاعت اور عزم وہمت کی مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں۔ آپ نے کئی جنگوں میں حصہ لیا اور اپنے خاندان کے ساتھ مل کر اسلام کی راہ میں مشکلات کا سامنا کیا۔[3]

خصوصیات: آپؓ کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے اپنے بیٹے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی تربیت میں خاص توجہ دی، جو بعد میں ایک عظیم صحابی بنے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایمان کی راہ میں مشکلات کا سامنا کرنا اور اپنے اصولوں پر قائم رہنا کتنا اہم ہے۔ آپؓ کی زندگی میں شجاعت، وفاداری، اور دین کی خدمت کی اعلیٰ مثالیں موجود ہیں، جو ہمیں ان کی سیرت سے ملتی ہیں۔[4]

---

[1] ابن حجر، "**الإصابة في تمييز الصحابة**"، صفحہ 146، ج4

[2] پروفیسر عبد الرحمٰن عباسی، **حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ: سیرت و کردارر**، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2015، ص115

[3] شرح العلامۃ الزرقانی ،**ذکر بعض مناقب العباس**، ص490، ج4

[4] اصابہ 8/128

وفات: آپؓ کی وفات کی تاریخ 20 ہجری میں ہوئی، اور آپ کو مدینہ میں دفن کیا گیا۔

حضرت صفیہ ؓ کی سیرت سے خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کی رہنمائی

حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ کی سیرت سے خاندان کی تشکیل و تعمیر میں کئی اہم اسباق حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ان کی زندگی میں کئی ایسے پہلو ہیں جو خاندانی اقدار، محبت، اور باہمی تعاون کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

پہلا پہلو یہ ہے کہ حضرت صفیہؓ نے اپنی زندگی میں ہمیشہ اپنے خاندان کی حمایت کی۔ ان کا اپنے بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ محبت اور احترام کا رویہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ خاندان کی تشکیل میں ایک دوسرے کی مدد اور حمایت کی کتنی اہمیت ہے۔ مثال کے طور پر، جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں مشکلات کا سامنا تھا، تو حضرت صفیہؓ نے ہمیشہ ان کی حمایت کی۔ یہ ایک مثال ہے کہ کس طرح خاندان کے افراد ایک دوسرے کے لیے مضبوطی کا سبب بن سکتے ہیں۔[1]

دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت صفیہؓ نے اپنی بہنوں اور دیگر خواتین کے حقوق کی حفاظت کی۔ وہ ایک مضبوط اور باہمی تعاون کی مثال قائم کرتی ہیں، جو خاندان کی تعمیر میں خواتین کے کردار کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ ان کی زندگی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاندان میں خواتین کو بھی اہمیت دی جانی چاہیے اور ان کی رائے اور احساسات کا احترام کیا جانا چاہیے[2]۔

تیسرا پہلو حضرت صفیہؓ نے اپنے خاندان کی محبت اور اتحاد کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ ان کا اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ دوستانہ اور محبت بھرا رویہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ خاندان میں محبت اور تعاون کا ہونا ضروری ہے تاکہ ایک مضبوط بنیاد قائم کی جاسکے[3]۔

چوتھا پہلو حضرت صفیہؓ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ وہ ایک مثالی ماں تھیں جو اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت دیتی تھیں[4]۔ یہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ایک کامیاب خاندان کی تشکیل کے لیے بچوں کی صحیح تربیت اور تعلیم بہت

---

[1] بلاذری، احمد بن یحییٰ البلاذری، **انساب الأشراف**، سنہ 1417ھ (مطابق 1996ء) میں دار الفکر، بیروت،، ص ۱۹۴، ج 11

[2] ابن قتیبہ الدینوری، امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم **، المعارف**، ۱۹۹۲ مصری جنرل بک آرگنائزیشن (الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب)، قاہرہ، سن اشاعت: 1992ء (مطابق 1412ھ م، ص ۱۲۸.

3 پروفیسر عبد الرحمٰن عباس، **حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ: سیرت و کردارر**، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2015، ص 329

[4] ابن کثیر الدمشقی، **البدایہ والنہایہ**، ۱۴۰۷ق، ص ۱۰۵، ج ۷

اہم ہے۔

پانچواں پہلو: حضرت صفیہؓ نے مختلف مشکلات اور چیلنجز کا سامنا کیا، خاص طور پر جب ان کے خاندان کو مکہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کی استقامت اور صبر ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ مشکلات کے وقت خاندان کو ایک دوسرے کا سہارا بننا چاہیے اور صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے۔[1]

ان کی سیرت سے استفادہ کرتے ہوئے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک مضبوط خاندان کی تشکیل کے لیے محبت، تعاون، تعلیم، اور صبر کی ضرورت ہے۔ ان کی مثالیں ہمیں رہنمائی فراہم کرتی ہیں کہ کس طرح ہم اپنے خاندان کی بنیاد کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔

حضرت زینب بنت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت زینب بنت علیؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی ہیں، اور وہ نبی کریم ﷺ کی نواسی ہیں۔ حضرت زینبؓ کو علم و فضل اور تقویٰ کی وجہ سے بہت بلند مقام حاصل تھا۔[2]

نام و نسب: حضرت زینبؓ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا، جو کہ ان کی نانی حضرت خدیجہؓ کی بہن زینب کے نام پر تھا۔ آپ کا لقب "عقیلہ بنی ہاشم" (بنی ہاشم کی دانشمند خاتون) تھا۔

ولادت: حضرت زینبؓ کی ولادت 6 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ان کا بچپن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ تربیت گزرا، جہاں انہوں نے دین، صبر، اور تقویٰ کے اسباق سیکھے۔[3]

تعلیم و تربیت: آپؓ نے اپنے والد حضرت علیؓ اور والدہ حضرت فاطمہؓ سے دین کا علم حاصل کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت میں رہ کر اعلیٰ کردار اور اخلاق سیکھے۔

نکاح و اولاد: حضرت زینبؓ کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ سے ہوا، جو کہ اپنی سخاوت اور نیکوکاری میں مشہور تھے۔ ان کے دو بیٹے محمد اور عون، کربلا میں شہید ہوئے۔[4]

---

[1] عبد الستار حماد، **صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو**، دار السلام، لاہور، 2015، ص 553

[2] مولانا محمد یوسف اصلاحی، **سیرتِ سیدہ زینب بنت علیؓ**، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2012، ص 456

[3] کحّالہ، **أعلام النساء**، 2008، ص 91، ج 2

[4] شریف القرشی، **السیدہ زینب**، 1422ھ، ص 39

حضرت زینبؓ کے اوصاف

شجاعت: حضرت زینبؓ نے دین کی سربلندی کے لیے شجاعت کی بے مثال داستان رقم کی اور ظلم کے خلاف اپنی آواز بلند کی۔

خطابت: حضرت زینبؓ کی خطابت اور فصاحت نے لوگوں کے دلوں کو جھنجھوڑ دیا اور یزید کی حکومت کی حقیقت کو بے نقاب کیا۔

صبر واستقامت: آپؓ کا صبر اہل بیت کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ واقعہ کربلا کے بعد بھی آپ نے اللہ پر توکل اور صبر کا مظاہرہ کیا۔

وفات: حضرت زینبؓ کی وفات کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ زیادہ مشہور روایت کے مطابق آپ کی وفات 62 ہجری میں دمشق یا مدینہ منورہ میں ہوئی[1]۔

سیرت و کردار: حضرت زینبؓ کی زندگی میں کئی اہم واقعات پیش آئے، جن میں سب سے نمایاں واقعہ کربلا کا ہے۔ کربلا کے معرکے میں، جب یزید کے لشکر نے امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا، تو حضرت زینبؓ نے اپنی بہن زینبؓ کی حیثیت سے نہ صرف اپنے خاندان کی حمایت کی بلکہ انہوں نے یزید کے ظلم کے خلاف آواز بھی بلند کی۔[2]

خطبات: کربلا کے بعد، حضرت زینبؓ کو اسیر بنا کر کوفہ اور پھر شام لے جایا گیا۔ وہاں بھی انہوں نے یزید کی ظالم حکومت کے خلاف خطبات دیے اور حق کی آواز بلند کی۔ ان کے خطبات نے لوگوں کو بیدار کیا اور یزید کی حکومت کے خلاف نفرت کو بڑھایا[3]۔

خصوصیات: حضرت زینبؓ کی سیرت میں صبر، استقامت، علم، اور قیادت کی خصوصیات نمایاں ہیں۔ انہیں "عقیلہ بنی ہاشم" بھی کہا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے "بنی ہاشم کی عقلمند خاتون"[4]۔

وفات: ان کی وفات 62 ہجری میں ہوئی اور ان کی قبر شام کے شہر دمشق میں ہے۔

---

[1] کحالہ، **اعلام النساء**، 2002، ص 91، ج2

[2] ابن عساکر، **اعلام النساء**، ص190، ریاحین الشریعہ، ص41، ج3

[3] ابن عساکر، **اعلام النساء**، ص190، ریاحین الشریعہ، ص45، ج3

[4] مولانا محمد یوسف اصلاحی، **سیرتِ سیدہ زینب بنت علیؓ**، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2012، ص 461

حضرت زینبؑ کی سیرت خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کے لئے مثالی نمونہ

حضرت زینب بنت علیؑ کی سیرت خاندان کی تشکیل و تعمیر میں ایک مثالی نمونہ پیش کرتی ہے۔ ان کی زندگی میں کئی ایسی خصوصیات اور واقعات ہیں جو ہمیں خاندان کی مضبوطی، اخلاقیات، اور باہمی محبت کی اہمیت سکھاتے ہیں۔ جس کے مختلف پہلو درج ذیل ہیں۔

پہلا پہلو میں ان کی قیادت کا ذکر ہے۔ حضرت زینبؑ نے کربلا کے واقعے کے بعد اپنی بہن اور بھائیوں کی حفاظت کی اور ان کی رہنمائی کی۔ انہوں نے اس مشکل وقت میں اپنی قوت ارادی اور صبر کا مظاہرہ کیا، جو کہ خاندان کی بنیاد کو مضبوط کرنے میں مددگار ثابت ہوا۔ ان کی یہ قیادت ہمیں سکھاتی ہے کہ مشکل حالات میں بھی خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کا سہارا بننا چاہیے۔[1]

دوسرا پہلو میں آپؑ کی علم و حکمت بیان کی گئی ہے۔ حضرت زینبؑ نے ہمیشہ علم کی روشنی میں فیصلے کیے اور اپنی باتوں سے لوگوں کو متاثر کیا۔ ان کی تقریریں اور خطبات نے لوگوں کو حق و انصاف کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خاندان میں علم و حکمت کا ہونا ضروری ہے تاکہ نسلیں صحیح راستے پر چل سکیں[2]۔

تیسرا پہلو میں ان کی محبت و شفقت کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت زینبؑ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ محبت اور شفقت کا مظاہرہ کیا، چاہے وہ اپنے والدین ہوں، بھائی یا بہنیں۔ ان کی یہ محبت خاندان کے افراد کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرتی ہے اور ایک خوشحال ماحول فراہم کرتی ہے۔[3]

حضرت زینبؑ کی زندگی کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ کس طرح ایک مضبوط خاندان کی تشکیل میں قیادت، علم، اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی سیرت سے استفادہ کرتے ہوئے ہم اپنے خاندان کی بنیاد کو مضبوط بنا سکتے ہیں اور ایک خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں ۔ حضرت[4] زینبؑ کی زندگی ہمیں سیکھنے کو ملتا ہے کس طرح حق کے لئے آواز بلند کرنی، صبر و استقامت دکھانا، اور علم و حکمت کا استعما ل کرنا ہے۔

---

[1] ابن اثیر، **أسد الغابة**، 1409ھ، ص،132، ج6

[2] نور الدین جزائری، **الخصائصة الزینبیة**، دار الکتب العلمیہ، ص52-53

[3] شریف القرشی، **السیدہ زینب**، 1422 دار الکتب العلمیہ ھ، ص39-44

[4] سید محمد حسین زیدی البرسی، **علی کی بیٹی**، بسم اللہ پبلیکیشنز جعفریہ کالونی، لاہور، 2007، ص335

خاندان کی تعمیر میں ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ کا کردار

خاندان کی تعمیر میں ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ کا کردار نہایت اہم اور نمایاں ہے۔ ان عظیم خواتین نے عملی طور پر اپنے خاندانوں کی تربیت کی، اسلام کے اصولوں کو اپنایا، اور اپنی زندگیوں کے ذریعے امت مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنیں۔ ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ نے اپنے کردار، قربانی، اور صبر کے ذریعے خاندان کی تعمیر کے لیے ایسی مثالیں قائم کیں، جو رہتی دنیا تک امت مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ان کی زندگیاں یہ درس دیتی ہیں کہ ایمان، محبت، عدل، قربانی، اور تربیت کے ذریعے مضبوط خاندان کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے[1]۔ان کے کردار کو واقعات اور مثالوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ جس سے مدد لے کر ایک پر سکون اور خوشحال خاندان کی تعمیر کی جاسکتی ہے۔

- **اعتماد اور قربانی کی مثال:** حضرت خدیجہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ہونے کے ناطے نہ صرف آپ ﷺ کا ساتھ دیا بلکہ خاندان کی بنیاد کو مضبوط کیا۔جب رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور فرمایا"اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ ﷺ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، بے سہارا کی مدد کرتے ہیں، اور سچ بولتے ہیں"۔[2]حضرت خدیجہؓ نے اپنی زندگی اور مال کو دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر دیا۔ آپؓ کی زندگی سے سبق ملتا ہے کہ شریکِ حیات کو ایسا سکون اور ماحول فراہم کرنا چاہیے جو ان کی روحانی اور ذہنی نشوونما میں مددگار ہو۔ ازدواجی زندگی میں دین کو اولیت دینا خاندان کو برکت اور استحکام عطا کرتا ہے[3]۔

حضرت خدیجہؓ کی زندگی اعتماد، قربانی اور مثالی زوجیت کی روشن مثال ہے، جنہوں نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے مشنِ نبوت پر کامل یقین کا اظہار کیا بلکہ اپنے عملی کردار، دلجوئی اور مال و جان کی بے لوث قربانی کے ذریعے خاندان اور دین کی بنیاد کو مضبوط کیا۔ پہلی وحی کے موقع پر آپؓ کا نبی کریم ﷺ کو حوصلہ دینا اور اخلاقِ نبوی کو دلیل بنا کر تسلی دینا واضح کرتا ہے کہ ایک صالح بیوی اپنے شوہر کی روحانی اور نفسیاتی تقویت کے لیے کتنا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ آپؓ نے اپنی تمام تر آسائشات چھوڑ کر دینِ اسلام کی سربلندی

---

[1] ابن عساکر، **اعلام النسا**، ص190؛ ریاحین الشریعہ،، ص،41،ج3

[2] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر4953

[3] عائشہ عبدالرحمن، **النسآ فی عصر النبوۃ**(بنت الشاطی)دار العرفہ،بیروت،ص333

کو ترجیح دی، جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں دینی اقدار، اعتماد، ایثار اور باہمی تعاون کو بنیاد بنایا جائے تو خاندان نہ صرف سکون وبرکت کا مرکز بن جاتا ہے بلکہ معاشرے میں اعلیٰ اخلاق اور پائیدار کردار کی مضبوط عمارت بھی کھڑی ہوتی ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی ازدواجی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ ایک کامیاب اور مثالی ازدواجی تعلقات کے لیے محبت، اعتماد، قربانی، اور دین سے لگاؤ ضروری ہے۔ اگر شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے لیے سہارا بنیں اور مشکلات کا صبر کے ساتھ سامنا کریں، تو خاندان نہ صرف مضبوط ہوگا بلکہ دوسروں کے لیے بھی نمونہ بنے گا۔[1]

- **حضرت خدیجہؓ کی مثالی ازدواجی زندگی اور تعاون:** حضرت خدیجہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی نہ صرف ازدواجی زندگی میں سکون فراہم کیا بلکہ مالی اور اخلاقی مدد بھی کی۔

جب نبی ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کہا:

"اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور حق کے کاموں میں مدد دیتے ہیں۔[2] "

ان کی حکمت، دانشمندی اور خاندانی استحکام کی مثال خواتین کے لئے مشعل راہ ہے۔

- **حضرت عائشہؓ علم کی بنیاد پر خاندان کی تعمیر:** حضرت عائشہؓ کی شخصیت اور زندگی علم، حکمت، اور خاندان کی تعمیر کے حوالے سے اسلامی تاریخ میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ آپؓ نے اپنی علمی بصیرت اور حکمت کے ذریعے نہ صرف اپنی ازدواجی زندگی کو مثالی بنایا بلکہ امتِ مسلمہ کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ بنیں۔ حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم معلمہ بھی تھیں۔ آپؓ نے خاندان اور امت کی علمی تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپؓ نے دین کے کئی اہم مسائل میں صحابہؓ کی رہنمائی کی۔[3]

---

[1] علامہ شبلی نعمانی، **سیرتِ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ**: مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2005، ص 524

[2] **صحیح البخاری**، حدیث 4953

[3] مولانا محمد یوسف کاندھلوی، **ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حیات وخدمات**، مکتبہ دار السلام، لاہور 2010، ص 335

حضرت عائشہؓ علم کے میدان میں ممتاز تھیں اور آپؓ کو نبی اکرم ﷺ کے قریبی صحابہ اور صحابیاتؓ بھی رہنمائی کے لیے رجوع کرتے تھے۔ آپؓ نے 2210 احادیث روایت کیں، جو خاندان، عبادات، اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اہم رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دین کا نصف حصہ عائشہؓ سے سیکھو"۔

حضرت عائشہؓ: علم و تربیت کا مرکز: حضرت عائشہؓ نے خاندانی اور معاشرتی تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ سے 2200 سے زائد احادیث مروی ہیں، جن میں سے کئی نکاح، ازدواجی تعلقات، اور گھریلو زندگی کے اصولوں سے متعلق ہیں۔

کئی صحابہؓ آپ سے فقہ و حدیث سیکھنے آتے، اور آپ نے گھریلو زندگی کے اسلامی اصولوں کو اجاگر کیا۔[1]

حضرت عائشہؓ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ علم اور حکمت خاندان کی تعمیر کی بنیاد ہیں۔ خواتین کا تعلیم یافتہ ہونا نہ صرف ایک مضبوط خاندان بلکہ ایک بہتر معاشرے کی تشکیل کے لیے بھی ضروری ہے۔ علم کا حصول اور اسے دوسروں تک پہنچانا خاندان کی تعمیر اور رہنمائی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ خواتین کی تعلیم خاندان کی اصلاح اور تعمیر کے لیے ضروری ہے۔ حضرت عائشہؓ کا نمونہ ہر مسلمان عورت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے کہ وہ علم کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے اور اس سے اپنے خاندان کو مضبوط کریں۔

حضرت زینبؓ بنت جحش: غریبوں کی سرپرستی حضرت زینبؓ صدقہ و خیرات میں مشہور تھیں اور انہوں نے خاندان کے کمزور افراد کی مدد میں ہمیشہ سبقت لی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں" دستکار خاتون "کا لقب دیا، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے مستحقین کی مدد کرتی تھیں۔[2]

حضرت ام سلیمؓ: بچوں کی اسلامی تربیت: حضرت ام سلیمؓ نے اپنے بیٹے حضرت انسؓ کو نبی کریم ﷺ کے پاس چھوڑ دیا تاکہ وہ آپ سے براہِ راست دین سیکھیں۔[3]

---

[1] **صحیح البخاری**، کتاب العلم، حدیث 103

[2] **مسند احمد**، حدیث 27589

[3] **صحیح مسلم**، حدیث 2481

انہوں نے گھریلو تربیت اور دینی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

ان کے بیٹے حضرت انسؓ نے نبی ﷺ سے 2200 سے زائد احادیث روایت کیں۔

- **حضرت ام سلمہؓ :مشاورت اور حکمت کی مثال:**حضرت ام سلمہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے اہم مواقع پر بہترین مشورے دیے، جو ان کی حکمت اور دور اندیشی کو ظاہر کرتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر، جب صحابہ کرامؓ نے قربانی کرتے وقت جب نبی اکرم ﷺ کے حکم پر فوری عمل کرنے میں تاخیر کی، تو آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے تجویز دی کہ آپ ﷺ خود قربانی کریں اور سر منڈوالیں۔ اس حکمت عملی نے صحابہ کو فوری عمل کرنے پر آمادہ کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ازدواجی تعلقات میں ہمیشہ مشاورت اور ادب کا مظاہرہ کیا۔[1]

حضرت ام سلمہؓ کی زندگی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ مشاورت اور حکمت خاندان اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے بنیادی اصول ہیں۔ شوہر اور بیوی کے درمیان مشاورت باہمی احترام کو بڑھاتی ہے اور فیصلے کرنے میں مدد دیتی ہے۔ خاندان اور معاشرتی مسائل میں مشاورت رشتوں کو مضبوط اور معاملات کو آسان بناتی ہے۔ ان کا عملی نمونہ آج کے دور میں ہر خاندان کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ مشاورت کے ذریعے باہمی احترام اور حکمت کے ساتھ فیصلے کرنے سے نہ صرف رشتے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ معاشرہ بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔

- **حضرت فاطمہؓ کی سادگی اور مثالی ازدواجی زندگی:**حضرت فاطمہؓ کی زندگی سادگی، صبر، اور شکر سے بھرپور تھی۔

حضرت علیؓ کے ساتھ ان کا ازدواجی تعلق محبت، ایثار، اور دین کی خدمت پر مبنی تھا۔ آپ خود گھر کے کام کاج کرتی تھیں اور خاندانی زندگی میں صبر اور قناعت کا درس دیا۔[2]

- **مثالی ماں اور بیوی:**حضرت فاطمہؓ نبی کریمؐ کی پیاری اور لاڈلی بیٹی تھیں اور آپؓ ایک مثالی بیوی اور ماں کے طور پر جانی جاتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکاح کے بعد آپؓ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی زندگی سادگی اور قناعت کی اعلیٰ مثال تھی۔ شادی کے موقع پر حضرت علیؓ کے پاس مال و دولت نہیں تھی، لیکن نبی

---

[1] مولانا محمد ادریس کاندھلوی ،**امہات المؤمنین**، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2004، ص 413

[2] **سنن ابن ماجہ**، کتاب النکاح، حدیث 1977

اکرم ﷺ نے ان کی مختصر استطاعت کو قبول کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے کبھی مادی خواہشات کا اظہار نہیں کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے مشکل حالات میں بھی صبر اور شکر کا دامن نہیں چھوڑا۔ زندگی میں کبھی غربت کی شکایت نہیں کی، بلکہ ہمیشہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا۔[1]

حضرت فاطمہؓ کی زندگی دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق تھی۔ آپؓ نے اپنے بچوں حضرت حسنؓ و حسینؓ کی بہترین تربیت کی، جس کے اثرات کربلا کے میدان میں ظاہر ہوئے۔[2] آپؓ نے اپنی اولاد کی تربیت دین اسلام کے مطابق کی۔ ازدواجی زندگی میں دین کو ترجیح دینا نہ صرف خاندان کو مضبوط کرتا ہے بلکہ آئندہ نسلوں کی تربیت بھی کرتا ہے۔

آپؓ کی زندگی سے سبق ملتا ہے کہ ازدواجی زندگی کا استحکام دولت پر نہیں بلکہ محبت اور قناعت پر منحصر ہوتا ہے۔ اور ازدواجی زندگی میں دین کو ترجیح دینا نہ صرف خاندان کو مضبوط کرتا ہے بلکہ آئندہ نسلوں کی تربیت بھی کرتا ہے۔[3]

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ: قربانی اور جرات: جب نبی کریم ﷺ ہجرت کے وقت غارِ ثور میں تھے، تو حضرت اسماءؓ کھانے اور ضروری سامان کا انتظام کرتی تھیں۔ آپؓ اپنے خاندان کی قربانی اور دین کی خدمت میں سبقت لینے کی مثال تھیں[4]۔

- **حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ: مشکلات میں صبر اور قربانی:** حضرت اسماءؓ نے اپنے خاندان کی تعمیر میں صبر اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ ہجرت کے موقع پر آپؓ نے اپنے والد حضرت ابو بکرؓ اور نبی کریمؐ کے لیے زادِ راہ فراہم کیا اور ان کی مدد کی۔[5]

- **دین کی خدمت میں تعاون:** حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے دینِ اسلام کی خدمت میں عظیم کردار ادا کیا۔ ان کی زندگی قربانی، شجاعت، اور تعاون کی بہترین مثال ہے۔ حضرت اسماءؓ نے مختلف مواقع پر نبی اکرم ﷺ، اپنے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ، اور اسلام کی سربلندی کے لیے بے مثال تعاون کیا۔ حضرت اسماءؓ نے ہجرتِ نبوی کے موقع پر نہایت بہادری اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ آپؓ نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لیے غارِ ثور میں کھانا اور دیگر ضروری سامان پہنچایا۔ یہ کام نہایت

---

[1] مولانا محمد اشرف علی تھانوی، **تحفہ العروس**، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص266

[2] ابن کثیر، **البدایہ و النہایہ**، صفحہ 20931، ج8

[3] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، **سیرت سیدہ فاطمہ الزہراء**: مکتبہ دارالسلام، لاہور، 2010، ص288

[4] **صحیح البخاری**، حدیث 3905

[5] ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، ص665

خطرناک تھا، مگر آپؓ نے اسے بغیر خوف کے انجام دیا۔ ایک اور واقعہ ہے کہ آپؓ نے ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کی مدد کر کے دین کی خدمت کی اور خاندان کے لیے قربانی دی۔ محدثین لکھتے ہیں کہ ہجرت کے وقت آپؓ نے نبی کریم ﷺ اور اپنے والد کے لیے زادِ راہ فراہم کیا، جس پر آپؓ کو" ذات النطاقین "کا لقب ملا۔[1]

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی زندگی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ دین کی خدمت کے لیے ہر طرح کی قربانی، بہادری، اور تعاون ضروری ہیں۔ آپؓ کا کردار آج کے مسلمانوں کے لیے ایک عظیم نمونہ ہے کہ وہ بھی دین کی سربلندی کے لیے اپنی زندگی کے ہر پہلو کو وقف کریں اور صبر و استقامت کے ساتھ دین کا ساتھ دیں۔ دین کی خدمت میں خاندان کے افراد کو شامل کریں۔ دین کی خدمت میں دوسروں کی مدد اور ان کے لیے سہولت پیدا کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کریں۔[2]

- **حضرت صفیہؓ کی بہادری:** حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی تھیں اور اپنی بہادری، شجاعت، اور اسلام کے لیے خدمات کی وجہ سے تاریخ میں منفرد مقام رکھتی ہیں۔ ان کی زندگی کے کئی واقعات اسلامی تاریخ میں بہادری اور جرات کی مثال کے طور پر بیان کیے جاتے ہیں۔ آپؓ کی بہادری کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب مدینہ منورہ پر قریش اور ان کے اتحادیوں نے حملہ کیا، تو خواتین اور بچوں کو ایک محفوظ قلعے میں رکھا گیا تھا۔ ایک یہودی جاسوس قلعے کی طرف آیا تاکہ مسلمانوں کی کمزوریوں کا پتہ لگائے۔ حضرت صفیہؓ نے اس خطرے کو بھانپ لیا اور خود تنہا اس جاسوس کو قتل کر کے قلعے کو محفوظ کیا۔[3]

حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ کی زندگی سے آج کی خواتین کو یہ سبق ملتا ہے کہ مشکل حالات میں صبر، حوصلہ، اور جرات کے ساتھ دین کا دفاع کرنا ایک مسلمان کا بنیادی فرض ہے۔ آج کے دور میں ان کی زندگی سے رہنمائی لے کر ہم بھی دین کی خدمت اور معاشرتی اصلاح میں اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔[4]

---

[1] ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، صفحہ ،127ج2

[2] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی حیات و خدمات**، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور 2005، ص334،

[3] ناصر بن سلیمان العمر، **مشکلات الاسرۃ وطرق علاجھا**، دار ابن الجوزی الیاض،2004، ص555

[4] پروفیسر عبد الرحمٰن عباس، **حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ: سیرت و کردار** : مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2015،، ص64

- **حضرت ام سلیمؓ کا بچوں کی اسلامی تربیت:** حضرت ام سلیمؓ نے اپنے بیٹے حضرت انسؓ کو نبی کریم ﷺ کے پاس چھوڑ دیا تاکہ وہ آپ سے براہِ راست دین سیکھیں۔

انہوں نے گھریلو تربیت اور دینی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔[1]

ان کے بیٹے حضرت انسؓ نے نبی ﷺ سے 2200 سے زائد احادیث روایت کیں۔

حضرت حفصہؓ بنت عمر: قرآن کی حفاظت: حضرت حفصہؓ کو قرآن کا حافظہ کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کے پاس حضرت ابو بکرؓ کے دور میں جمع کیا گیا اصل مصحف محفوظ تھا۔

ان کی یہ خدمت خاندانی اور دینی ورثے کی حفاظت کی ایک بڑی مثال ہے۔[2]

- **حضرت ام ایمنؓ: نبی کریم ﷺ کی رضاعی ماں:** آپ نے نبی کریم ﷺ کی پرورش کی اور مکہ و مدینہ میں ابتدائی اسلام کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا۔

آپؓ کی اولاد اسامہ بن زیدؓ بعد میں اسلامی فوج کے عظیم سپہ سالار بنے۔[3]

- **حضرت سودہؓ بنت زمعہ کی سادگی اور قناعت:** حضرت سودہؓ نے نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی میں سکون اور استحکام فراہم کیا۔

آپؓ انتہائی قناعت پسند تھیں اور دوسروں کی مدد کے لیے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی۔

- **حضرت رملہؓ بنت ابوسفیان (ام حبیبہؓ) کی دین کے لیے قربانی:** آپ نے اپنے شوہر کے مرتد ہونے کے بعد حبشہ میں دین پر ثابت قدمی کی اور نبی کریم ﷺ سے نکاح کیا۔[4]

---

[1] **صحیح مسلم**، حدیث 2481

[2] **فتح الباری شرح صحیح البخاری**، صفحہ 3226، ج9

[3] **سیر اعلام النبلاء**، صفحہ 223، ج2

[4]: **الاصابہ فی تمییز الصحابہ**،، صفحہ 100، ج8

ان کا صبر واستقلال خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔

- **حضرت خنساءؓ :اولاد کی تربیت کی مثال:** حضرت خنساءؓ کا ایمان نہایت پختہ تھا، اور انہوں نے اپنی اولاد کو بھی دین کی خدمت اور قربانی کے جذبے کے ساتھ پروان چڑھایا۔ آپؓ نے اپنی اولاد کو ایمان، حق کے دفاع، اور دین کے لیے جان دینے کا درس دیا۔ حضرت خنساءؓ نے اپنی اولاد کی ایسی تربیت کی کہ وہ اسلام کے لیے قربانی دینے کے جذبے سے سرشار ہو گئے۔ حضرت خنساءؓ کے چار بیٹے میدانِ قادسیہ میں شریک ہوئے، اور انہوں نے آپؓ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ جنگ پر روانگی سے قبل حضرت خنساءؓ نے اپنے بیٹوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا: "بیٹو! تم نے اسلام قبول کیا، اور اس کے حقائق کو پہچانا۔ جان لو کہ آخرت کی زندگی دنیا کی زندگی سے بہتر ہے۔ اگر تم نے اللہ کی راہ میں شہادت حاصل کی، تو تم کامیاب ہو گے[1]۔"

حضرت خنساء بنت عمروؓ کی زندگی اور ان کی اولاد کی تربیت آج کے والدین خصوصی ماؤں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپؓ نے اپنی اولاد کو دین کی محبت، قربانی، اور صبر کے ساتھ پروان چڑھایا، اور یہی تربیت ایک مسلمان خاندان کے لیے کامیابی کی بنیاد ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد میں دین کے اصولوں اور قربانی کے جذبے کو پروان چڑھائیں تاکہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکیں۔

---

[1] امام ابن جوزیؒ، **صفة الصفوہ**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ 85، ج2

فصل دوم

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرتِ صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں

مبحث اول

سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں قرآنی آیات کی روشنی میں

مبحث اول

سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ ﷺ کی روشنی میں

خاندان کی تشکیل وتعمیر میں سیرتِ صحابیات سے عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ صحابیات نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے دینی تعلیم حاصل کرتی تھیں بلکہ وہ گھر کے امور بھی بخوبی سرانجام دیتی تھیں اور دیگر معاشی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ عصرِ حاضر میں خواتین کے لیے اسوہ صحابیات سے بے شمار سیکھنے کی باتیں ہیں جن میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ خاندان کی تشکیل وتعمیر میں انہوں نے کیسا کردار ادا کیا۔ ذیل میں صحابیات کی زندگی سے مثالوں کے ذریعے یہ واضح کیا جارہاہے کہ آج کی خواتین اسوہ صحابیاتؓ سے خاندان کی تشکیل وتعمیر کے لیے کیسے استفادہ کرسکتیں ہیں۔

ا۔شوہر کی فرمانبرداری:

نیک عورت کی صفات میں سے ہے کہ وہ اپنے شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہے۔ اس کی ہر بات مانتی ہے۔ جس کام سے شوہر منع کردے اس کام سے رک جاتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی ایک نیک عورت کی اس صفت کو بیان کیا گیاہے۔

﴿فَٱلصَّٰلِحَٰتُ قَٰنِتَٰتٌ حَٰفِظَٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُ﴾[1]

ترجمہ:"پس نیک عورتیں اطاعت شعار ہوتی ہیں اور اللہ کی حفاظت کے باعث)شوہر کی غیر موجودگی میں (راز کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔"

قنوت کا معنی امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے بیان کیاہے کہ

القُنُوتُ: لزوم الطّاعة مع الخضوع[2]

یعنی قنوت ایسی اطاعت کو کہتے ہیں جس میں خضوع بھی ہو۔ پورے دل کے ساتھ شوہر کی بات مانی جائے۔ دل پر کسی بھی قسم کا بوجھ نہ محسوس ہو۔ اس کام سے بیزاری کا اظہار نہ ہو۔

صحابیات کا طرزِ عمل بھی ایسا ہی تھا کہ وہ اپنے شوہر کی بات کو پورے دل سے مانتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے بارے میں صحیح مسلم میں ایک مثال موجود ہے کہ کس طرح انہوں نے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر کے پاس ایک شخص کو

---

[1] سورۃ النساء:34

[2] الأصفهاني، أبو القاسم الحسين، **المفردات في غريب القرآن**، دار القلم، الدار الشامية- دمشق بيروت، الطبعة: الأولى-1412ھ، ص:684

سامانِ تجارت بیچنے کی اجازت نہیں دی۔ اس روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔

﴿أَنَّ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ عَبْدِ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ، أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ، قَالَتْ: إِنِّي إِنْ رَخَّصْتُ لَكَ أَبَى ذَاكَ الزُّبَيْرُ، فَتَعَالَ فَاطْلُبْ إِلَيَّ، وَالزُّبَيْرُ شَاهِدٌ، فَجَاءَ فَقَالَ: يَا أُمَّ عَبْدِ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ، فَقَالَتْ: مَا لَكَ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا دَارِي؟ فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ: مَا لَكِ أَنْ تَمْنَعِي رَجُلًا فَقِيرًا يَبِيعُ؟ فَكَانَ يَبِيعُ إِلَى أَنْ كَسَبَ﴾[1]

حضرت اسماء رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کے گھر کی دیوار کے ساتھ اپنا سودا بیچنا چاہتا ہوں۔ حضرت اسماء نے اسے کہا کہ اگر میں نے اپنی طرف سے تمہیں اجازت دے دی تو شاید حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ لگے لہٰذا تم اس وقت آنا جب زبیر گھر میں موجود ہوں۔ چنانچہ جب وہ شخص دوبارہ آیا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے اجازت دے دی تو وہ شخص وہاں اپنا سودا بیچنے لگا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنھا نے صرف اپنی طرف سے فیصلہ نہیں کیا بلکہ اپنے شوہر کا انتظار کیا کہ جب وہ کوئی فیصلہ کریں گے تو اسی پر عملدرآمد ہو گا۔ آج کی عورت کے لیے اس میں ایک انتہائی اہم سبق ہے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں کوئی بھی ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے شوہر کی ناراضگی کا امکان ہو۔ عصرِ حاضر میں چونکہ خواتین اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں لہٰذا خواتین کی اکثریت یہ سمجھنے لگتی ہے کہ اب وہ اپنے تمام فیصلوں میں آزاد ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ایک نیک عورت کبھی بھی اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر کوئی بھی کام نہیں کرتی۔

۲۔ شوہر کی خدمت کرنا:

اسوہ صحابیات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ اپنے شوہروں کی بہت خدمت کیا کرتی تھیں۔ شوہر کی خدمت ان کی اولین ترجیح تھی۔ غزوہ تبوک سے جب ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے تھے اور ان کی توبہ موٴخر ہو گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ حکم بھی دے دیا کہ وہ اپنی بیوی سے بھی علیحدگی اختیار کر لیں۔ اس پر ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائیں۔ صحیح بخاری میں آتا ہے۔

﴿قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَقَالَتْ: ((يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ لَا يَقْرَبْكِ﴾[2]

---

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، دار احیاء الکتب العربیۃ، القاھرۃ، کتاب السَّلَامِ، باب جَوَازِ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ إِذَا أَعْيَتْ فِي الطَّرِيقِ، ج:4، ص:1717، ح:2182

[2] **صحیح البخاری**، حدیث 4418، ص 3، ج 6

ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ میرے شوہر ایک کمزور اور بوڑھے انسان ہیں وہ اپنا خیال نہیں رکھ سکتے تو کیا آپ مجھے اس بات سے بھی منع کریں گے کہ میں ان کی خدمت کروں؟ تو نبی ﷺ نے ان سے کہا کہ نہیں تم ان کی خدمت کر سکتی ہو بس ان کے قریب نہ جانا(یعنی کوئی جسمانی تعلق قائم نہ کرنا)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابیات کا اپنے شوہر کی خدمت کرنے کا جذبہ کتنا زیادہ تھا۔ انہوں نے اس چیز کو بہانہ نہیں بنایا کہ اب تو اللہ کی طرف سے ایسا حکم آگیا ہے تو میرے لیے یہ رخصت ہے بلکہ وہ اللہ کا حکم آنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں اور شوہر کی خدمت کے لیے اجازت مانگی۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے وہ مسواک دھویا کرتی تھیں، ان کے بالوں میں کنگھی بھی کیا کرتی تھیں۔ سنن ابو داؤد میں آتا ہے۔

﴿عن عائشة أنَّها قالت: ((كان نبيُّ الله – صلى الله عليه وسلم – يَستاكُ فيُعطيني السِّواكَ لأغسلَه، فأبدأُ به فأستاكُ، ثمَّ أغسلُه وأدفعُه إليه﴾[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کر رہے ہوتے تھے اور مجھے دے دیتے کہ میں اسے دھو دوں۔ لیکن میں پہلے اسے اپنے منہ میں پھیرتی تھی پھر اسے دھو کر آپ کو واپس کر دیتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کو خوشبو بھی لگایا کرتی تھیں۔ سنن ابو داؤد میں آتا ہے:

عن عائشة قالت: كنتُ أُطيبُ رسولَ الله -صلَّى الله عليه وسلم- لإحرامِه قبل أن يُحرِمَ، ولإحلالِه قبلَ أن يَطُوفَ بالبيت[2]

رسول اللہ ﷺ جب احرام کھولتے تھے یا باندھتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا انہیں خوشبو لگایا کرتی تھیں۔

ان روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیوی کو ہمیشہ شوہر کی خدمت کے لیے حاضر رہنا چاہیے۔ خاندان کی تعمیر و تشکیل میں یہ انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کا خیال رکھنے والی ہو۔ اسے یہ بات پتہ ہو کہ شوہر کو کس وقت کس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ یہی بات ان کے تعلقات کو بہتر بناتی ہے اور اسی سے ایک گھر کی مضبوط بنیاد بنتی ہے۔ اس کے برعکس اگر بیوی اپنے شوہر کا خیال نہ رکھے اور اسے عزت نہ دے تو اس کے نہایت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس گھر میں بچوں کی اچھی تربیت نہیں ہو پاتی۔ اور گھر کے دیگر امور بھی درست طریقے سے سر انجام نہیں ہوتے۔

۳۔ معاشی معاملات میں شوہر کی مدد کرنا:

---

[1] أبو داود، سليمان بن الأشعث، **السنن**، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430ھ، كتاب الطهارة، باب في غسل السواک، ج:1، ص:39، ح:52

[2] **كتاب المناسك**، باب الطيب عند الإحرام، :، ح1745، ص 561، ج1

خاندان کی تعمیر میں یہ بھی انتہائی اہم بات ہے کہ شوہر کو مالی معاملات میں مدد فراہم کی جائے۔ اگر شوہر کی آمدن کم ہو اور بنیادی ضروریات پوری کرنے میں مشکل پیش آتی ہو تو بیوی کو چاہیے کہ وہ بھی کوئی ایسا کام شروع کرے جس سے مالی طور پر شوہر کو مدد مل سکے۔ صحابیات کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ معاشی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ مثلاً عطر کا کاروبار کرتی تھیں، کھیتوں میں بھی کام کرتی تھیں، جنگ میں زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں وغیرہ، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے۔

﴿قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: ((طُلِّقَتْ خَالَتِي، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا﴾[1]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی خالہ کو طلاق ہو گئی تو انہوں نے اپنے کھجوروں کی خبر لینا چاہی۔ اس پر ایک شخص نے ان کو ڈانٹا کہ وہ عدت کے دوران گھر سے باہر کیوں جا رہی ہیں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور کہا کہ تم ضرور جاؤ ہو سکتا ہے کہ تم اس میں سے کچھ صدقہ کر دو یا کوئی اور نیک کام سرانجام دے دو۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما کے بارے میں بھی آتا ہے کہ وہ گھر کے باہر کے امور میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ صحیح مسلم میں آتا ہے۔

﴿عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: ((تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ، غَيْرَ فَرَسِهِ، قَالَتْ: فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ، وَأَكْفِيهِ مَئُونَتَهُ وَأَسُوسُهُ وَأَدُقُّ النَّوَى لِنَاضِحِهِ، وَأَعْلِفُهُ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرُزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ، وَكَانَ يَخْبِزُ لِي جَارَاتٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، قَالَتْ: وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ قَالَتْ: فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَدَعَانِي، ثُمَّ قَالَ: «إِخْ إِخْ» لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، قَالَتْ: فَاسْتَحْيَيْتُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ: وَاللهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى عَلَى رَأْسِكِ أَشَدُّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ، قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ، بَعْدَ ذَلِكَ، بِخَادِمٍ فَكَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَتْنِي﴾[2]

---

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الطلاق، ح:1483، ص1121، ج2

[2] صحیح البخاری، ح5224،

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ میری زبیر سے شادی ہوئی تو نہ ان کی کوئی زمین تھی اور نہ ہی کوئی مال، البتہ ایک اونٹ تھا جو پانی لادنے کے کام آتا تھا اور ایک گھوڑا۔ میں خود گھوڑے کو چارہ ڈالتی اور پانی بھر کے لاتی، آٹا گوندھتی۔ مجھے روٹی پکانا نہ آتی تھی۔ انصار کی عورتیں، جو بڑی ہی مخلص تھیں، وہ مجھے روٹی پکا کے دے دیتیں۔ آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک قطعہ اراضی دے دیا تھا جو میرے گھر سے تین فرسخ کی مسافت پر تھا، میں وہاں جاتی اور کھجور کی گٹھلیاں چن کر لاتی۔ ایک دن میں گٹھلیاں لے کر آرہی تھی اور گٹھڑی میرے سر پر تھی کہ راستے میں آپ ﷺ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ ﷺ کے ساتھ انصار کی ایک جماعت بھی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور اونٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھوں۔ مجھے بیٹھنے سے حیا آئی اور زبیر کی غیرت کا خیال آیا۔ آپ ﷺ نے اس کو بھانپ لیا اور چل دیئے۔ میں نے گھر آکر سارا قصہ زبیر کو بتایا وہ کہنے لگے کہ تمہارا کھیت سے گٹھلیاں لانا مجھ پر بڑا گراں گزرتا ہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک خادم دے دیا جو گھوڑے کی تمام تر دیکھ بھال کرتا تھا۔ اس کے آنے کے بعد مجھے ایسا لگا کہ مجھے آزادی مل گئی ہو۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی معاشی معاملات میں مدد کر سکتی ہے۔ عورت کے باہر نکلنے میں حرج نہیں ہے اگر وہ ان تمام پابندیوں کا لحاظ رکھے جو شریعت نے اس پر عائد کی ہیں مثلاً نامحرم سے بلاوجہ بات نہ کرے، اگر بات کرنی ہو تو نرم لہجہ اختیار نہ کرے اور اپنے حجاب کا بھی پورا خیال رکھے۔

۴۔ جذباتی طور پر شوہر کو سہارا دینا:

ایک بہترین اور مثالی گھر کی بنیاد ایسے مضبوط ہوتی ہے کہ جب شوہر کو اپنی بیوی سے جذباتی طور پر سہارا چاہیے ہو تو بیوی اس کو اچھے الفاظ کے ساتھ تعاون فراہم کرے۔ اس کی حوصلہ افزائی کرے۔ اس کی ڈھارس بندھائے۔ اسے ایسے الفاظ کہے جس سے اس کے دل کو اطمینان پہنچے۔ جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اچھے الفاظ کے ذریعہ مطمئن کر دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اپنی کیفیت کا اظہار کیا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے جو الفاظ کہے وہ صحیح بخاری میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں۔

﴿كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ﴾[1]

---

[1] **صحیح البخاری**، کتاب بدء، ح:3، ص7، ج1

”اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو حسن اخلاق کے مالک ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ حق کا ساتھ دیتے ہیں۔“

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے جس طرح تحمل کا مظاہرہ کیا اور اپنے شوہر کو تسلی دی، اس میں آج کی عورت کے لیے ایک بہت اہم سبق ہے کہ جب بھی شوہر کو جذباتی طور پر اپنی بیوی کا سہارا چاہیے ہو تو بیوی کو تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ خود بھی پریشان ہو کر ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے شوہر کا دل مزید گھبرا جائے۔

ام سلیم رضی اللہ عنھا کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کے بیٹے کی وفات ہوئی تو انہوں نے کسی بھی قسم کا واویلا نہیں مچایا بلکہ انتہائی تحمل کا مظاہرہ کیا۔ صحیح بخاری میں آتا ہے۔

﴿عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارِ الصَّبِيَّ﴾[1]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیمار تھا اور وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ ان کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ جب واپس آ کر اپنی بیوی ام سلیم سے پوچھا کہ بیٹا کیسا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ پہلے سے زیادہ پرسکون حالت میں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے شوہر کو کھانا پیش کیا۔ اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ہمبستری بھی کی۔ اس کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنھا نے ان کو بیٹے کی وفات کی خبر دی اور اسے دفن کرنے کا کہا۔

ام سلیم رضی اللہ عنھا نے بیٹے کی وفات پر جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اس سے یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ اپنے شوہر کو تسلی دینے سے پہلے خود کو تحمل میں لانا ضروری ہے۔ دوسری بات یہ کہ جب شوہر گھر سے باہر ہو اور اس کے جانے کے بعد کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے تو وہ بات اپنے شوہر کو اس انداز سے بتائی جائے کہ وہ فوراً سے پریشان نہ ہو جائے۔ شوہر کے گھر آتے ہی اسے پریشان کن باتیں سنانا اور فریاد کرنے والا رویہ گھروں کے ماحول کو بگاڑ دیتا ہے۔

۵۔ اولاد کی دینی تربیت:

خاندان کی تشکیل و تعمیر اولاد کی بہترین تربیت پر ہوتی ہے۔ اولاد کو دنیاوی طور پر مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ ان کی دینی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ جب دینی تربیت کا فقدان ہوتا ہے تو اولاد صرف دنیا کے پیچھے بھاگتی ہے۔ انہیں زندگی کا

---

[1] **صحیح البخاری**، کتاب الْعَقِيقَةِ، ح:5470، ص84، ج7

اصل مقصد سمجھ نہیں آتا جس کی وجہ سے ان کا مقصد صرف پیسہ کمانا رہ جاتا ہے اور وہ حلال حرام کی تمیز بھی کھو بیٹھتے ہیں۔
صحابیات کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کی جس احسن انداز سے تربیت کی تو ان کی گود سے ایسی نسل پروان چڑھی جس نے آدھی سے زیادہ دنیا کو علم و معرفت، حق اور صداقت اور اخلاص وللّٰہیت سے بھر دیا۔
حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے متعلق تاریخ کی کتاب میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:
﴿وقال هشام بن عروة، عن أبيه قال: دخلت على أسماء أنا وعبد الله، قبل أن يقتل بعشر ليال، وإنها لوجعة، فقال لها عبد الله: كيف تجدينك؟قالت: وجعة. قال: إن في الموت لعافية. قالت: لعلك تشتهي موتي، فلا تفعل، وضحكت، وقالت: والله ما أشتهي أن أموت حتى يأتي علي أحد طرفيك، إما أن تقتل فأحتسبك، وإما أن تظفر فتقر عيني، وإياك أن تعرض علي خطة لا توافق، فتقبلها كراهية الموت﴾[1]
عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور عبد اللہ اپنی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور یہ عبد اللہ بن زبیر کی شہادت سے دس دن پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کی والدہ کو بخار تھا۔ عبد اللہ بن زبیر نے ان سے ان کی طبیعت کا پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ بیمار ہوں۔ عبد اللہ نے جواب دیا کہ موت میں عافیت ہے تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تم میری موت چاہتے ہو ایسا نہ کرو اور ساتھ ہی ہنس پڑیں اور کہنے لگیں کہ اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہیں مرنا چاہتی جب تک میں ان دو حالتوں میں سے ایک میں تمہیں نہ دیکھ لوں، یا تو تمہیں شہید کر دیا جائے اور میں اس پر ثواب کی نیت کر لوں یا تم کامیاب ہو کر لوٹو تو اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ یاد رکھنا کہ موت سے ڈرتے ہوئے دشمن کی جانب سے کسی پیشکش کو کبھی بھی قبول نہ کرنا۔
اس مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابیات کو اپنے بچوں کو دینی تربیت کی کتنی فکر تھی۔ ان کو اس بات کی فکر مندی ہوتی تھی کہ ان کی اولاد دنیاوی فائدے کے پیچھے اپنے دین کا نقصان نہ کر لیں۔ عصرِ حاضر میں خواتین کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی اولاد کو آخرت کے ابدی فائدوں کی حرص دلائیں نہ کہ دنیا کی عارضی زندگی کے فائدوں کے پیچھے انہیں لگائے رکھے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ نے بھی اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا تاکہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ رہ کر ان کی خدمت بھی کرے اور ان سے دینی تعلیم و تربیت بھی حاصل کرے، جیسا کہ صحیح مسلم میں روایت ہے۔
﴿حَدَّثَنَا أَنَسٌ، قَالَ: ((جَاءَتْ بِي أُمِّي أُمُّ أَنَسٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَزَّرَتْنِي بِنِصْفِ خِمَارِهَا، وَرَدَّتْنِي بِنِصْفِهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا أُنَيْسٌ ابْنِي، أَتَيْتُكَ بِهِ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللهَ لَهُ، فَقَالَ: اللهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ﴾[2]

---

[1] الذهبي، شمس الدين، **تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام**، دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، 2003م، ج:2، ص:785

[2] قشیری، مسلم بن حجاج، **الصحیح، کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ**، ح:2481، ص1929، ج4

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت گھر میں صرف میں، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام رضی اللہ عنہا تھیں۔ میری والدہ نے کہا: اللہ کے رسول! انس آپ کا چھوٹا سا خادم ہے، اس کے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ نے میرے لیے ہر بھلائی کی دعا کی، آپ نے میرے لیے جو دعا کی اس کے آخر میں آپ نے فرمایا: "اے اللہ! اس کے مال کو اور اولاد کو زیادہ کر اور اس میں اس کو برکت عطا فرما!"

ایک مضبوط اور مستحکم گھرانے کی بنیاد اسی بات پر ہوتی ہے کہ اس گھر میں دینی احکام پر کتنا عملدرآمد ہوتا ہے۔ جس گھر میں دین کے احکامات کو اہمیت نہیں دی جاتی اور ان احکامات پر عمل نہیں کیا جاتا اس گھر میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ برکت ختم ہو جانے کے ساتھ ساتھ جو دوسری اہم بات ہے وہ یہ کہ اس گھر میں رہنے والے افراد آپس میں ایک دوسرے کی قدر و عزت نہیں کرتے کیونکہ ان کے لیے صرف دنیاوی فائدہ اور پیسہ اہمیت رکھتے ہیں۔

٦۔ صلہ رحمی کرنا:

خاندان کی تشکیل و تعمیر کا ایک اہم حصہ صلہ رحمی کرنا ہے۔ شوہر کے رشتہ داروں کو عزت دینا، ان کی تکریم کرنا۔ شوہر کے والدین اور بہن بھائیوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک بڑی عمر کی خاتون سے نکاح کیا تاکہ وہ ان کی بہنوں کا خیال رکھ سکے۔

﴿عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا، فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: جَابِرٌ، فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا شَأْنُكَ، قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ، فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ، ثُمَّ قَالَ: ارْكَبْ، فَرَكِبْتُ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَزَوَّجْتَ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا، قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا، قَالَ: أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ، قُلْتُ: إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ، وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ﴾[1]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھا۔ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: جابر کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا ہے، چلتا ہی نہیں اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر آپ اپنی سواری سے اترے اور میرے اسی اونٹ کو ایک ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے کھینچنے لگے اور فرمایا کہ اب سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ میں سوار ہو گیا۔ اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑ جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا جابر تو نے شادی بھی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! دریافت فرمایا، کسی کنواری

---

[1] صحیح البخاری، **البُيُوعِ**، ح:2097، ص62، ج3

لڑکی سے کی ہے یا بیوہ سے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بیوہ سے کر لی ہے۔ فرمایا کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی۔ میں نے عرض کیا کہ میری کئی بہنیں ہیں (اور میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے) اس لیے میں نے یہی پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو انہیں جمع رکھے، ان کے کنگھا کرے اور ان کی نگرانی کرے[1]۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے یہ اچھے اخلاق میں سے ہے کہ وہ شوہر کے قریبی لوگوں کا خیال رکھے۔ اگرچہ ایک عورت پر یہ فرض نہیں ہے کہ وہ شوہر کے والدین اور بہن بھائیوں کا خیال رکھے لیکن یہ حسنِ معاشرت میں سے ہے اور ان کا خیال رکھنے سے عورت کی اپنی عزت اور قدر میں اضافہ ہوتا ہے۔

[1] صحیح البخاری، **البیوع**، ح:2097، ص62، ج3

مبحث دوم

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرتِ صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں

مبحث دوم

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں بہت اہم ہیں۔ صحابیاتؓ کی زندگیوں میں ہمیں مثالی کردار ملتے ہیں جو نہ صرف دین کی تعلیمات پر عمل پیرا تھیں بلکہ اپنی زندگیوں میں بھی ان تعلیمات کو نافذ کرتی تھیں۔ ان کی وفاداری، قربانی، اور علم کا حصول ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ایک مضبوط خاندان کی بنیاد کس طرح رکھی جا سکتی ہے۔ مثلاً، حضرت خدیجہؓ کی وفاداری اور حمایت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشن میں اہم کردار ادا کیا، جو کہ ایک مثالی بیوی اور ماں کا نمونہ ہے۔ مزید برآں، صحابیاتؓ کی تعلیمات اور ان کی زندگیوں کے واقعات ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ کس طرح ایک مضبوط اور محبت بھرا خاندان تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت میں بھی خاص توجہ دی، جو کہ آج کے دور میں بھی ایک اہم پہلو ہے۔ ان کی سیرت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کس طرح محبت، احترام، اور ایک دوسرے کی مدد سے خاندان کو مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ سیرت صحابیاتؓ کا مطالعہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ دین کی بنیاد پر خاندان کی تشکیل میں کس طرح روحانی اور اخلاقی اقدار کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ ان کی زندگیوں سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ایک کامیاب خاندان وہی ہے جو کہ دین کی تعلیمات کی روشنی میں ایک دوسرے کا ساتھ دے، ایک دوسرے کی قدر کرے، اور مل کر مشکلات کا سامنا کرے۔ یہ سب چیزیں مل کر ایک مثالی خاندان کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرتِ صحابیاتؓ سے استفادہ کی صورتیں

خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرتِ صحابیاتؓ سے استفادہ ایک اہم عمل ہے کیونکہ ان کی زندگیوں میں اسلامی اصولوں کے عملی نمونے موجود ہیں۔ ان خواتین نے اپنی عبادات، اخلاقیات، اور تعلقات کی بنیاد پر مضبوط خاندان تشکیل دیے اور ان کی تعمیر میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔خاندان کی تشکیل و تعمیر میں سیرت صحابیات سے استفادہ کی کئی صورتیں ہیں، جو اسلامی معاشرت کی بنیاد کو مضبوط بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ذیل میں واقعات اور مثالوں کے ذریعے وضاحت کی گئی ہے کہ ان کی سیرت سے ہم کیسے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں[1]۔

---

[1] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری ،**ازواجِ مطہراتؓ –امہات المؤمنین** : مکتبہ دارالسلام،لاہور،2002ص444

1. **اخلاقی تعلیمات :** صحابیات کی زندگیوں میں اخلاقیات کی اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفاداری اور محبت نے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں استحکام پیدا کیا۔ ان کی مالی اور جذباتی حمایت نے اسلام کی ابتدائی دور میں بڑی اہمیت رکھی[1]۔ یہ ہمیں سکھاتی ہیں کہ خاندان کے افراد کے درمیان محبت اور اعتماد کی بنیاد رکھنا ضروری ہے۔

حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا): حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو "ام المؤمنین" کے لقب سے نوازا گیا، اور ان کا کردار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مضبوط خاندان کی بنیاد رکھنے میں انتہائی اہم تھا۔ ان کی ایمانداری، قربانی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکمل تعاون نے ایک مثالی ازدواجی زندگی کی بنیاد رکھی۔

2. **اخلاص اور وفاداری :** صحابیات، جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، نے اپنے شوہروں کی حمایت اور وفاداری کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ ان کی زندگیوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک کامیاب خاندان کی بنیاد اخلاص اور باہمی وفاداری پر ہونی چاہیے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور ان کی کاروباری صلاحیتوں کی مثالیں ملتی ہیں جو کہ ایک مضبوط خاندان کی تشکیل میں اہم ہیں۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا): حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی زندگی ایک بہت بڑی مثال ہے۔ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تعلقات میں صبر، سمجھوتے اور محبت کی مثال پیش کی۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے نہ صرف ازدواجی زندگی کو کامیاب بنایا بلکہ امت مسلمہ کو علم اور فہم میں بھی اضافہ کیا۔

3. **علم وحکمت کی تعلیم:** صحابیات نے علم کی اہمیت کو سمجھا اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر زور دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثال موجود ہے، جنہوں نے علم و حکمت کی تعلیم دی اور کئی صحابہ کرام کو علم سکھایا۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ خاندان میں علم کی فراہمی اور تربیت کا عمل کس قدر اہم ہے۔[2]

4. **مثالی ازواجی زندگیاور صبر:** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ دونوں کی زندگی سادگی اور صبر کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ آپؓ کے پاس مال و دولت نہیں تھا، لیکن محبت، وفاداری، اور تقویٰ سے بھرپور زندگی گزاری۔ حضرت

---

[1] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر 3815

[2] **صحیح البخاری**، حدیث 3569

فاطمہ خود گھر کے تمام کام انجام دیتی تھیں، جیسے چکی پیسنا، پانی بھر کر لانا، کھانے کی تیاری، اور بچوں کی پرورش۔ مشقت کے باوجود کبھی شکایت نہیں کی بلکہ ہمیشہ اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغول رہتیں۔[1]

یہ ایک مثالی ازدواجی زندگی تھی جس میں صبر، قناعت، اور محبت کا اعلیٰ درس ملتا ہے، جو آج کے خاندانی نظام کے لیے ایک بہترین رہنمائی ہے۔

4. بچوں کی بہترین تربیت – حسنین کریمین کی پرورش: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما، کی ایسی بہترین تربیت کی کہ وہ اسلام کے حقیقی علمبردار بنے۔

- ان کی پرورش دینداری، سچائی، اور تقویٰ پر ہوئی، جس کی بدولت وہ بعد میں امت کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ بنے۔
- حضرت فاطمہ بچوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں سکھاتی تھیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی تربیت کرتی تھیں۔[2]
- عبادت اور تقویٰ کا عملی نمونہ تھیں، اور ان کے بچے بھی انہیں دیکھ کر عبادات میں مشغول ہوتے۔

اس کا ثبوت حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اسلامی قیادت اور قربانیاں حضرت فاطمہ کی عظیم ماں ہونے کا ثبوت ہیں۔

i. حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مثالی بیوی، ماں، اور گھریلو خاتون کی حیثیت سے خاندان کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔
ii. ان کی سادگی، قربانی، صبر، اور بچوں کی اسلامی تربیت ہر مسلمان عورت کے لیے ایک نمونہ ہے۔
iii. آج کے دور میں اگر مسلمان خواتین حضرت فاطمہ کی سیرت کو اپنائیں تو خاندانی نظام مضبوط اور پرامن بن سکتا ہے۔[3]

5. مشاورت اور فیصلہ سازی: صحابیات نے اپنے شوہروں کے ساتھ اہم معاملات میں مشاورت کی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی مثال لی جا سکتی ہے، جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر مشکلات کا سامنا کیا۔ اس سے خواتین کو

[1] ابو الانس ماجد البنکائی، "**حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہاداستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں**" نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر 2016، ص 333

[2] ڈاکٹر علی محمد الصلاب، کتاب: **سیرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا**، دار ابن الجوزی، سعودی عرب دار السلام، لاہور مکتبہ رحمانیہ، سن، 2000 ص 244

[3] طالب ہاشمی، **سیرت حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا**، البدر پبلیکیشنز لاہور، 2012، ص 322

سیکھنے کو ملتا ہے کہ ازواجی اور دیگر معاملات میں شوہر کے ساتھ مشورہ کرنا نا صرف آپس کے ازواجی رشتے میں مضبوطی ملتی ہے بلکہ خاندان میں فیصلے مشترکہ طور پر کرنے سے دیگر رشتوں میں مضبوطی آتی ہے۔[1]

6۔معاشرتی ذمہ داریاں: صحابیات نے معاشرتی ذمہ داریوں کو نبھانے میں بھی مثال قائم کی۔ مثلاً حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی قوم کی خدمت کی اور ضرورت مندوں کی مدد کی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے اور معاشرتی خدمات میں حصہ لینا چاہیے۔[2]

7۔بہترین ماں: حضرت ام سلیم (رضی اللہ عنہا): حضرت ام سلیم (رضی اللہ عنہا) کا کردار بھی خاندان کی مضبوطی میں اہم تھا۔ ان کا ایمان، قربانی اور اپنے شوہر کی شہادت کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات ان کی سیرت کا حصہ ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کو بھی تعلیم دی اور اسلام کی خدمت میں اہم کردار ادا کیا۔

یہ تمام صورتیں ہمیں سیرت صحابیات سے سبق دیتی ہیں کہ خاندان کی تشکیل و تعمیر میں صحابیات کی سیرت سے اس تفادہ کرنا ایک بہترین طریقہ ہے جو اسلامی اقدار کو فروغ دیتا ہے۔ سیرتِ صحابیاتؓ سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ م ضبوط خاندان کی تعمیر کے لیے محبت، صبر، دین داری، اور سماجی خدمت اہم عناصر ہیں۔ ان کی زندگیوں سے عملی رہ نمائی لے کر آج کے دور میں بھی مضبوط اور پرامن خاندان کو تشکیل دے کر اس کی اچھی تعمیر کی جاسکتی ہے۔ تاہم ان س ے رہنمائی لے کر ایک مضبوط اور خوشحال خاندان کی تشکیل وتعمیر میں اخلاقیات، تعلیم و تربیت، اور معاشرتی ذمہ داریو ں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے ان حوالوں سے ہم اپنے خاندان کی بنیاد کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔

ازواج مطہرات اور سیرت صحابیات سے امت مسلمہ کی خواتین کی رہنمائی

سیرت صحابیاتؓ سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ خواتین نے اسلامی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا۔ مثلاً، حضرت خدیجہؓ، جو پہلی مسلمان تھیں، انہوں نے تجارت میں کامیابی حاصل کی اور اپنے شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

[1] مولانا شبلی نعمانی، **سیرت النبی ﷺ**، ناشر دالمصنفین **شبلی** اکیڈمی اعظم گڑھ ہندوستان، 1920ص 567

[2] محمد بن سعد بن منیع الزہری البصریالمعروف ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**) طبقات ابن سعد، موضوع : اسلامی تاریخ، سیرت النبی ﷺ، صحابہ کرام وصحابیات کی زندگیوں کے حالات، دارالفکر بیروت، سن تالیف تیسری صدی ہجری) تقریباً 230ہجری 845 / عیسوی، ص887

حمایت کی۔ ان کی زندگی سے ہمیں یہ درس ملتاہے کہ خواتین کو اپنے حقوق کے لیے کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح، حضرت عائشہؓ نے علم کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا اور بہت سے صحابہ کرامؓ کو علم سکھایا۔

1۔ازدواجی زندگی میں محبت اور وفاداری: حضرت خدیجہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں محبت، صبر، اور اعتماد کی مثال قائم کی[1]۔

جب رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ پریشان تھے، تو حضرت خدیجہؓ نے تسلی دی اور کہا:

"اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ ﷺ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتے ہیں اور مظلوموں کی مدد کرتے ہیں۔[2]" اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتاہے کہ سبق ازدواجی زندگی میں اعتماد اور محبت، مشکلات میں شوہر کا ساتھ دینے کا اصول اپنایا جا سکتا ہے۔

2۔سماجی اور مالی تعاون: حضرت زینبؓ بنت جحش بہت سخی اور نرم دل والی ہستی تھیں۔ آپؓ یتیموں اور مساکین کی مدد میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں اور اپنے خاندان کو سخاوت کی تعلیم دیتی تھیں۔[3] محدثین لکھتے ہیں کہ آپؓ نے اپنے مال سے یتیموں اور بیواؤں کی مدد کی اور کہا جاتا ہے کہ آپؓ کا گھر صدقہ و خیرات کا مرکز تھا۔ حضرت زینبؓ نے یتیموں اور مساکین کی مدد میں نمایاں کردار ادا کیا اور اپنے خاندان کو سخاوت کی تعلیم دی۔

آپؓ نے اپنے مال کا بڑا حصہ صدقہ و خیرات میں خرچ کیا اور ہمیشہ ضرورت مندوں کی مدد کی۔[4] آپؓ کی زندگی سے خواتین کے لئے عملی سبق یہ ملتا کہ خاندان کے افراد کو سخاوت اور سماجی خدمت کی ترغیب دینی چاہیئے۔ یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد کو ترجیح دینی چاہیئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت سے پتا چلتاہے کہ اپنے مال میں سے صدقہ و خیرات کرکے ضرورت مندوں کی مدد کرکے نہ صرف اللہ تبارک تعالیٰ کا قرب پایا جاسکتاہے بلکہ اپنے مال میں برکت لائی جاسکتی ہے اور یہی نہیں بلکہ اس طرح سماجی خدمت کو خاندان کے لیے ایک اہم اصول بھی بنایا جاسکتاہے۔

---

[1] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر3815

[2] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر 4953

[3] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر1420

[4] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر3817

3۔شوہر کے ساتھ مشاورت اور تعاون: حضرت ام سلمہؓ نے ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعاون کیا اور ہر مشکل وقت میں حکمت سے مشورے دیے[1]۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے کئیں واقعات ملتے ہیں جن میں سے ایک واقعہ یہ ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صحابہؓ نے قربانی کے عمل میں تاخیر کر رہے تھے، حضرت ام سلمہؓ نے مشورہ دیا کہ آپ خود قربانی کریں تاکہ دیگر لوگ بھی عمل کریں۔[2] اس واقعے سے یہ سبق لیا جا سکتا ہے کہ گھر اور خاندان کے تمام تر معاملات میں خواتین کی رائے لینا اور معاملات میں ان سے باہمی مشاورات کرنا فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ خاندان میں مسائل کے حل کے لیے مشورہ دینا اور تعاون کرنا خاندان کو مضبوط بناتا ہے۔

4۔صبر اور استقامت کی تعلیم: حضرت سمیہؓ نے دین کی خاطر اپنی جان قربان کی اور اپنے خاندان کو ایمان پر ثابت قدم رہنے کی مثال قائم کی۔ مشرکین مکہ کے ظلم واذیت کو برداشت کیا اور اتنی تکالیفوں کے باوجود انہوں نے اسلام پر ثابت قدمی دکھائی اور دین اسلامسے منہ نہیں موڑا اور اسلام کی پہلی شہیدہ بنیں۔[3]

ان کی قربانی سے عملی سبق ملتا ہے کہ خواتین کس طرح مشکل حالات میں صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ثابت قدم رہ سکتیں ہیں اور ضرورت پڑنے پر قربانی دینے کا جزبہ رکھ سکتی ہیں۔ حضرت سمیہؓ نے دین کے راستے میں اپنی جان قربان کر کے صبر اور استقامت کی عظیم مثال قائم کی۔ حضرت سمیہؓ کی زندگی سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ خواتین کو گھر اور خاندان میں مشکلات آنے پر ثابت قدم رہنا ہے اور صبر اور دین پر ثابت قدم رہتے ہوئے ہر مشکل میں اللہ پر توکل رکھنا ہے اور صرف اللہ تبارک تعالیٰ سے مدد مانگنی اور اس کے ہر فیصلے کو دل سے تسلیم کرنا ہے۔

5۔بچوں کی تربیت میں توجہ اور دین داری: حضرت فاطمہؓ نے اپنے بچوں حسنؓ، حسینؓ، اور زینبؓ کی تربیت اس انداز سے کی کہ وہ دین کے اصولوں کے پاسبان بنے۔ اور قیامت تک ان کے حسن اخلاق، پاک سیرت و کردار، جزبہ ایثار و قربانیوں کو سراہا اور یاد کیا جائے گا۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹوں کو قربانی اور صبر کی تعلیم دی، جس کا عملی مظاہرہ کربلا کے میدان میں ہوا۔ اور تا قیامت یاد رکھا جائے گا۔[4] حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی

---

[1] **السیرۃ النبویہ**، حدیث،885ج3

[2] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر2731

[3] ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، جلد1 ، صفحہ321

[4] ابن کثیر، **البدایہ و النہایہ**، جلد8 ، صفحہ209

سے اولاد کی اچھی پرورش سے متعلق بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔حضرت فاطمہؓ نے اپنے بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی تربیت ایسے کی کہ وہ دین کے علمبردار اور قربانی کی علامت بنے[1]۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے سیکھنے کو ملتا ہے کہ والدین کو اپنے بچوں کو اسلامی اقدار، صبر اور قربانی کا درس د ینا چاہیے تاکہ وہ مضبوط ایمان کے حامل بنیں ۔اوربچوں کو دین کی تعلیم دینا اور ان کی اخلاقی تربیت کرنا والدین کی او لین ذمہ داری ہے۔خواتین کو بچوں کے کردار کی تعمیر کے لیے وقت اور توجہ دینی چاہیے۔

خاندان کی تعمیر میں استفادہ کی صورتیں

سیرتِ صحابیاتؓ خاندان کی تعمیر کے لیے رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ ان کی زندگیوں سے محبت، عدل، قربانی، اور دین داری کے عملی اصول سیکھے جا سکتے ہیں، جنہیں اپنانے سے آج کے معاشرے میں بھی مضبوط اور پائیدار خاندان تشکیل دیے جا سکتے ہیں۔[2]

تعلقات کو مضبوط بنانا: ازواج مطہرات کی سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ محبت، عدل، اور مشاورت کے ذریعے خاندان کے رشتوں کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔

دین داری اور اخلاقی تربیت: صحابیاتؓ نے اپنے بچوں کو دین اور اخلاق کی بنیاد پر پروان چڑھایا، جو آج کے دور میں بہت اہم ہے۔[3]

صبر اور قربانی کا درس: مشکلات میں صبر اور استقامت کے ساتھ دین کی پاسداری صحابیاتؓ کی زندگیوں کا اہم پہلو تھا، جسے ہم اپنے گھریلو مسائل کے حل میں اپنائیں۔

---

[1] ابوالانس ماجد البنکائی، **"حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہاداستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں"** نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر2016، ص678

[2] مولانا محمد اشرف علی تھانوی **تحفہ العروس**، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص335

[3] ڈاکٹر محمد حنیف ندوی، **خاندان کی اہمیت اور ذمہ داریاں**، ص۔118۔121

صحابیاتؓ کی سیرت و کردار: صحابیاتؓ کی شجاعت، حکمت، اور دینی جذبے سے ہمیں خاندان اور معاشرے میں خواتین کے کردار کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے[1]۔

تعمیر خاندان میں خواتین کا کردار: قرآن مجید: قرآن میں خواتین کے حقوق اور ان کے کردار کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن میں عورتوں کی اہمیت، ان کے حقوق اور خاندان کے اندر ان کے کردار کو بیان کیا گیا ہے، ازواجِ مطہراتؓ اور صحابیاتؓ نے مختلف پہلوؤں سے اسلامی خاندانی نظام کے استحکام میں کردار ادا کیا۔[2] جو ان معزز خواتین کی سیرت کی بنیاد ہے۔

محبت اور قربانی : حضرت خدیجہؓ نے اپنی جان، مال اور عزت سے نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔
علم و تربیت : حضرت عائشہؓ نے علمی ورثہ چھوڑا، جو خاندانوں کی دینی تربیت میں مددگار ثابت ہوا۔
نظم و ضبط : حضرت حفصہؓ نے قرآن کو محفوظ رکھا، جو خاندانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔
سخاوت اور خدمت : حضرت زینبؓ نے خیرات اور سماجی خدمت کے ذریعے خاندانوں میں ہمدردی پیدا کی۔
قبائلی اتحاد : حضرت میمونہؓ کے نکاح سے مختلف قبائل کے درمیان تعلقات مضبوط ہوئے۔

ایمان کی طاقت: صحابیات نے ایمان کی طاقت کو خاندان کی بنیاد بنایا۔ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنے ایمان اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات میں استقامت کا مظاہرہ کیا۔
تعلیمی کردار: حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے علم کے حوالے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات میں ایک تعلیمی سلسلے کو جاری رکھا، جس سے پورے امت کو فائدہ ہوا۔
اخلاقی بنیاد: صحابیات نے اخلاقی اقدار اور صبر کو خاندان میں اہمیت دی، جو کہ خاندان کے استحکام کی بنیاد بنتی ہیں۔
عزت و احترام: صحابیات نے خاندان میں عزت و احترام کی اعلیٰ مثال پیش کی، جس کی وجہ سے اسلامی معاشرت میں خواتین کی اہمیت اور مقام کو تسلیم کیا گیا۔[3]
یہ تمام مصادر اور مثالیں ہمیں بتاتی ہیں کہ صحابیات کا کردار خاندان کی تعمیر اور استحکام میں کس قدر اہم تھا اور ان کی سیرت سے ہمیں آج بھی رہنمائی ملتی ہے۔

---

[1] مصنف ابو الانس ماجد البنکائی، "**حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہا داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں**" نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر 2016، ص766

[2] ابن سعد، **طبقات الکبریٰ**، ص776

[3] مصنف ابو الانس ماجد البنکائی، "**حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہا داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں**" نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر 2016، ص773

مبحث سوم

خاندان کی تعمیر و ترقی میں حائل متعدد مسائل اور سیرت صحابیاتؓ سے ان کا ممکنہ حل

مبحث سوم

خواتین کو حائل متعدد مسائل میں معاشرتی، معاشی، اور ثقافتی چیلنجز شامل ہیں۔ ان کے حقوق، تعلیم، اور صحت کے مسائل اکثر ان کی ترقی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ سیرت صحابیاتؓ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ خواتین نے ہر دور میں مشکلات کا سامنا کیا اور اپنی ہمت اور عزم سے ان کا مقابلہ کیا۔ مثلاً، حضرت خدیجہؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے، جو نہ صرف ایک کامیاب کاروباری خاتون تھیں بلکہ انہوں نے اسلام کی ابتدائی تحریک میں بھی اہم کردار ادا کیا۔[1]

صحابیاتؓ کی زندگیوں میں ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ انہوں نے علم کی طلب میں کبھی کمی نہیں کی۔ حضرت عائشہؓ کی تعلیم و تربیت کی مثال دی جاسکتی ہے، جنہوں نے اسلامی فقہ اور حدیث کی تدریس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی زندگی ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ علم حاصل کرنا ہر ایک کا حق ہے، اور خواتین کو بھی اس میں پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ ان مسائل کا حل معاشرتی تعاون، تعلیم کی فراہمی، اور خواتین کی خود اعتمادی میں اضافہ کرنے میں ہے[2]۔ اگر ہم سیرت صحابیاتؓ کی روشنی میں ان کی مثالی زندگیوں کو اپنائیں تو ہم خواتین کے مسائل کا مؤثر حل تلاش کر سکتے ہیں۔ ان کی ہمت اور عزم کو دیکھ کر ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں مثبت تبدیلیاں لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

خاندان کی تعمیر و ترقی میں حائل متعدد مسائل اور سیرت صحابیاتؓ سے ان کا ممکنہ حل

جدید دور میں خاندان کی تشکیل و تعمیر کے دوران خواتین کو مختلف مسائل درپیش ہیں، جن میں معاشرتی، معاشی، اور نفسیاتی چیلنجز شامل ہیں۔ خواتین کو اکثر تعلیم کی کمی، معاشرتی دباؤ، اور کام کی جگہ پر عدم مساوات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کی وجہ سے ان کی ترقی اور خود مختاری متاثر ہوتی ہے۔خاندان کی تشکیل و تعمیر میں خواتین کو متعدد دیگر کئیں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن میں ازواجی تعلقات،گھریلو ذمہ داریاں، شوہر کے ساتھ تعلقات، اور بچوں کی تربیت ،معاشی مشکلات،گھریلو ذمہ داریاں اور سسرالی تعلقات شامل ہیں۔ صحابیاتؓ کی سیرت سے ہمیں ان مسائل کا عملی حل ملتا ہے۔

---

[1] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری ،**ازواجِ مطہراتؓ –امہات المؤمنین**، مکتبہ دارالسلام،لاہور،2002ص433

[2] فواد بن سراج عبدالغفار مجدوی فتحی،"**صحابہ کرام رضی اللہ عنہا کی مثالی بیویاں**" دارالابلاغ لاہور،اکتوبر2015،ص765

1. **گھریلو تعلقات اور سسرالی مسائل:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے درمیان اچھے تعلقات کی مثال دی جاسکتی ہے۔ حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تاکہ نبی کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل ہو۔[1]

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کو سسرال میں حسنِ سلوک، قربانی اور حکمت سے کام لینا چاہیے تاکہ خاندانی استحکام برقرار رہے۔

2. **وسائل کی کمی پر صبر:** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سادگی اور قناعت کی زندگی گزارنی پڑی، حتیٰ کہ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھ زخمی ہو جاتے تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خادم طلب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کی تسبیح اور تحمید کیا کرو، وہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔[2]"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو مشکلات میں صبر اور ذکر سے قوت حاصل کرنی چاہیے، نہ کہ شکایت کرنی چاہیے۔

3. **گھریلو معیشت کے مسائل:** حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ تھیں اور دستکاری کر کے کماتی تھیں۔ وہ اپنی آمدنی سے صدقہ کرتی تھیں، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہو گا۔ "یعنی سب سے زیادہ صدقہ کرنے والی۔[3]"
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت کو مالی مسائل کا سامنا ہو تو وہ جائز اور حلال ذرائع سے خود بھی کمائی کر سکتی ہے۔

4. **بچوں کی دینی تربیت میں مشکلات:** حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دے دیا تاکہ وہ براہِ راست دین سیکھیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

---

[1] **سنن نسائی**، حدیث 3941

[2] **صحیح البخاری**، حدیث 3113

[3] **صحیح مسلم**، حدیث 2452

"میری والدہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دے دیا اور کہا: یا رسول اللہ! میرا یہ بیٹا آپ کی خدمت کرے گا، اس کے لیے دعا فرما دیں۔[1]"

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی دینی تربیت کے لیے نیک صحبت اور دین دار معلم کا انتخاب ضروری ہے۔

5. **مادی و معاشی مسائل**: آج کل کے معاشرے میں مالی بحران اور بے روزگاری کی وجہ سے خاندانوں میں تناؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ خاندان کے افراد باہمی تعاون سے مالی منصوبہ بندی کریں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی زندگی میں اس کی اہمیت کو سمجھا اور اپنے شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی مدد فرمائی[2]۔
6. **تعلیمی مسائل**: بچوں کی تعلیم میں عدم دلچسپی اور جدید ٹیکنالوجی کا اثر بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ سیرت صحابیات کی روشنی میں ہمیں یہ سیکھنا چاہیے کہ تعلیم کا حصول کتنا اہم ہے۔ مثلاً، حضرت عائشہؓ نے نہ صرف تعلیم حاصل کی بلکہ ا سلامی تعلیمی تدریس کو فروغ دیا۔ خواے ین کے لئے علم کا حصول بہت اہم ہے۔
7. **نفسیاتی مسائل**: جدید دور میں ذہنی صحت کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ سیرت صحابیات میں حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابیات نے اپنے شوہروں کی مدد کی اور ان کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھے، جو کہ نفسیاتی سکون کا باعث بنتا ہے۔
8. **خود مختاری اور تعلیم**: حضرت خدیجہؓ ایک کامیاب کاروباری خاتون تھیں، جنہوں نے اپنی زندگی میں خود مختاری اور علم کی اہمیت کو سمجھا۔ ان کی مثال خواتین کو یہ سکھاتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں اور اپنے مالی معاملات میں خود مختار رہیں۔
9. **صبر و استقامت**: حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں مشکلات کا سامنا کرنے کی مثالیں موجود ہیں۔ انہوں نے اپنے شوہر حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر مشکلات کا سامنا کیا، جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ صبر اور استقامت کے ذریعے مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔[3]

---

[1] **صحیح مسلم**، حدیث 2481

[2] ابو الانس ماجد البنکائی، "**حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہا داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں**" نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر 2016، ص 777

[3] فواد بن سراج عبد الغفار مجدوی فتحی، "**صحابہ کرام رضی اللہ عنہا کی مثالی بیویاں**"، ص 779

10. **بچوں کی تربیت**: حضرت اسما بنت ابی بکرؓ نے اپنے بچوں کی بہترین تربیت کی، جو ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ بچوں کی صحیح تربیت اور ان کی اخلاقی تعلیم پر توجہ دینا ضروری ہے۔
11. **شوہر کے ساتھ حسن سلوک**: حضرت عائشہؓ اور حضرت محمد ﷺ کے تعلقات میں محبت اور احترام کی مثالیں موجود ہیں۔ یہ ہمیں سکھاتی ہیں کہ شوہر کے ساتھ حسن سلوک اور محبت سے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔
12. **اجتماعی تعاون**: صحابیاتؓ کی زندگیوں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی مثالیں موجود ہیں۔ یہ ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ خواتین کو ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے تاکہ مشکلات کا سامنا آسان ہو سکے۔
13. **دعا اور توکل**: حضرت حاجرہؓ کی دعا اور اللہ پاک پر توکل کی مثال ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ مشکلات کے وقت ہمیں دعا کرنی چاہیے اور اللہ پاک پر بھروسہ رکھنا چاہیے[1]۔
14. **خاندانی ذمہ داریوں کی تقسیم**: حضرت سلمیٰؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر خاندانی ذمہ داریوں کی تقسیم کی۔ یہ ہمیں سکھاتی ہیں کہ ذمہ داریوں کی مشترکہ تقسیم سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔
15. **نیکی اور خیر خواہی**: حضرت ام سلمہؓ نے ہمیشہ نیکی اور خیر خواہی کی مثال قائم کی۔ یہ ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ نیکی کرنے سے گھر میں محبت اور سکون برقرار رہتا ہے۔
16. **مشکلات کا سامنا**: حضرت نسیبہؓ نے میدان جنگ میں بھی شرکت کی، جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ خواتین کو اپنی طاقت اور ہمت کا استعمال کرنا چاہیے۔[2]
17. **اخلاقی تعلیم**: حضرت عائشہؓ کی تعلیمات نے بہت سی خواتین کو اخلاقی تعلیم دی، جو ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ اخلاقی تربیت سے خاندان میں خوشحالی آتی ہے۔
18. **معاشی ومالی مدد**: حضرت خدیجہؓ کی زندگی کو دیکھیں۔ وہ ایک کامیاب تاجرہ تھیں اورانہوں اپنامال اپنے شوہر جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی خاطر قربان کیایعنی مشکلات کے دور میں اپناہر لحاظ سے ساتھ دیا۔ حضرت خدیجہؓ کی مالی مدد نے نہ صرف ان کے شوہر کو مضبوطی فراہم کی بلکہ ان کے خاندان کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کیا۔[3] آپؓ کی زندگی سے کئیں اسباق ملتے ہیں مثلا مشکل وقت میں اپنے شوہر کا سہارابننا، مالی مدد کرنااور پریشانی میں ہمت وحوصلہ دینااور دل جوئی کرنا۔

---

[1] مولانااشرف علی تھانوی، "**حقوق الزوجین**"۔ص557

:2عبد الستار حماد، **صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو**: دارالسلام، لاہور، سن اشاعت 2015، ص456

[3] فواد بن سراج2عبد الغفار مجدوی فتحی، "**صحابہ کرام رضی اللہ عنہا کی مثالی بیویاں**، ص554

19. **خاندان کی بنیاد:** حضرت فاطمہؓ کی زندگی بھی ایک مثال ہے۔ انھوں نے اپنے شوہر حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر خاندان کی مضبوط بنیاد رکھی اور بچوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی زندگی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ازواجی زندگی میں محبت، احترام، اور تعاون کی بنیاد پر خاندان کو کس طرح مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔[1]

20. **حیا اور پردے کی اہمیت:** موجودہ دور میں بے پردگی اور حیا کی کمی خواتین کو کئی مسائل میں مبتلا کر دیتی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حیا کا پیکر تھیں۔ آپؓ نے ہمیشہ پردے اور حیا کا خیال رکھا اور خواتین کے لیے مثالی نمونہ بنیں۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا "جو عورت غیر محرم کے سامنے نہ آئے وہ سب سے زیادہ محفوظ ہے۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے خواتین کو سبق ملتا ہے خواتین کو حیا اور پردے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ وہ معاشرتی برائیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

21. **معاشرتی ناانصافی اور حق تلفی:** خواتین کے حقوق کی پامالی، وراثت سے محرومی، اور سماجی انصاف کا فقدان عام مسائل ہیں حضرت ام سلمہؓ کی سیرت سے سبق ملتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواتین کے حقوق کی آواز بلند کی اور کئی مسائل کے حل کے لیے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے۔ قرآن میں حکم نازل ہوا۔

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِۦ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا ٱكْتَسَبُوا۟ ۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا ٱكْتَسَبْنَ ۚ وَسْـَٔلُوا۟ ٱللَّهَ مِن فَضْلِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا﴾

ترجمہ ": اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اس کی تمنا نہ کرو۔ مردوں کے لیے ان کے اعمال کے مطابق حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال کے مطابق حصہ ہے۔ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔[2]"

حضرت ام سلمہؓ کی زندگی سے سے خواتین کو سبق ملتا ہے کہ خواتین کو اپنے حقوق کے لیے تعلیم یافتہ ہونا چاہیے اور اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہیے۔

---

1 عبدالستار حماد، **صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو**، دارالسلام، لاہور، سن اشاعت 2015، ص456

[2] **سورۃ النسا** آیت: 32

22. **خاندانی جھگڑے اور معاشرتی دباؤ:** خواتین اکثر خاندانی جھگڑوں، معاشرتی دباؤ اور ناانصافیوں کا شکار ہوتی ہیں۔
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشکل حالات میں صبر، محبت اور حکمت سے خاندان کو مضبوط بنایا۔ انہوں نے اپنی دولت اور وسائل کو بھی خاندان کی بہتری کے لیے استعمال کیا۔[1]

23. نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "خدیجہؓ جیسی کوئی عورت نہیں، انہوں نے اس وقت میرا ساتھ دیا جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے"۔[2]

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے خواتین کو سیکھنے کو ملتا ہے کہ خواتین کو صبر و حکمت سے خاندانی معاملات کو حل کرنا چاہیے اور معاشرتی دباؤ کا مقابلہ عقل مندی سے کرنا چاہیے۔

24. **مادی و معاشی مسائل:** آج کل کے معاشرے میں مالی بحران اور بے روزگاری کی وجہ سے خاندانوں میں تناؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ خاندان کے افراد باہمی تعاون سے مالی منصوبہ بندی کریں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی زندگی میں ت اس کی اہمیت کو سمجھا اور اپنے شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی[3]۔

20۔ **تعلیمی مسائل:** بچوں کی تعلیم میں عدم دلچسپی اور جدید ٹیکنالوجی کا اثر بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ سیرت صحابیات کی روشنی میں، ہمیں یہ سیکھنا چاہیے کہ تعلیم کا حصول کتنا اہم ہے۔ مثلاً، حضرت عائشہؓ نے نہ صرف تعلیم حاصل کی بلکہ اسلامی تعلیمی تدریس کو فروغ دیا۔

25. **نفسیاتی مسائل:** جدید دور میں ذہنی صحت کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ سیرت صحابیات میں، حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابیات نے اپنے شوہروں کی مدد کی اور ان کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھے، جو کہ نفسیاتی سکون کا باعث بنتا ہے۔

---

[1] ابو الانس ماجد البنکائی، "**حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہا داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں**"، نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر 2016، ص676

[2] **صحیح البخاری**، حدیث نمبر 3818

[3] ابو الانس ماجد البنکائی، "**حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہا داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں**" نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر 2016، ص680

26. **خاندانی روایات کا فقدان** :جدید دور میں خاندانی روایات کمزور ہو رہی ہیں۔ صحابیات کی زندگیوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے خاندان کی روایات کو برقرار رکھا اور اپنے بچوں کو ان کی اہمیت سکھائی۔

سیرت صحابیاتؓ کی ان عظیم ہستیوں کی زندگیوں سے سبق لے کر سب خواتین باآسانی مدد لے سکتی ہیں۔زندگی میں کوئی بھی مسئلہ درپیش آجائے زندگی کے کسی بھی مسئلے کو باآسانی سے حل کر سکتی ہیں۔بس اپنے مسائل کا سامنا کرتے وقت صبر، علم، محبت، اور دعا کی اہمیت کو سمجھنا ہو گا۔ ان عظیم خواتین کی زندگیوں سے رہنمائی حاصل کر کے اور مشعل راہ بنا کر جہاں کی تمام خواتین اپنے مسائل کو بہتر طریقے سے حل کر سکتی ہیں۔اور ایک قابل اور پر وقار خاندان کو تشکیل دیتے ہوئے اس کی اچھے طریقے سے تعمیر کر سکتی ہیں۔

خلاصہ بحث

خاندان کی تشکیل اور تعمیر میں سیرت صحابیات خواتین کے لیے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ صحابیات، جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھی تھیں، انہوں نے اپنے کردار، عزم اور ایمان کے ذریعے ایک مثالی خاندان کی بنیاد رکھی۔ ان کی زندگیوں میں محبت، وفاداری، اور قربانی کی مثالیں ملتی ہیں جو آج کی خواتین کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے خاندانوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنے بچوں کی صحیح تربیت کی اور انہیں دینی واخلاقی اقدار سے آراستہ کیا۔ ان کی زندگیوں میں صبر، استقامت، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کا درس ملتا ہے۔ اس طرح، صحابیاتؓ کی سیرت ہماری خواتین کو یہ سکھاتی ہے کہ وہ اپنے خاندان کی بنیاد مضبوط کرنے کے لیے کس طرح کی خصوصیات اپنائیں۔ اس کے علاوہ، صحابیات نے معاشرتی ذمہ داریوں کو بھی نبھایا، جو کہ ایک کامیاب خاندان کی تشکیل کے لیے ضروری ہیں۔ ان کی مثالیں ہمیں بتاتی ہیں کہ خواتین نہ صرف گھریلو زندگی میں بلکہ معاشرتی میدان میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اس لیے، صحابیات کی سیرت کو مد نظر رکھتے ہوئے، خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے خاندان کی تعمیر میں ان کی خوبیوں کو اپنائیں اور ایک مضبوط اور خوشحال خاندان کی تشکیل کریں۔

جدید دور میں خواتین کو کئی مسائل کا سامنا ہے، جن میں معاشرتی، اقتصادی، اور نفسیاتی چیلنجز شامل ہیں۔ معاشرتی طور پر، خواتین کو اکثر عدم مساوات، تشدد، اور تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اقتصادی طور پر، انہیں ملازمتوں میں کم مواقع، کم تنخواہیں، اور کام کی جگہ پر تفریق کا سامنا ہوتا ہے۔ نفسیاتی طور پر، خواتین پر دباؤ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی زندگی اور کیریئر کے درمیان توازن قائم کریں۔ صحابیاتؓ کی سیرت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ خواتین نے ہمیشہ مشکلات کا سامنا کیا، لیکن انہوں نے ہمت اور عزم سے ان کا مقابلہ کیا۔ مثلاً، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تجارت میں کامیابی حاصل کی اور اپنے شوہر کی حمایت کی، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے علم و فہم میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ مثالیں ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ خواتین کو اپنی صلاحیتوں پر یقین رکھنا چاہیے اور معاشرتی چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے اپنی طاقت کو پہچاننا چاہیے۔

ان مسائل کا حل خواتین کی تعلیم، ان کے حقوق کے تحفظ، اور معاشرتی رویوں میں تبدیلی کے ذریعے ممکن ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خواتین کی کامیابیوں کو تسلیم کریں اور انہیں مواقع فراہم کریں تاکہ وہ اپنی مکمل صلاحیتوں کو استعمال کر سکیں۔

صحابیاتؓ کی زندگیوں میں اخلاقیات کا بہت بڑا درس موجود ہے۔ ان کی سچائی، علم، محبت، فرمانبرداری، دیانتداری، اور صبر و استقامت کی مثالیں ہمیں اپنی زندگی میں ان صفات کو اپنانے کی ترغیب دیتی ہیں۔ صحابیاتؓ نے خاندان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان کی ازدواجی زندگی، بچوں کی تربیت اور خاندان کے ساتھ تعلقات کی بہتری کے طریقے ہمیں سکھاتے ہیں کہ کس طرح ایک خوشحال اور مضبوط خاندان بنایا جائے۔ اس کے علاوہ صحابیاتؓ نے دین کی تبلیغ اور خدمت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی مثالیں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ دین کی خدمت میں کس طرح پیش قدمی کی جاسکتی ہے، چاہے وہ تعلیم ہو یا معاشرتی خدمات۔

صحابیاتؓ کی زندگیوں میں اللہ پاک کی رضا اور دین کی خدمت کا مقصد ہمیشہ پیش نظر رہا۔ ان کی مثالیں ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ زندگی کا اصل مقصد کیا ہے اور ہمیں کس طرح اپنے اعمال کو اس مقصد کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ سیرت صحابیاتؓ سے استفادہ حاصل کرکے خواتین نہ صرف اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتیں ہیں بلکہ اپنی نسلوں کو بھی ایک مثبت مثال فراہم کر سکتیں ہیں۔ اور خاندان کی تشکیل و تعمیر بہترین طریقوں سے پروان چڑھ سکتی ہے۔

نتائج و سفارشات

نتائج

خاندان کی تشکیل و تعمیر کے مطابق عورت کی حیثیت بنیادی ہے۔ تشکیل خاندان میں اس کا آغاز نکاح سے ہوتا ہے۔ نکاح کے بعد تعمیر خاندان میں عورت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مؤثر کردار ادا کرے۔

1) عصرِ حاضر میں خواتین کو خاندان کی تشکیل و تعمیر کے سلسلے میں مختلف مسائل کا سامنا ہے مثلاً مذہب سے دوری، تعلیم کی کمی، ازدواجی رشتے میں پیچیدگیاں، بچوں کی اچھی پرورش میں مسائل کا سامنا، سسرالی رشتوں کے مسائل، روزگار کا مسئلہ اور صبر اور برداشت کی کمی جیسے اولین مسائل کا سامنا ہے۔

2) سیرتِ صحابیاتؓ سے خاندان کی تشکیل و تعمیر میں جو مثالیں لی ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ہر مشکل گھڑی میں اپنے خاندان کا دفاع کیا ہے۔ اور ثابت قدم رہتے ہوئے مشکل حالات کا مقابلہ کیا ہے۔

3) جس سے ہماری آج کی خواتین کو نا صرف سیکھنے کا موقع ملتا ہے بلکہ وہ ان کی سیرت کو سامنے رکھ کر اپنے مسائل کو بہتر طریقے سے حل کر سکتیں ہیں۔

4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی خواتین اپنے روزمرہ کے مسائل لاتی تھیں وہ ان کا حل بتاتی تھیں۔

5) مقالے میں جن صحابیاتؓ کی سیرت کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، حضرت اسمآبن ابی بکرؓ اور حضرت زینب بنت علی کرم اللہ وجہہؓ شامل ہیں۔

6) سیرتِ صحابیاتؓ سے عصرِ حاضر کی خواتین کے لئے جس لائحہ عمل کی نشاندہی کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔

- حضرت خدیجہؓ نے اپنی جان، مال اور عزت سے نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔
- حضرت عائشہؓ نے علمی ورثہ چھوڑا، جو خاندانوں کی دینی تربیت میں مددگار ثابت ہوا۔
- حضرت فاطمہؓ کی بچوں کی پرورش سے آج کی خواتین کے لیے سبق یہ ہے کہ اولاد کی تربیت محبت، دینی تعلیم اور اچھے اخلاق پر مبنی ہونی چاہیے تا کہ وہ نیک اور باکردار مسلمان بنیں۔
- حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی زندگی سے آج کی خواتین کے لیے سبق ہے کہ مشکل حالات میں صبر، حوصلہ اور سچائی کے ساتھ دین اور خاندان کا ساتھ دینا چاہیے۔
- حضرت زینبؓ نے خیرات اور سماجی خدمت کے ذریعے خاندانوں میں ہمدردی پیدا کی۔

سفارشات

1۔ صحابیاتؓ کی سیرت مثالیں لے کر خواتین کو خاندانی نظام میں ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہی فراہم کی جائ ے، تاکہ وہ اپنے خاندان کی تعمیر میں بھرپور کردار ادا کر سکیں۔ اس پر محققین کو کام کرنے کی ضرورت ہے۔

2۔ خواتین کی معاشرتی حیثیت کو بہتر بنانے کے لیے پروگرامز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے، تاکہ وہ اپنے تجربات اور خیالات کا تباد لہ کر سکیں۔ جدید دور میں اس مرحلے پہ کام کرنے کی انتہائی ضروری ہے۔

3۔ تعلیمی اداروں میں صحابیاتؓ کے کردار پر مضامین پڑھائے جائیں، اس کے علاوہ سیرت صحابیاتؓ کی سیرت کے مضامین پر سیمی نارز اور کانفرنسز کروانے کی ضرورت ہے اور حکومت وقت کو سیرت صحابیاتؓ کو نصاب میں شامل کرنے کے اقدامات کرنے چاہیں ۔ تاکہ طالبات ان کی زندگیوں سے روشناس ہو سکیں۔

4۔ خواتین کے لئے نفسیاتی مدد اور مشاورت کے مراکز قائم کیے جائیں تاکہ وہ اپنی مشکلات کا حل تلاش کر سکیں۔

5۔ سیرت صحابیاتؓ کے موضوع پر لکھے گئے تمام مقالہ جات اور علماء دین کی زیر نگرانی میں اور سرکاری طور پر کتابی شکل دے کر تعلی می اداروں میں لائبریریز کا حصہ بنایا جائے۔

فہارس مقالہ

- فہرست آیات
- فہرست احادیث
- فہرست اعلام
- فہرست اصلاحات

فہرست آیات

نمبر شمار	آیت/طرف آیت	سورتیں	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾	سورۃالنساء	19	22
2	﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّن.......	سورۃ النساء	32	142
3	﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾	سورۃ النساء	34	24
4	﴿فَٱلصَّٰلِحَٰتُ قَٰنِتَٰتٌ حَٰفِظَٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُ﴾	سورۃالنساء	176	110
5	﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ.........	سورۃالتوبہ	32	25
6	وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا﴾	سورۃالاسرا	32	26
7	﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا﴾	سورۃ الکھف	46	67
8	﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴾	سورہ الکھف	110	62
9	﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ[1] ,﴾	سورۃالنور	32	17

10	﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾	سوره الروم	21	24
11	﴿ٱلنَّبِىُّ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَٰتُهُمْ ۗ وَأُو۟لُوا۟ ٱلْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِى كِتَٰبِ ٱللَّهِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ-.....	سوره احزاب	6	74
12	﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰه لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ ازهلَ الْبَىْ□تِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾	سورة احزاب	33	68
13	﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[12] ﴾	سوره الزريات	56	68
14	﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾	سورةلذريات	60	64
15	﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾	سوره التحريم	6	23

فہرست احادیث

نمبر شمار	متن حدیث	مصدر حدیث	صفحہ نمبر
1	﴿الجنة تحت أقدام الأمهات﴾	مسند احمد	63
2	﴿إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا : ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ﴾	مسند احمد	23
3	﴿خَيرُكُمْ خَيرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيرُكُمْ لِأَهْلِي﴾	سنن ابن ماجہ	22
4	﴿خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ﴾	البخاری شریف	55
5	﴿طلب العلم فريضه على كل مسلم﴾	البخاری شریف	46
6	﴿كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ﴾	البخاری شریف	55
7	﴿لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا﴾	صحیح البخاری شریف	23
8	﴿لَوْ كُنْتُ آمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا﴾	سنن ترمزی شریف	35

فہرست اعلام

صفحہ نمبر	فہرست اعلام	نمبر شمار
80	حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	1
85	حضرت عائشہ بنت ابو بکرؓ	2
88	حضرت زینب بنت جحشؓ	3
92	حضرت حفصہ بنت عمرؓ	4
95	حضرت میمونہ بنت حارثؓ	5
98	حضرت فاطمۃ الزہرہؓ	6
101	حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ	7
104	حضرت صفیہ بنت عبد المطلب	8
107	حضرت زینب بنت علی کرم اللہ وجہہؓ	9

فہرست اصطلاحات

نمبر شمار	فہرست اصلاحات	صفحہ نمبر
1	خاندان	16
2	نکاح	17
3	زنا	18
4	تشکیل خاندان	19
5	تعمیر خاندان	20
6	ازواجِ مطہراتؓ	80
7	سیرتِ صحابیاتؓ	99

فہرست مصادر و مراجع

عربی کتب:

قرآن مجید

1. ابو الانس ماجد البنکائی، "حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہا داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں"، ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور، دسمبر 2016
2. احمد خلیل جمعہ، "صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن"، ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور، مئی 2011
3. حصکیفی، الدر المختار، بیروت لبنان: دار الفکر ج
4. خالد بن علی المشیقیح "، فقہ لاسرۃ المعاصرۃ،" ناشر دار المنہاج جدۃ، سال اشاعت 2015
5. ڈاکٹر طاہر القادری، حُسنُ النَّظَرِ فِي أَقْسَامِ الخَبَر، دالکتب، اکتوبر 2021
6. الشیخ باقر شریف القریشی، نظام الاسرۃ فی الاسلام، دار لاضوان بیروت، ھ1409 (1989
7. عبد الرحمٰن عبد الخالق "، الزواج فی الاسلام،" ناشر دار ایمان مصر
8. عبد الکریم زیدان "، احکام الاسرۃ فی اسلام،" ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
9. ۔عبد اللہ ناصح علوان "، تربیۃ اولاد فی الاسلام، " ناشر دار اسلام القاھرۃ
10. کاسانی، بدائع الصنائع، بیروت: دار الکتب العلمیہ سن ندارد
11. محمد عبد اللہ دراز "، معالم فی التربیۃ الاسلامیۃ،" ناشر دار الفکر العزی بیروت لبنان
12. محمد قطب، " اسرۃ المسلمۃ امام التحدیات،" ناشر دار الشروق جدہ، سال اشاعت 2001
13. مولانا اشرف علی تھانوی، "تحفہ الزوجین "، ناشر مکتبہ اشرف المعارف، ملتان، 1960
14. محمد عقلۃ، نظام الاسرۃ فی الاسلام، مکتبۃ الرسالۃ الحدیثۃ عمان، ھ1411 (1990
15. محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری، الجامع المسند الصحیح المختصر من اُمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وآیامہ"، باب، کتاب النکاح، دار طوق النجاۃ (بیروت) ھ2000، 1422
16. ناصر بن سلیمان العمر "، الاسرۃ وطرق علاجھا،" ناشر دار ابن الجوزی الریاض، سن ندارد
17. یوسف القرضی، " الاسرۃ کمایریدھا الاسلام،" ناشر مکتبۃ وھبۃ القاھرۃ، ھ2000، 1426

اُردو کتب:

1) ابن سعد(محمد بن سعد بن منیع الزہری، التوفی)230ہجری،"الطبقات الکبریٰ"، جلد8۔ناشر دار الاشاعت کراچی

2) اشرف تھانوی، عورت اور گھریلو زندگی، مکتبہ دارالعلوم کراچی، سن اشاعت2000

3) حمد عبدالعلی، علم عمرانیات، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، سن ندار

4) الشیخ یوسف القرضاوی، کتاب"اسلامی معاشرہ میں خواتین کا مقام اور متوقع کردار"پبلش مکتبہ اسلامیہ،2017

5) پروفیسر عبدالرحمٰن عباسی،، کتاب :حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ :سیرت وکردارر ناشر :مکتبہ قدوسیہ،لاہور،2015،

6) حافظ مبشر حسین لاہوری، کتاب"هَرِيتهٔ العرُوس"، علی آصف پرنٹرز لاہور، جون2003

7) حضرت مرزا مسرور احمد، عائلی مسائل اور ان کا حل، ملفوظات جلد اول صفحہ 70۔71 ایڈیشن 2001ء

8) ڈاکٹر خالد الغامدی، تربیت اولاد، ناشر دار اسلام لاہور، سن 2015

9) ڈاکٹر احمد شبلی نعمانی، تاریخ تعلیم وتربیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، سن 1963

10) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، کتاب :حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی حیات وخدمات، ناشر :ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،لاہور،2005

11) سید محمد حسین زیدی البا ہوی، علی کی بیٹی، بسم اللہ پبلیکیشنز جعفریہ کالونی،لاہور2007

12) سید محمد حسین زیدی البا ہوی، علّی کی بیٹی، بسم اللہ پبلیکیشنز جعفریہ کالونی،لاہور2007

13) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی"، حقوق الزوجین"(موضوع:میاں بیوی کے حقوق اور ذمہ داریاں)ناشر اسلامی کتب خانہ لاہور

14) شیخ محمد الغزالی، اسلام میں خواتین، ناشر دار الشروق، مصر، بیسوی صدی

15) صغری مہدی، کتاب"اردو ناولوں میں عورتوں کی سماجی حیثیت"پبلش،2012

16) عبدالستار حماد، صحابیاتؓ کی زندگی کے درخشاں پہلو، ناشر :دارالسلام،لاہور، سن اشاعت2015

17) علامہ شبلی نعمانی، سیرتِ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، ناشر :مکتبہ رحمانیہ،لاہور، سن اشاعت200

18) علامہ جلال الدین سیوطیؒ، الریاض الناضرہ ،ناشر دارالکتب العلمیہ، سن ندارد

19) علامہ سید سلیمان ندوی ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ -حیات وسیرت، ناشر :اسلامی اکادمی، کراچی، سن اشاعت2012

20) [ii]عبد الاسالامندوی،"مسلمان خواتین کے لئے اسوۂ صحابیات"، ناشر ادارۂ مطبوعات خواتین لاہور، دسمبر2013

21) عبد المنانزاسخ،"خواتین گلشنِ نبویؐ میں"، ناشر البلدرپبلیکسنز لاہور، جون2012

22) عبد السلامبستوی، "خواتینِ جنت"، ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور، جولائی 2017

23) عبدلقیومحقانی، "تاریخِ اسلام کی نامور خواتین"، ناشر نگارشات مزنگ لاہور، جنوری 2018

24) علوی خالد، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیل ناشران وتاجران کتب، لاہور 200

25) عمری جلال الدین، تعمیر انسانیت اسلامی معاشرہ میں، مکتبہ، لاہور 1983

26) فوادبن سراج عبدالغفار مجدوی فتحی، "صحابہ کرام رضی اللہ عنہا کی مثالی بیویاں"، ناشر دارالانلاغ لاہور، اکتوبر 2015

27) مولانا محمد ادریس کاندھلوی . کتاب :امہات المؤمنین ناشر :مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سن اشاعت 2004

28) مولاناسید ابوالاعلی مودودیؒ، تفہیم القرآن، ناشر ادارہ ترجمان القرآن لاہور، سن 1972

29) مولانا صفی الرحمن مبارکپوری . کتاب :ازواجِ مطہراتؓ کی حیاتِ طیبہ ہ، ناشر :دارالسلام، لاہور، سن اشاعت 2010

30) محمود احمد غنضفر، "صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہن"، ناشر مکتبہ قدوسیہ لاہور، جون 2012

31) محمود احمد غضنفر، کتاب "نِساءوانبیاء"، علی آصف پرنٹرز لاہور، مئی 2004

32) ماموالنااعلٰی مودودی ”، اسلام میں خاندانی نظام “(اسلامی خاندانی اصول،)ناشر اسلامی پبلیکیشنز، لاہور، سن ندارد

33) مولانا علی تھانوی، کتاب ”تحفہ العروس “(موضوع :خاندانی زندگی کے اسلامی اصول،)ناشر دارالاشاعت، کراچی، سن ندارد

34) محمد عظیم خاصپوری، "صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہا کی عظیم مائیں"، ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور، فروری 2018

35) مولاناعبدالسلام بستوی، کتاب "خواتینِ جنت"، فیض اللہ اکیڈمی الفاظ پرنٹنگ پریس لاہور، 2007

36) مولاناسعید انصاری، "سیرتِ صحابیات مع اسوۂ صحابیات"، ناشر اسلامیہ کتب خانہ، مارچ 2017

37) محمود میاں نجمی، "سیرتِ صحابیات"، ناشر امثل البشر ایجوکیشنل سوسائیٹی ناظم آباد کراچی، اپریل 2022

38) مولانا محمد نافع صاحب، کتاب "امہات المومنین مع بناتِ اربعہ "پبلش جنوری 2019

39) مولاناوحید الدین خاں، "کسی بھی جدید معاشرے کی تعمیر میں خواتین کا کردار ترقی میں شراک" پبلش، نومبر 2011

40) مولاناحافظ عبد الغنی محمدی، کتاب، "عورت کا سماجی کردار اور خاندانی حقوق و فرائض "پبلش 2010

English books:

a. Foster w.cline,Jim Fay:”Parenting with Love and Logic’’, Published by Nav press publishing group,sep8,year2020
b. Kalairaint: Book name "Women's Rules in and Society and Family", Published by libcon on Nov 23. The year 2005.
c. Selma James:" The Power of Women and the Supervision of the Community", Published Shunai, on Feb, 2019.